گیارہویں شریف

مصنفہ

مولانا ابو الداؤد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی

قادری کتب خانہ

تحصیل بازار سیالکوٹ

گیارہویں شریف

حسب الارشاد

پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر محمد شفیع قادری علیہ الرحمۃ

سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات

مصنفہ

مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی

خطیب جامع مسجد علامہ عبدالحکیم علیہ الرحمۃ تحصیل بازار سیالکوٹ

ناشر

قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ

فون: ۸۲۹۷۲

نام کتاب ______ گیارہویں شریف کا ثبوت

تالیف ______ مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی

ناشر ______ قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ

مطبع ______ یونائیٹڈ پرنٹرز لاہور

بار ______ پنجم

قیمت ______ روپے

اِنتساب

فقیر اپنی اِس حقیر کاوش کو محبی محتشمی مبلغِ اسلام عالمِ شریعت، واقفِ رموزِ حقیقت، صاحبزادہ الحاج علامہ حافظ حیدر شاہ صاحب زید مجدہٗ سجادہ نشین آستانہ عالیہ غوثیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات کے نام سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ جو اس پُرفتن دور میں مسلکِ حق اہلِ سنت وجماعت کی تشہیر اور شریعتِ مطہرہ کی اشاعت کے لیے شب و روز مصروف ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

دُعا جو

فقیر ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی غفرلہٗ
سیالکوٹ

ماخذ کتاب

مستند مفسرین کی کتب تفاسیر

۲۔ تفسیر تنویر المقیاس از سیدنا عبداللہ بن عباس
۳۔ تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ
۴۔ تفسیر خازن از علامہ علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ
۵۔ تفسیر روح المعانی از علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ
۶۔ تفسیر ابن جریر از امام محمد بن جریر علیہ الرحمۃ
۷۔ تفسیر مدارک از امام عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ
۸۔ تفسیر بیضاوی از امام عبدالرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمۃ
۹۔ تفسیر درمنثور از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۱۰۔ تفسیر جلالین از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۱۱۔ تفسیر کمالین از امام کمال الدین علیہ الرحمۃ
۱۲۔ بحر المحیط از ابو عبداللہ محمد بن یوسف علیہ الرحمۃ
۱۳۔ تفسیر سراج المنیر از امام محمد بن شربینی علیہ الرحمۃ
۱۴۔ روح البیان از امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ
۱۵۔ تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ
۱۶۔ تفسیر کشاف از جار اللہ زمخشری علیہ الرحمۃ
۱۷۔ تفسیر ابن کثیر از عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ
۱۸۔ تفسیرات احمدیہ از علامہ احمد جیون علیہ الرحمۃ
۱۹۔ تفسیر مراغی از امام احمد مصطفےٰ مراغی علیہ الرحمۃ
۲۰۔ تفسیر احکام القرآن از امام محمد بن احمد قرطبی علیہ الرحمۃ
۲۱۔ تفسیر حسینی از علامہ معین الدین واعظ کاشفی علیہ الرحمۃ
۲۲۔ تفسیر نیشاپوری از امام محمد بن حسین نیشاپوری علیہ الرحمۃ
۲۳۔ مفردات القرآن از امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ
۲۵۔ تفسیر جامع البیان از شیخ سید معین الدین علیہ الرحمۃ
۲۶۔ تفسیر رؤفی از علامہ محمد رؤف علیہ الرحمۃ
۲۷۔ تفسیر فتح العزیز از شاہ عبدالعزیز محدث علیہ الرحمۃ
۲۸۔ تفسیر ابو السعود از امام ابو محمد الحسین بغوی علیہ الرحمۃ
۲۹۔ تفسیر مواہب الرحمٰن از علامہ سید امیر علی علیہ الرحمۃ
۳۰۔ تفسیر قادری از شاہ عبدالقادر دہلوی

دیوبندی اور وہابی اکابر کی تفاسیر

۳۱۔ تفسیر فتح البیان از نواب صدیق حسن بھوپالی
۳۲۔ تفسیر نعمان از مولوی حبیب اللہ صاحب
۳۳۔ تفسیر موضح القرآن از عبدالقادر دہلوی
۳۴۔ تفسیر ترجمان القرآن از نواب صدیق حسن بھوپالی
۳۵۔ تفسیر تدبر القرآن از امین احسن اصلاحی

مستند محدثین کی کتب احادیث

۳۶۔ صحیح بخاری از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
۳۷۔ صحیح مسلم از امام مسلم بن الحجاج علیہ الرحمۃ
۳۸۔ جامع ترمذی از امام ابو عیسےٰ بن محمد عیسےٰ ترمذی
۳۹۔ سنن ابن ماجہ از امام ابو عبداللہ محمد علیہ الرحمۃ
۴۰۔ سنن ابوداؤد از امام سلیمان بن الاشعث علیہ الرحمۃ
۴۱۔ سنن نسائی از امام احمد بن شعیب النسائی علیہ الرحمۃ
۴۲۔ مشکوٰۃ از امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ
۴۳۔ مستدرک از امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ
۴۴۔ کنز العمال از علی بن حسام الدین علیہ الرحمۃ

۴۵۔ مسند امام احمد از امام احمد علیہ الرحمۃ
۴۶۔ سنن کبریٰ از امام احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ
۴۷۔ فتح الباری از امام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی
۴۸۔ عمدۃ القاری از امام بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ
۴۹۔ ارشاد الساری از امام شہاب الدین احمد قسطلانی
۵۰۔ فیض الباری از مولوی انور شاہ کشمیری
۵۱۔ اشعۃ اللمعات از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
۵۲۔ مرقات از امام علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ
۵۳۔ مظاہر حق از نواب قطب الدین دہلوی
۵۴۔ عون المعبود از شمس الحق عظیم آبادی
۵۵۔ طبرانی از امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی
۵۶۔ الادب المفرد از امام محمد بن اسماعیل بخاری
۵۷۔ عمل الیوم واللیلۃ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۵۸۔ عمل الیوم واللیلۃ علامہ ابن السنی علیہ الرحمۃ
۵۹۔ سنن دارمی از امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ
۶۰۔ موطا امام محمد از امام محمد علیہ الرحمۃ
۶۱۔ مجمع الزوائد از علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ
۶۲۔ کتاب الشفاء از علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ
۶۳۔ شرح شفاء از علامہ علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ
۶۴۔ نسیم الریاض از علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ

مستند اکابر کی تصانیف

۶۵۔ البدایہ والنہایہ از عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمۃ
۶۶۔ دلائل النبوۃ از امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی علیہ الرحمۃ
۶۷۔ کتاب الاذکار از امام یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ
۶۸۔ مکتوبات شریف از امام شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ
۶۹۔ مطالع المسرات از علامہ فاسی علیہ الرحمۃ
۷۰۔ غنیۃ الطالبین از امام شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ
۷۱۔ قلائد الجواہر از علامہ محمد بن یحییٰ حلبی علیہ الرحمۃ
۷۲۔ دلائل الخیرات از علامہ سلیمان جزولی علیہ الرحمۃ
۷۳۔ عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی
۷۴۔ طبقات الکبریٰ از امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ
۷۵۔ القول البدیع از امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی 〃
۷۶۔ حلیۃ الاولیاء از امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ 〃
۷۷۔ بستان العارفین از فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ
۷۸۔ ریاض النضرہ از علامہ ابو جعفر احمد محب طبری علیہ الرحمۃ
۷۹۔ الترغیب والترہیب از علامہ منذری علیہ الرحمۃ
۸۰۔ شرح الصدور از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۸۱۔ حدیقہ ندیہ از علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ
۸۲۔ عمدۃ التحقیق از علامہ ابراہیم مالکی علیہ الرحمۃ
۸۳۔ لقطۃ العجلان از علامہ محمد جمال الدین دمشقی علیہ الرحمۃ
۸۴۔ الدرایۃ از امام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی 〃
۸۵۔ مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
۸۶۔ اخبار الاخیار 〃 〃 〃 〃
۸۷۔ جذب القلوب 〃 〃 〃 〃
۸۸۔ ماثبت من السنۃ 〃 〃 〃 〃
۸۹۔ انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی 〃
۹۰۔ مصفیٰ 〃 〃 〃 〃
۹۱۔ ہمعات 〃 〃 〃 〃
۹۲۔ کلمات طیبات 〃 〃 〃 〃
۹۳۔ تنویر العینین 〃 〃 〃 〃
۹۴۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء 〃 〃 〃 〃
۹۵۔ زبدۃ النصائح 〃 〃 〃 〃
۹۶۔ تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی 〃

۹۷- ملفوظات عزیزی از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
۹۸- عجالہ نافعہ " " "
۹۹- وجیز الصراط
۱۰۰- تحفہ قادریہ از شاہ ابوالمعالی محمد سلمی قادری علیہ الرحمۃ
۱۰۱- سیرت غوث اعظم از علامہ برخوردار علیہ الرحمۃ
۱۰۲- خزینۃ الاصفیاء از علامہ مفتی غلام سرور لاہوری
۱۰۳- فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ
۱۰۴- اسنی المطالب از علامہ شیخ محمد بن سید درویش علیہ الرحمۃ
۱۰۵- نذور بزرگاں از شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ
۱۰۶- حصن حصین از امام محمد بن محمد بن جزری علیہ الرحمۃ

فتاوے

۱۰۷- فتاوٰی عالمگیری از اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ
۱۰۸- فتاوٰی شامی از علامہ ابن عابدین علیہ الرحمۃ
۱۰۹- درمختار از علامہ علاؤالدین الحصکفی علیہ الرحمۃ
۱۱۰- فتاوٰی عزیزی از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
۱۱۱- الزیلعی از علامہ زیلعی علیہ الرحمۃ
۱۱۲- فتاوٰی عبدالحی از علامہ عبدالحی لکھنوی
۱۱۳- فتاوٰی شاہ رفیع الدین از علامہ رفیع الدین دہلوی
۱۱۴- فتاوٰی رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوہی
۱۱۵- فتاوٰی ثنائیہ از مولوی ثناء اللہ امرتسری
۱۱۶- فتاوٰی ستاریہ از مولوی عبدالستار دہلوی

دیوبندی اور اہلحدیث اکابر کی تصانیف

۱۱۷- جلاء الافہام از ابن قیم جوزی
۱۱۸- اعلام الموقعین " "
۱۱۹- کتاب الروح " "
۱۲۰- اتحاف النبلاء از نواب صدیق حسن بھوپالی
۱۲۱- کتاب الداء والدواء از " " "
۱۲۲- بذل الحیات از " " "
۱۲۳- تقصار " " "
۱۲۴- روض الخصیب " " "
۱۲۵- مسک الختام " " "
۱۲۶- المقالۃ الفصیحۃ " " "
۱۲۷- حج الکرام " " "
۱۲۸- بدور الاہلہ " " "
۱۲۹- تحذیر الناس از مولوی قاسم نانوتوی
۱۳۰- شمائم امدادیہ از مولوی اشرف علی تھانوی
۱۳۱- التذکیر " " "
۱۳۲- امداد المشتاق " " "
۱۳۳- افاضات الیومیہ " " "
۱۳۴- جمال الاولیاء " " "
۱۳۵- ارواح ثلاثہ " " "
۱۳۶- اشاعۃ السنۃ از مولوی محمد حسین بٹالوی
۱۳۷- ہدیۃ المہدی از مولوی وحید الزماں
۱۳۸- وحید اللغات " "
۱۳۹- تذکرۃ الرشید از عاشق الٰہی میرٹھی
۱۴۰- براہین قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی
۱۴۱- صراط مستقیم از مولوی اسماعیل دہلوی
۱۴۲- منصب امارت " "
۱۴۳- ترک اسلام از مولوی ثناء اللہ امرتسری
۱۴۴- فضائل درود شریف از مولوی ذکریا سہارنپوری
۱۴۵- تحفۃ الذاکرین از قاضی محمد بن علی شوکانی
۱۴۶- فیصلہ مکہ از مولوی عبدالعزیز

۱۴۷- تفسیر السلف از مولوی فقیر اللہ مدراسی
۱۴۸- الفیصلۃ الحجازیہ از قاضی عبدالاحد خانپوری
۱۴۹- احیاء المیت از مولوی ابراہیم میر
۱۵۰- تاریخ اہلحدیث " "
۱۵۱- تعریفات اہل سنت از حافظ عبداللہ روپڑی
۱۵۲- مجموعۃ الرسائل علماء نجد
۱۵۳- ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات از مولوی امام خاں نوشہروی
۱۵۴- مدعی امارت سے شرعی استفتاء از حکیم صادق
۱۵۵- مااہل بہ لغیر اللہ از مولوی فضل الرحمان
۱۵۶- عقیدۃ المحمدیہ از مولوی عبداللہ پنجابی
۱۵۷- نیل الاوطار از قاضی محمد بن علی شوکانی
۱۵۸- نزل الابرار از مولوی وحید الزماں
۱۵۹- تفسیر ستاری از مولوی عبدالستار دہلوی
۱۶۰- فتاوٰی ستاریہ " "
۱۶۱- فقہ محمدیہ از مولوی ابوالحسن

اخبار اہلحدیث امرتسر

۱۶۲- اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء
۱۶۳- " " " ۷ نومبر ۱۹۱۳ء
۱۶۴- " " " ۲۱ جنوری ۱۹۱۶ء
۱۶۵- " " " ۲۰ نومبر ۱۹۳۴ء
۱۶۶- " " " ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء
۱۶۷- " " " ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء
۱۶۸- " " " ۵ مارچ ۱۹۴۳ء
۱۶۹- " " " ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

ابتدائیہ

مولوی حافظ فضل الرحمان صاحب محلہ پادر ہاؤس سیالکوٹ کا رسالہ "وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور پیر صاحب کا دنبہ" بذریعہ ڈاک فقیر تک پہنچا۔ حافظ فضل الرحمان صاحب مسلکاً غیر مقلد وہابی ہیں اور غیر مقلدینؒ کے مقتدر شخصیت مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے شاگرد ہیں جو سُنا ہے ماشاء اللہ مولوی فاضل بھی ہیں اور عرصہ دراز تک سکول ماسٹر رہے ہیں۔ اب ریٹائرڈ ہونے کے بعد آخری عمر میں ان کو مصنف بننے کا شوق سوار ہوا ہے۔

بظاہر ماسٹر صاحب بڑے صلح کلی نظر آتے ہیں۔ مگر بباطن رسالہ کے مطالعہ سے......ثابت ہوئے ہیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ ماسٹر فضل الرحمان صاحب سے فقیر نے اپنے طالب علمی کے دوران مدارج النبوت فارسی خریدی تھی۔ اس وقت انہوں نے بتایا تھا کہ میں مولوی ابراہیم صاحب میر کا شاگرد ہوں۔

جب ڈاک میں فقیر کو یہ رسالہ موصول ہوا تو مطالعہ کرتے کرتے ہی فقیر نے اس کا جواب لکھنے کا ارادہ کر لیا۔

الحمد للہ رب العالمین! اللہ کریم نے اس دور میں فقیر کو اس منصب پر فائز فرمایا ہے کہ دین کے راہزن اور ڈاکوؤں کو پکڑوں اور ان کی عیاریوں اور مکاریوں سے سادہ لوح مسلمانوں کو آگاہ کروں۔

رسالہ کا مطالعہ کرتے کرتے ہی فقیر نے رسالہ کے حاشیہ پر ماسٹر فضل الرحمان صاحب کی عیاریوں اور مکاریوں کی نشاندہی کر دی۔ تاکہ جواب لکھتے وقت آسانی رہے۔

رسالہ کے بالکل آخری صفحہ کے نیچے ملنے کا پتہ۔

"آفتاب احمد خلجی، محمدی کمیشن شاپ چرچ روڈ غلہ منڈی سیالکوٹ"

لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلجی صاحب نے ہی ماسٹر صاحب کو مصنف بننے کا شوق دلایا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس پُر فریب رسالہ کے چھپوانے کے لیے روپے کی مدد بھی خلجی صاحب نے ہی کی ہو۔ ویسے تو یہ مولوی کہا کرتے ہیں کہ کسی سے مدد مانگنا شرک ہے۔ لیکن جب رسالوں کے چھپوانے کا خیال آتا ہے۔ تو پھر خود ہی مخلوق سے مدد مانگتے ہیں۔

ویسے وہابی مولوی اکثر اپنے مخصوص انداز میں یہ شعر پڑھتے ہیں۔

ع وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

تو کسی قرآن وسنّت کے صحیح جاننے والے عالم دین نے اس کا خوب جواب دیا ہے۔ جس سے کسی وہابی کو انکار نہیں۔ وہ جواب بھی ایک ہی شعر میں ہے جو کہ درج کرتا ہوں۔

وہ چندہ ہے جو نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اغیار سے

فقیر نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہِ اقدس میں استغاثہ پیش کرتے ہوئے جواب لکھنا شروع کر دیا۔ جو کہ الحمد للہ رب العالمین آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

ماسٹر صاحب کا رسالہ ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ رسالے کے صفحہ ۲۱ پر ختم غوثیہ شریف کے مبارک جملوں کو شرکیہ قرار دیا گیا اور استہزاء اڑایا گیا رسالہ کا جواب لکھتے لکھتے صفحہ ۲۱ پر آیا تو خیال آیا کیوں نہ ختم غوثیہ کے مبارک جملوں کے ثبوت میں مستقل ایک رسالہ لکھ دوں۔ بارگاہِ غوثیت میں استغاثہ کرتے ہوئے ختم غوثیہ کے ثبوت پر مدلل رسالہ کی ابتداء کر دی جو کہ "ختم غوثیہ پڑھنے کا ثبوت" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

دنیائے اسلام کے مخلص اور دین کے ہمدرد مسلمانوں سے فقیر کی پُر زور درد بھری اپیل ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ ضرور دعا کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ بجاہ المصطفیٰ سادہ لوح مسلمانوں کو دین کے ڈاکوؤں سے محفوظ رکھے۔ مذہبی اور دینی لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان جیسی قیمتی دولت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو بھی اللہ کریم ہدایت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقیر ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی غفرلہٗ
خطیب مرکزی جامع مسجد علامہ عبد الحکیم علیہ الرحمہ
تحصیل بازار سیالکوٹ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ عَالِمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَلَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَخُلَفَآئِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

مصنف نے اہلال کا معنٰے "آواز بلند کرنا" کیا ہے اس کے بعد "پکارنے سے کیا مراد ہے" کی سُرخی دے کر لکھا ہے کہ ضحاک اور مجاہد۔ قتادہ کہتے ہیں۔ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارنا مراد ہے اور جمہور مفسرین کا اس طرف میلان ہے اور وہ عند الذبح کی قید لگاتے ہیں۔ اس طرح آیت کا ترجمہ یہ ہوگا کہ جو چیز غیر اللہ کے نام سے ذبح کی جاوے، وہ حرام ہے۔

قارئین کرام! مصنف رسالہ "وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ" مولوی حافظ فضل الرحمان صاحب نے کس عیاری اور مکاری سے کام لیا ہے جو کہ ایک حافظِ قرآن، عالمِ دین، سکول ماسٹر کو زیبا نہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس گروہ کے علماء کو ابتدائی تعلیم ہی یہی دی جاتی ہے۔ ماسٹر فضل الرحمان صاحب کے اس انداز پہ حیرانگی کوئی نئی بات نہیں۔ اس گروہ کے اکابر کی یہی روش رہی ہے۔

"وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے"

یہ انداز ان حضرات کو ورثہ میں ملا ہوا ہے۔ عیاریوں اور مکاریوں کے عجیب عجیب انداز اور طریق اگر تفصیلاً پڑھنا چاہتے ہو تو فقیر کی کتب[۱] وہابی مذہب قصرِ وہابیت پر بم۔ وہابیت کا پوسٹمارٹم "کا مطالعہ فرمائیں۔

ناظرین کرام! ماسٹر مولوی فضل الرحمان صاحب خود ہی پکارنے سے کیا مراد ہے کی سُرخی دے کر لکھتے ہیں کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارنا مراد ہے اور جمہور مفسرین کا اس طرف میلان ہے اور وہ عند الذبح کی قید لگاتے ہیں۔

اُس کے بعد لکھتے ہیں کہ

"اُس طرح آیت کا ترجمہ یہ ہوگا کہ جو چیز غیر اللہ کے نام سے ذبح کی جاوے حرام ہے۔"

جس چیز پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے۔ کیونکہ اگر یہ ترجمہ کرتے تو ان کا یہ رسالہ لکھنے کا مقصد فوت ہو جاتا تھا اور ان کی عیاری اور مکاری ان کے اپنے حضرات نے ہی بھانپ لینی تھی اور ان پر یہ عیاں ہو جانا تھا کہ مسلکِ اہل سنت وجماعت درست اور حق ہے۔

آج کل کے مسلمان اور دہلی وغیرہ کے ہندوؤں کا دستور کی سرخی دے کر مولوی فضل الرحمان صاحب صفحہ ۳ پر یہ ہی رقمطراز ہیں۔

جیسا کہ ہندوستان وغیرہ ملک میں شیخ سدو کا بکرا، پیر کا بکرا، سید کبیر کی گائے پکاری جاتی ہے۔ جس طرح کہ ہندوؤں میں دستور ہے کہ کالی، بھوانی وغیرہ کے لیے سانڈ چھوڑتے ہیں۔

مولوی نما ماسٹر صاحب نے کس دیدہ دلیری سے مسلمانوں کی تشبیہ ہندوؤں کے

---

[۱] یہ کتب قادری کتب خانہ سیالکوٹ سے مل سکتی ہیں۔

دستور سے دی ہے۔ یہ جسارت اہل خبیث ہی کرسکتا ہے۔ اہل حدیث کو تو قطعاً یہ جرأت نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ وہ عمل جو مسلّمہ بزرگوں اور محدثین کے نزدیک مستحسن اور جائز ہے۔ اس کو ہندوؤں سے تشبیہ دینا خباثت نہیں تو اور کیا ہے اور ایسا کرنے والا فضل الرحمان نہیں ہاں ہاں فضل الشیطان ضرور ہوگا۔ ایسے شخص کو نہ قرآن حکیم کی سمجھ ہے اور نہ ہی حدیث رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم اگر علم رکھتا تو یہ کبھی نہ لکھتا۔ سرورِ عالم، سیاحِ لامکاں، وسیلہ بیکساں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

صحیح البخاری ص۲ عمدۃ القاری ص۱۶ ج۱ فتح الباری ص۵۷۲ ج۱

ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب نے بعد ازیں سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

پس جب یہ جانور غیر اللہ کے لیے نامزد ہوگئے یعنی بطور تقرب ان کو ان کے نام سے پکارا تو ان میں شرک کی خباثت سرایت کرگئی اور یہ ناپاکی باطن اس جانور کے رگ وپے میں دوڑ گئی۔ پس جس طرح کہ سور وغیرہ کو اللہ کے نام سے ذبح کرنا کچھ فائدہ نہیں بخشتا بلکہ حرام ہی رہتا ہے۔ غیر اللہ کے نام کا ذبح کرنا یا کوئی چیز دینا سور کو اللہ کے نام سے ذبح کرنے کے برابر ہے۔

دوستو! غیر اللہ کے نام سے نامزد کرنا ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے کوئی وہابی بھی محفوظ نہیں بلکہ خود مولوی فضل الرحمان صاحب بھی نہیں۔ مثلاً یہ مولوی صاحب کی گائے ہے۔ یہ ماسٹر صاحب کی بکری ہے۔ یہ مولوی صاحب کا بکرا ہے یہ ماسٹر صاحب کا مکان ہے۔ یہ مولوی صاحب کی بیوی ہے۔ یہ ماسٹر صاحب کا لڑکا ہے۔ یہ مولوی صاحب کی لڑکی ہے۔

ماسٹر صاحب، مولوی صاحب بھی تو وہابیوں کے نزدیک غیر اللہ ہیں تو پھر وہ گائے، بکری، بکرا، بیوی، لڑکی، سب حرام ہوئے۔ پہلے تو مولوی صاحب اپنی زوجہ محترمہ کو حلال قرار دے لیں۔ پھر سادہ لوح مسلمانوں پر حرام کا فتوے صادر فرمائیں۔

جنہوں نے یہ رسالہ شائع کیا ہے، ان کا نام رسالہ کے آخر میں لکھا ہے۔ وہ خلجی صاحب ہیں۔ ان کی کمیشن شاپ ہے اور اس کمیشن شاپ کا نام انہوں نے محمدی کمیشن شاپ رکھا ہے۔ جیسا کہ رسالہ کے آخر میں درج ہے۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب اور خلجی صاحب سے کوئی پوچھے کہ حضرت آپ نے تو پورے رسالہ میں یہ زور دیا ہے کہ جو چیز غیر اللہ کے نام سے نامزد ہو وہ حرام ہوتی ہے۔ تو آخر ان کے دماغ میں یہ بھی آنا چاہیئے کہ دکان کا جو انہوں نے نام رکھا ہے۔ وہ بھی ان کے نزدیک حرام ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اللہ کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو غیر اللہ ہیں اور محمدی کمیشن شاپ یہ محمد کی طرف نامزد ہے۔

لہٰذا ان کے دکان کا نام بھی ان کے نزدیک حرام ہے۔ پھر کئی وہابی اپنے آپ کو محمدی کہلاتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی حرامی ہوئے۔ کئی وہابیوں کے مدرسوں کے نام میں محمدیہ آتا ہے۔ جیسا کہ مشہور کانگریسی مولوی اسمٰعیل آف گوجرانوالہ جو کہ غیر مقلد ہیں نے اپنے مدرسہ کا نام محمدیہ رکھا ہے۔ وہ مدرسہ بھی حرامی ہوا لطف کی بات یہ ہے کہ شہر سیالکوٹ میں انہیں حضرات کا ایک مدرسہ ہے جس کا نام انہوں نے جامعہ ابراہیمیہ رکھا ہے۔ مولوی ابراہیم صاحب میر کی طرف نامزد کیا ہے۔ اس مدرسہ کا نام رکھنے والے۔ اس مدرسہ میں چندہ دینے والے، اس میں پڑھنے اور پڑھانے والے سب حضرات پھر حرام کو فروغ دینے

والے ہوئے۔ ہاں تو میں نے یہ ذکر کیا ہے۔ اس رسالہ کی اشاعت کرنے والے خلجی صاحب کی کمیشن شاپ ہے اور دکانداروں کا اکثر معمول ہوتا ہے کہ دوپہر کا کھانا گھر سے منگواتے ہیں یا ہوٹل سے منگواتے ہیں تو گھر والے یہ ضرور کہتے ہوں گے کہ خلجی صاحب کی روٹی لے جاؤ، ہوٹل سے چائے وغیرہ منگواتے ہوں گے تو ہوٹل والے کہتے ہوں گے کہ خلجی صاحب کی چائے ہے۔

ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب کے اصول کے مطابق یہ سب حرام ہوا کھانا بھی حرام اور چائے بھی حرام، کیونکہ کھانے پر بھی خلجی صاحب کا نام۔ چائے پر بھی خلجی صاحب کا نام آتا ہے۔

اب مولوی فضل الرحمان صاحب اور ان کی جماعت کے سب حضرات اپنے خود ساختہ عقائد اور اصول کی بنا پر سب حرام ہی کھاتے ہیں۔ کیونکہ ماسٹر فضل الرحمان صاحب نے اس رسالہ کے صفحہ ۹ پر نتیجہ کی سرخی دے کر صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ

معلوم ہوا کہ جس کسی چیز پر جانور ہو یا اور کچھ جب غیر اللہ کا نام لے گا تو وہ چیز حرام ہو جاوے گی۔ کھانے کی ہے تو کھانا اس کا۔ پہننے کی ہے تو اس کا پہننا کسی اور استعمال کی ہے تو اس کا استعمال حرام ہوگا۔ کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے۔ نہ خصوصیت سبب کا۔

ناظرین مولوی صاحب خود خلجی صاحب اور دیگر ان کے ہم عقیدہ وہابی دیوبندی حضرات اس برے عقیدہ سے توبہ کریں اور مسلک حق اہل سنت وجماعت کو قبول فرمائیں۔ ورنہ ان کی اپنی تحریر کے مطابق ان کا کھانا پینا اور بیوی وغیرہ سب کے سب حرام ہوں گے۔ کیونکہ کھانے پینے اور بیوی وغیرہ پر مولوی صاحب ماسٹر صاحب خلجی صاحب، چٹھہ صاحب، چیمہ

صاحب، شیخ صاحب وغیرہ کا نام تو ضرور آتا ہے۔

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
وہابی تہذیب کے گندے ہیں انڈے

مولوی صاحب مثال دے کر لکھتے ہیں کہ

جس طرح سؤر وغیرہ کو اللہ کے نام سے ذبح کرنا کچھ فائدہ نہیں بخشتا بلکہ حرام ہی رہتا ہے۔ غیر اللہ کے نام کا ذبح کرنا یا کوئی چیز دینا۔ سور کو اللہ کے نام سے ذبح کرنے کے برابر ہے۔

مولوی صاحب کی یہ مثال پڑھ کر اگر کوئی یہ کہہ دے کہ مولوی صاحب آپ کی بیوی جو آپ کی طرف منسوب اور نامزد ہے، خطبہ نکاح اور ایجاب قبول سے آپ پر حلال نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ حرام ہی رہے گی۔ کیونکہ وہ بھی تو غیر اللہ کی طرف منسوب اور نامزد ہے تو مولوی صاحب اور ان کے حواریوں کو قطعاً برا نہ منانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اصول ان کا ہی بنایا ہوا ہے۔ جو ان پر خوب چسپاں ہوا ہے۔

مولوی صاحب تو اپنے رسالہ میں ایسی ہزلیات لکھنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ مولانا شاہ عبد العزیز اپنی تفسیر عزیزی میں اسی قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ احتیاط بھی اسی میں ہے اور قطع شرک کے لیے یہی قول مناسب مقام ہے۔

قارئین کرام! مولوی فضل الرحمان صاحب نے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا نام جس متکبرانہ انداز سے لکھا ہے۔ وہ ذی شعور حضرات سے مخفی نہیں کہ اس مقتدر شخصیت کے نام پر رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھنا گوارا نہیں کیا ایسے معلوم ہوتا ہے کہ بے ادبی اور گستاخی ان کی گھٹی میں رچی ہوئی ہے۔ اگر مولوی صاحب میں یہ بات نہ ہوتی تو مولوی فضل الرحمان صاحب کے استاد

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کو اخبار اہل حدیث[1] امرتسر میں خطیب کی اپیل کی ضرورت پیش نہ آتی۔ نیز اس اپیل میں "گستاخ اور بے ادب نہ ہو" کی قید نہ لگاتے۔ عامۃ المسلمین کی خیر خواہی اور بہتری کے لیے وہ اپیل درج کرنا بہت مفید ہے جو کہ من وعن درج کی جاتی ہے۔

"خطیب کے لیے اپیل

مجھے ایک ایسے جامع معقول و منقول اہلحدیث اہل علم کی ضرورت ہے جو میرے سامنے یہاں پر کچھ مدت قیام کرے تاکہ لوگ بھی اس سے مانوس ہو جائیں اور وہ بھی شہر کے حالات سے واقفیت حاصل کرے۔ تنخواہ حسب لیاقت و کارگزاری دی جائے گی حافظ قرآن کو ترجیح دی جائے گی اور اخلاق کی سنجیدگی اور عمل کی صلاحیت اور عقیدہ کی صحت ضروری شرائط ہیں۔ مختصر یہ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر سلفی العقیدہ ہو۔ امر تصوف و علم کلام کے ذوق سے آشنا ہو بزرگان دین، آئمہ مجتہدین و محدثین کا ادب ملحوظ رکھنے والا ہو۔ گستاخ و بے ادب اور خشک مزاج نہ ہو۔ (اہلحدیث امرتسر صفحہ ۵ کالم نمبر ۱-۲، ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

قارئین کرام! مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کی یہ اپیل مولوی اور ان کے حواریوں کو بار بار ٹھنڈے دل اور دماغ سے پڑھنی چاہیئے کہ ان کے بزرگ جماعت کی مقتدر شخصیت اپنی جماعت کے مولوی کی اپنی مسجد کی خطابت کی تقرری کے لیے کتنی شرطیں لگا رہے ہیں۔

خصوصی طور پر یہ شرائط کہ

امر تصوف و علم کلام کے ذوق سے آشنا ہو۔ بزرگان دین، آئمہ مجتہدین کا ادب ملحوظ رکھنے والا ہو۔ گستاخ و بے ادب اور خشک مزاج نہ ہو۔ یہ شرائط لگانے سے معلوم ہوا کہ ان حضرات میں بزرگان دین۔ آئمہ مجتہدین و محدثین

[1] اگلے صفحہ پر اہلحدیث امرتسر کے صفحہ کی فوٹو سٹیٹ ملاحظہ فرمائیں۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر مؤرخہ ۲۹ راکتوبر ۱۹۴۳ء)

اہلحدیث امرتسر ۷۶۱ ۵ ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۳ء

استدعا بندہ ضعیف

بخدمت علمائے اہل حدیث

[illegible]

اسلام اور جمعیت

[illegible]

کے بے ادب اور گستاخ بھی ہیں اور وہ لوگ صرف عامۃ الناس ہیں سے ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے دینی مدرسوں کے فارغ التحصیل اور دورۂ قرآن وحدیث کی اسناد حاصل کئے ہوئے جن کو یہ حضرات اپنی جماعت کے علماء دین کہتے ہیں۔

آج سے کئی صدیوں پہلے عالم حقانی، عارف ربانی، مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب

مولوی فضل الرحمٰن صاحب اوران کے حواریوں سے سوال ؟

مولوی صاحب آپ عالم دین بھی کہلاتے ہیں۔ غالباً مولوی فاضل کی ڈگری بھی حاصل کئے ہوئے ہیں۔ اپنے رسالہ پر آپ نے حافظ بھی لکھا ہے۔ ماشاء اللہ حافظ قرآن بھی ہیں۔ پھر اپیل کنندہ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے شاگرد رشید بھی ہیں اور بجلی محلہ سیالکوٹ میں سکونت پذیر بھی ہیں جو کہ مولوی ابراہیم صاحب میر کی جامع مسجد سے اتنا دور بھی نہیں۔ پھر مولوی ابراہیم صاحب یعنی آپ کے استاذ نے آپ کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟

آپ کو منتخب نہ کرنے کی وجہ آپ کا رسالہ پڑھنے سے معلوم ہوئی ہے کہ آپ حد درجہ کے گستاخ اور بے ادب ہیں۔ خشک مزاج ہیں، سلفی العقیدہ بھی نہیں۔ امر تصوف اور علم کلام کے ذوق سے کوسوں دور ہیں۔ اگر ہوتے تو کبھی بھی گیارہویں شریف نذر و نیاز کو حرام قرار نہ دیتے۔ بلکہ کتے اور سور سے تشبیہ نہ دیتے۔ یہ سب کچھ آپ کے قلم سے اسی لیے نکلا ہے کہ آپ میں یہ سب صفات درجہ اتم موجود ہیں۔

غیر مقلدین حضرات کے لیے یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ جب کہ میر صاحب کے

شاگردوں میں سیالکوٹ میں رہائش پذیر حافظ محمد شریف صاحب سیالکوٹی علیہ ما علیہ + حکیم صادق سیالکوٹی۔ مولوی حافظ فضل الرحمان سیالکوٹی مصنف رسالہ کے ہوتے ہوئے اپنی مسجد کے لیے خطیب کی اپیل کر رہے ہیں۔ مندرجہ بالا شرائط لگا رہے ہیں۔

اگر یہ حضرات بغور سوچیں تو میر صاحب نے اپنے تمام شاگردوں کو بلیک لسٹ میں درج کر کے ان کے ماتھے پہ وہ تلک لگا دیا ہے جو مرتے دم تک نہیں اتر سکتا ہے اور ان کے شاگرد جن میں مولوی فضل الرحمان صاحب بھی شامل ہیں۔ کچھ ہوش کے ناخن لیتے اور اپنی ناپسندیدہ حرکات سے باز آتے۔ مگر مولوی فضل الرحمان نے یہ رسالہ لکھکر شاعر کے اس شعر کو اپنے اوپر صادق کر دکھایا ہے۔

ڈھیٹ اور بے شرم دنیا میں بھی دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

مولوی فضل الرحمان صاحب کے حواریوں کو بھی گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہئے کہ وہ حضرات جن کو مولوی ابراہیم صاحب میر نے نظر انداز کر دیا تھا اور اپنی زندگی میں جن کو (REJECT) کر دیا تھا۔ ان کی مسجد میں تدریس کے لیے تقرری میر صاحب کو خوش کرنے والا کارنامہ نہیں۔ بلکہ ناراض کرنے کا ذریعہ ہے۔ ایسے حضرات کی تقرری کرنے والوں کا حشر بھی ایسے حضرات کے ساتھ ہو گا۔ جن کو میر صاحب نے گستاخ اور بے ادب جیسے رسوائے زمانہ خطابات دیئے ہیں۔

گئی طفلی جوانی پیری آئی
کر اب بھی ہوش ناداں گستاخ

ہو سکتا ہے کہ مولوی فضل الرحمان صاحب کے حواری رسالہ سے جو کہ انہوں نے اسلام کے دشمنوں کو خوش کرنے کے لیے لکھا ہے۔ ان کا کارنامہ سمجھے بیٹھے ہوں۔ ان کی رہنمائی اور بہتری کے لیے مولوی ابراہیم میر جو کہ ان کی جماعت کے امام العصر ہیں اور مقتدر شخصیت بھی ہیں کی ایک وصیت درج کرنا اپنا فرضِ منصبی سمجھتا ہوں تاکہ عقیدۃً امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صاحب ورع اور زہد و تقویٰ کی تقلید کو شرک و بدعت سمجھ کر غیر مقلد کہلانے والے عملاً گستاخ، بے ادب، بدعمل اور قرآن و حدیث سے بے بہرہ حضرات کی تقلید کرنے والے نام نہاد اہل حدیث حضرات پر حقیقت واضح ہو جائے کہ یہ کارنامہ نہیں ہے بلکہ دھوکہ ہے۔ اس کی اشاعت ثواب نہیں بلکہ عذاب ہے۔ وہ وصیت لفظ بلفظ درج کرتا ہوں۔

مولوی ابراہیم صاحب میر کی وصیت

مولوی ابراہیم صاحب میر اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

جماعت اہل حدیث اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور بعض پرانے کانگریسی ہیں[1]۔

(احیاء المیت صفحہ ۳۶)

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

مولوی فضل الرحمان صاحب اور ان کے رفقاء کو ان کے استاذ اور ان کے گروہ کی مقتدر شخصیت مولوی ابراہیم صاحب میر کی وصیت و نصیحت پر تخلیہ میں بیٹھ کر غور و خوض کرنا چاہئے اور مسلمانوں کے حال پر رحم کھانا چاہئے کہ چند

[1] احیاء المیت صفحہ ۳۶ کی فوٹو اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۳۶

میں اسلامی جمعیت کو پاش پاش کردیا اور سیاسی لوگوں نے جیفۃ الکلاب کی حرص میں اسلام ہی کو جواب دیدیا۔ فَاِلَی اللہِ المُشتکیٰ۔

سو ایسے حالات میں یہ نہایت ضروری جانا کہ ان ہر دو قسم کے لوگوں کو طریق اعتدال اور دنیا و عاقبت کی راہِ نجات بتادوں، تاکہ مسلمانوں کی کشتی اس بھنور کے تھپیڑوں سے محفوظ رہے۔ واللہ الموفق

جریدۃ اہلحدیث سوہدرہ اور اخبار الاعتصام گوجرانوالہ کے ایسے زہریلے مضامین اور بعض بے احتیاط اور زبان دراز مقررین کے ایسے بیانوں سے خطرہ ہے کہ جماعت اہلحدیث پر جو انجام بینی کے لحاظ سے بہت سادہ جماعت ہے برا اثر پڑے۔ اور شیعہ سنی اور حنفی اہلحدیث کے مسائل کے پردے میں ان میں یزیدی ذہنیت اور خارجی روح حلول کر جائے! اور ترک تقلید کے سیلاب میں وہ ترک ادب کے خس و خاشاک اور کیچڑ سے بھی آلودہ ہو جائیں، جیسا کہ واقعات میں ہو رہا ہے۔

سو واضح ہو کہ یہ روش ائمہ متبوعین کی روش کے خلاف ہے کوئی شخص اہل سنت کہلاتا ہوا اُن کی روش کے خلاف نہیں کر سکتا، اس لئے جماعت اہل حدیث اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکا نہ کھائے کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض ہیں، اور بعض پرانے کانگریسی ہیں، جو کانگریس کا حق نمک ادا کرنے کے لئے ایک نہایت گہری اور زمین دوز (under ground) تجویز کے تحت انگریزی پالیسی Devide and conquer (تفرقہ ڈالو اور فتح کرلو) سے مسلمانوں کو خلافی مسائل میں مشغول کرکے باہمی اتفاق میں رخنہ ڈالنے اور مسلمانوں میں خصوصاً اہلحدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

احیاء المیت صفحہ ۳۶ کا فوٹو

ٹکوں کی خاطر، پیٹ پرستی کرتے ہوئے ایسے رسالے لکھکر دشمنانِ اسلام کو خوش نہ کریں اور سادہ لوح مسلمانوں کو صراطِ مستقیم سے ہٹا کر گمراہ کرنے کی مذموم کوشش سے باز آجائیں۔ نبی غیب دان، شفیع مجرماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھیں۔ جو آپ نے گمراہ اور گمراہ کن نام نہاد علماء کے متعلق فرمایا ہے۔

اِذَا لَمْ یَبْقَ عَالِمٌ اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔ صحیح بخاری شریف ص۲۰ عمدۃ القاری ص۸۳ ج۱۳ جلد ۲ فتح الباری ص۱۹۴ جلد۱	جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے (مسائل) پوچھیں جائیں گے اور علم کے بغیر ہی فتوے دیں گے (خود بھی) گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے

صحیح بخاری شریف ص۲۰ عمدۃ القاری ص۸۳ ج۱۳ جلد ۲ فتح الباری ص۱۹۴ جلد۱

مولوی وحید الزمان صاحب کی گواہی | غیر مقلدین حضرات کی مقتدر شخصیت مولوی وحید الزمان صاحب حیدر آبادی جنہوں نے صحاح ستہ کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ اپنی جماعت کی علمی قابلیت کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:۔

غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں۔ انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی سے کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے (حیاتِ وحید الزمان ص۱۰۲ سطر ۸ تا ۱۰، وحید اللغات)

قارئین کرام! مولوی فضل الرحمان صاحب کے رسالہ " وما

اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اور پیر صاحب کا دُنبہ کا مطالعہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی وحید الزمان صاحب نے بالکل صحیح عکاسی کی ہے۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب اور ان کے حواری فقیر سے ناراض نہ ہوں بلکہ اپنی جماعت کے مولوی وحید الزمان کی صحیح عکاسی پر اپنی اسلام دشمنی اور جہالت کا اندازہ لگاتے ہوئے قہرِ الٰہی سے ڈرتے ہوئے سچے دل سے توبہ کریں اور ایسے فتووں اور تحریروں سے باز آئیں۔

تھانوی صاحب کا بیان

غیر مقلدین کے ممدوح اور دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا بیان بھی درج کرتا ہوں۔ جس سے ان غیر مقلدین کی ساری اسلامی خدمات اور مسلمانوں سے ہمدردیاں عیاں ہو جاتی ہیں۔ تھانوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ

یہی حال غیر مقلدین کا ہے۔ خصوصاً بدگمانی اور بدزبانی کا مرض ان میں خصوصیات سے ہے۔ شیعوں کی طرح تبرا ان کا بھی شعار ہے۔ بزرگوں کی شان میں گستاخی کرنا ان کے یہاں بھی ذریعہ نجات ہے۔ ایسی غیر مقلدی نیچریت کی پہلی سیڑھی ہے اللہ بچائے (افاضات الیومیہ ص۲۲ ج ۵)

فقہ نہایت مشکل چیز ہے۔ اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے اور لوگ تو زیادہ تر اسی میں بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں۔ خصوصاً بعضے غیر مقلدین اس باب میں بڑے دلیر ہیں۔ ہمارا مذہب بحمد اللہ مدوّن ہے مگر ان مدعی غیر مقلدوں کا نہ کوئی سر ہے نہ پیر۔ جو جی میں آیا فتویٰ دے دیا۔ ایک مرتبہ ایک غیر مقلد مولوی صاحب نے یہ چھاپ دیا کہ دادا کی بیوی سے نکاح جائز ہے۔ (افاضات الیومیہ ص۸ ج ۵)

ع صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

مولوی فضل الرحمان صاحب نے شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ کی تفسیر عزیزی کا تذکرہ صرف نام ہی درج کرکے کیا ہے۔ عبارت وغیرہ کوئی پیش نہیں کی۔ حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمہ کا وہی عقیدہ ہے جو کہ آئمہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے اور جو ان کے اسلاف کا عقیدہ ہے۔

الحاقی عبارت اور تحریفات

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی تفسیر عزیزی پارہ دوم والی عبارت یہ الحاقی عبارت ہے۔ یہ وہابیوں کی شرارت اور بددیانتی کا ہی نتیجہ ہے جو کہ انہوں نے اپنے پاس سے بنا کر تفسیر عزیزی میں شائع کر دی ہے، جیسا کہ موجودہ دور کے وہابی اب بھی اسلاف کی کتب میں الحاقی عبارت شائع کر دیتے ہیں۔ سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب غنیۃ الطالبین میں تراویح کی تعداد بیس بیان کی ہے۔ مگر کراچی کے سعودیہ کتب خانہ والوں نے جو کہ غیر مقلدین حضرات کا ادارہ ہے شائع کی۔ جس کے ایک کالم میں عربی اور دوسرے کالم میں اردو ہے۔ اس میں بیس رکعت کی بجائے آٹھ رکعت تراویح کی عبارت لکھ دی۔ اسی طرح میرے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ کا ترجمہ قرآن پاک جو تاج کمپنی نے شائع کیا۔ اس ترجمہ میں بھی الحاقی ترجمہ شائع کر دیا۔ صدر الافاضل مولانا سیّد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کی تفسیر خزائن العرفان میں عبارتیں الحاقی لکھ دیں۔

تفسیر عزیزی کی عبارت الحاقی کا بیان خود شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ہی شاگرد رشید حضرت علامہ عبدالرؤف علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر رؤفی میں تحریر فرمایا ہے ۔ پڑھیے اور دین کے رہزنوں کی حرکات کا اندازہ لگائیے ۔

مفسر قرآن علامہ عبدالرؤف علیہ الرحمۃ کا بیان

جاننا چاہیئے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور یوں لکھا ہے کہ اگر کسی بکری کو غیر کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوئی اور غیر خدا کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہوگئی ہے کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا ۔ سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے ۔

خود مولانا مرشدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کبھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے ، اور ان کے مرشد اور استاد اور والد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں مَا اُهِلَّ کے معنے مَاذبح لکھا ہے یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پہ بت کا نام لیوے ۔ سو حرام ہے اور مردار جیسا ہے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا سو کیونکہ حرام ہوتا ہے ،

بعضے نادان تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد شریف کی نیاز ۔ حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر ایک شہداء و اولیاء کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پر لیا گیا ۔ سو حرام ہے ۔ واہ واہ کیا عقل ہے ۔ ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر کھاتے ہیں ،

(تفسیر رؤفی صفحہ ۱۳۸ ، ۱۳۹ مطبوعہ بمبئی)

قارئین کرام ! شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد رشید علامہ عبدالرؤف علیہ الرحمۃ کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ دشمنان اسلام

اسلام کے خلاف کیسی خطرناک سازشیں کرتے ہیں ۔ بظاہر وہ بڑے سیدھے سادے نظر آئیں گے ۔ اسلام کے بڑے خیر خواہ اور ہمدرد اپنے آپ کو ظاہر کریں گے ۔ مگر یہ بھروپئے حقیقتاً اسلام کے دشمن ہیں ۔ جیسا کہ وہابیوں کے قاضی عبدالاحد خانپوری نے خود اپنی کتاب میں اپنی جماعت کے سرکردہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھا ہے کہ ،

قاضی عبدالاحد خانپوری کی گواہی

ثناء اللہ ملحد زندیق کا دین اللہ کا دین نہیں ہے اس کا کچھ دین تو فلاسفر دہریہ کا ہے ۔ کچھ دین اس کا دجالوں ، نیچریوں ، مرزائیوں کا ہے اور کچھ دین اس کا ابوجہل کا ہے ۔ جو اس امت کا فرعون تھا بلکہ اس سے بدتر ہے کیونکہ وہ (ابوجہل) مثلیت کا قائل نہ تھا ۔ اور یہ زندیق اللہ عزوجل کی ہزاروں مثلیں قرار دیتا ہے ۔ بلکہ اس کا دین غیر اللہ کا ہے ۔ بلکہ وہ اصول ستہ اٰمَنْتُ بِاللهِ کا منکر ہے ۔ پس وہ بحکم قرآن واجب القتل ہے ۔ (الفیصلۃ الحجازیہ ص۸)

یہی قاضی عبدالاحد خانپوری رقمطراز ہیں کہ

(مولوی ثناء اللہ امرتسری) خود تو منافق ہے اور
مسلمانوں عامیوں کو بھی منافق بناتا ہے ۔
(الفیصلۃ الحجازیہ ص۱۲)

مولوی فقیر اللہ مدراسی کی گواہی

سردار اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق ان کی جماعت کے سرکردہ مولوی فقیر اللہ مدراسی جو کہ ان کے استاذ بھائی بھی ہیں کی گواہی بھی اس مقام پر درج کرنا فقیر کے دعویٰ کی تصدیق کے لیے بیّن دلیل ہے ۔ مدراسی صاحب گواہی دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

یہ مفسر صاحب (مولوی ثناء اللہ امرتسری) ناول نادانی ۔ دخلاف بیانی
کے فن میں ید طولیٰ رکھتے ہیں (تفسیر السلف ص۳)
(مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری) مغالطہ وچالبازی، ابلہ فریبی کے
کے ہنر کے استاذ کامل ہیں (تفسیر السلف ص۳)

یہ تھا مولوی فضل الرحمان صاحب اور ان حواریوں کے سردار مولوی ثنأ اللہ امرتسری کا حال۔ اب موجودہ دور کے حافظ عبد القادر صاحب روپڑی کے چچا جان اور سسر صاحب حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی جن کو یہ بزعم خویش محدث کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں کا حال بھی ان کے اپنے اکابر کی تحریروں کے آئینہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ابو عبد اللہ امرتسری کی گواہی

غیر مقلدین حضرات مولوی ابو عبد اللہ امرتسری لکھتے ہیں اور یہ تحریر انہی حضرات کے مفسر مولوی محمد صاحب دہلوی نے شائع کی ہے کہ یہ بزرگ (عبد اللہ روپڑی) صرف جھوٹ بولتے نہیں بلکہ جھوٹ از خود گھڑتے ہیں۔ تہمت خود تراشتے ہیں۔ پس جماعت متنبہ رہے۔ (اخبار محمدی دہلی ص۱۳ ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء)

مولوی محمد دہلوی کی گواہی

غیر مقلدین حضرات کے اخبار محمدی دہلی کے ایڈیٹر مولوی محمد صاحب دہلوی کی تحریر بھی فقیر کے دعویٰ کی سچائی کو عیاں کرنے کے لیے واضح دلیل سمجھتے ہوئے درج کرتا ہوں، مولوی محمد دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ

پس حقیقی مداہنت۔ مذموم رواداری، بدترین ہر دلعزیزی
صحیح منافقت، مداہنت، بے دینی۔ بے حمیتی، بے حسی، نامردی
نامردی، بزدلی، ڈرپوکی اور بے ایمانی روپڑی ریوڑ کی روش ہے۔

اخبار محمدی دہلی ص۱۳ کالم نمبر۲، ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۸ء

ے وہ قصے اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے
تڑپ اٹھو گے کانپ اٹھو گے سن کر داستان اپنی

فقیر کے پاس اکابر وہابیہ کی منافقت سے متعلق ان کے اپنے ہی مولویوں کی ثقہ گواہیاں اتنی تعداد میں ہیں کہ صرف اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کروں تو ایک ضخیم کتاب بن جاتی ہے[1]۔ طوالت کی بنا پر اب صرف مولوی فضل الرحمن صاحب کے استاذ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے متعلق مولوی صاحب کے استاذ بھائی اور وہابیوں کے مولوی حکیم صادق صاحب کے شائع کردہ پمفلٹ "مدعی امارت سے شرعی استفتار" سے پیش کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ حکیم صادق صاحب سیالکوٹی مولوی ابراہیم صاحب میر کے شاگرد بھی ہیں۔

حکیم صادق سیالکوٹی کی گواہی

حکیم صاحب اپنے استاد میر صاحب کو مدعی امارت کے لقب سے مخاطب کرتے ہوئے IMPUDENT لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

مدعی امارت! امیر جماعت (MPUDENT) کے معنیٰ
دیدہ دلیر کاذب کے علاوہ بے حیاء، بے شرم، بے غیرت کے
بھی ہیں (ملاحظہ ہو لغت انگریزی سے اردو ترجمہ مصنفہ مولوی
عبد الحق مطبوعہ اورنگ آباد۔
امیر جماعت! عدالت نے آپ کو دیدہ دلیر کاذب کہا ہے دھوکہ باز بھی

---

۱ فقیر کی کتاب "وہابیت کا پوسٹ مارٹم" میں باحوالہ گواہیاں درج ہیں (فقیر ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ) قیمت ۱۵ روپے

کہاہے (مدعی امارت سے شرعی استفتاء)

ناظرین! اب تو کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہا ہوگا کہ تحریف اور بددیانتی کرنا وہابی اکابر کا محبوب مشغلہ رہا ہے بلکہ مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے مسلم بزرگ کی تحریر ہے کہ انہوں نے تو تحریف اور کتر و بیونت میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ دی[1]

مولوی فضل الرحمان صاحب کی ابلہ فریبی کو ظاہر کرنے کے لیے اجمالی طور پر شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی کا اس مسئلہ میں عقیدہ ان کی مختلف کتب کے حوالہ جات کی روشنی میں پیش کرتا ہوں اور تفصیلاً اسی مسئلہ پر ان کی عبارات اگلے صفحات پہ درج کروں گا۔ انشاء اللہ المولیٰ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا عقیدہ

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ میں بھی اپنا عقیدہ درج فرمایا ہے۔ جس سے وہابیہ کے عقیدہ کی موت واقع ہوجاتی ہے اور ماسٹر فضل الرحمان کی یاوہ گوئی اور بدطینتی عیاں ہوتی ہے۔ وہ فتویٰ یہ ہے۔ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و بر آں فاتحہ و قل و درود خواندن متبرک میشود و خوردن آں بسیار خوب است

---

[1] اس کی تفصیل کے لیے وہابیہ کے رد میں فقیر کی کتاب وہابی مذہب کا مطالعہ کریں۔ فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ

نیاز کا وہ کھانا جس نیاز کا ثواب حضرت امامین رضی اللہ عنہما کو پہنچایا جاتا ہے اور اس پر فاتحہ، قل اور درود پڑھتے ہیں تو وہ کھانا برکت والا ہوجاتا ہے۔ اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

(فتاویٰ عزیزی فارسی ص۷۱ جلد۱ مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام! شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ تو فرماتے ہیں کہ امامین کریمین سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز اور اس کا کھانا برکت والا ہوتا ہے اور بہت ہی اچھا ہوتا ہے اور مولوی فضل الرحمان صاحب لکھتے ہیں کہ حرام ہوجاتا ہے۔ اس کا کھانا سور کے کھانے کے برابر ہے۔[1]

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً وہابیت کی وبا سے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات میں بھی ہے،

روضہ حضرت غوث الاعظم راکہ کافی گویند تاریخ یازدہم بادشاہ وغیرہ اکابراں شہر جمع گشتہ بعد نماز عصر کلام اللہ و قصائد مدحیہ و آنچہ حضرت غوث در وقت غلبہ حالات فرمودہ اند و شوق انگیز بے مزامیر تا مغرب میخوانند بعد ازاں صاحب سجادہ درمیان و گرداگرد او مریداں نشستہ و صاحب حلقہ استادہ ذکر جہر میگویند دریں اثنا بعضے را وجد سوزش ہم میشود باز چیزے از قبیل سابق خواندہ آنچہ طیار مے باشد از مثل طعام و شیرینی نیاز کردہ تقسیم کردہ نماز عشاء خواندہ رخصت میشوند۔

---

[1] جس پر غیر خدا کا نام لیا جاوے وہ مثل سور وخون ومردار کے حرام ہے (وما اھل بہ لغیر اللہ ص۳ رفیقر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارھویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابرین جمع ہوتے۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں قصائد اور منقبت پڑھتے۔ مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے اردگرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نماز عشا پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے

(ملفوظات عزیزی صـ ۶۲ فارسی مطبوعہ میرٹھ)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی تیسری کتاب جو کہ شہرہ آفاق ہے۔ جس کا نام تحفہ اثنا عشریہ ہے اس میں محدث دہلوی رقمطراز ہیں کہ حضرت امیر و ذریہ طاہرہ او را تمام امت برمثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ بایشان می دانند و درود و صدقات و نذر ایشاں رائج و معمول گردید چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

حضرت امیر (علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ذریت طاہرہ کو تمام اہل امت پیروں اور مرشدوں کی طرح پیار کرتے ہیں اور امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتے ہیں۔ فاتحہ درود، صدقات اور ان کے نام کی نذریں (امت محمدیہ) میں رائج اور معمول ہو گئیں۔ چنانچہ تمام اولیاء اللہ سے یہی معاملہ ہے۔

(تحفہ اثناء عشریہ، فارسی صـ ۲۴۵ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی، صـ ۳۹۶ مطبوعہ نولکشور، صـ ۲۲۸ مطبوعہ فخر المطابع دہلی)

شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ کے عقیدہ کے بعد ان کے والد ماجد شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کا بھی عقیدہ درج کرنا غلط فہمیوں کے ازالہ اور دین کے رہزنوں کی عیاری کو عیاں کرنے کے لیے مفید سمجھتے ہوئے درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی حقانیت دیکھئے۔ نیز ہندوؤں اور انگریز کے پٹھوؤں کے ہتھکنڈوں کا بھی اندازہ لگائیے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا بھی یہی عقیدہ تھا اور مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے اپنی اپیل میں یہ قید لگائی تھی کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر سلفی العقیدہ ہو"۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کتاب انفاس العارفین میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے حالات میں درج فرماتے ہیں کہ

حضرت ایشاں میفرمودند کہ فرہاد بیگ را مشکلے پیش آمد و نذر کرد کہ بار خدایا اگر ایں مشکل بسر آید ایں قدر مبلغ حضرت ایشاں را ہدیہ دہم آں مشکل مندفع شد آں نذر از خاطر او برفت بعد چندیں است او بیمار شد و نزدیک ہلاکت رسید بر سبب عدم ایفاء ایں وعدہ مشرف شدم بدست یکے از خادمان گفتہ فرستادند کہ ایں بیماری بسبب عدم ایفاء وعدہ نذر است۔ اگر اسپ خود را میخواہی نذرے را کہ در فلاں محل التزام نمودہ بفرست دے نادم شد و آں نذر فرستاد، ہماں ساعت اسپ او شفا یافت۔

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فرہاد بیگ کو کوئی مشکل درپیش آئی تو اس نے نذر مانی کہ اے خداوند تعالیٰ!

اگر میری یہ مشکل حل ہو جائے تو اتنے روپے ان حضرت صاحب کی خدمت میں ہدیہ پیش کر دوں گا۔ وہ مشکل حل ہو گئی اور وہ نذر اس کے دماغ سے نکل گئی۔ یعنی بھول گیا۔ چند دنوں کے بعد اس کا گھوڑا بیمار ہو گیا اور مرنے کے قریب تھا کہ ہم کو علم ہوا تو ایک خادم کے ذریعہ فرہاد بیگ کو کہلا بھیجا کہ یہ بیمار نذر پوری نہ کرنے کی وجہ سے ہے اگر اپنا گھوڑا اسلامت چاہتے ہو تو جو نذر تم نے فلاں مقام پر مانی تھی وہ بھیج دو تو اس نے نادم ہو کر نذر بھیج دی اور اسی وقت اس کا گھوڑا شفایاب ہو گیا۔

(انفاس العارفین فارسی ص۵۳)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اسی کتاب میں دوسرے مقام پر ایک واقعہ درج فرمایا ہے جو کہ ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کا اپنا واقعہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ۔

حضرت ایشاں در قصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم شیخ اللہ دیا رفتہ بودند و ہنگام شب شد وراں محل اقامت فرمودند و گفتند کہ مخدوم ضیافت ما میکند و میگوید کہ چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد یاراں غالب آمد آنگاہ زنے بدر آمد طبق برنج و شیرینی بر سر گفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ بنشینندگاں درگاہ مخدوم اللہ دیا نذر رسانم زوجم دریں وقت آمد ایفاء نذر کردم و آمدہ کردم کہ کسے آنجا باشد تا تناول کند۔

شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمہ قصبہ ڈاسنہ میں حضرت مخدوم اللہ دیا کی زیارت کے لیے گئے۔ رات کا وقت تھا۔

اس وقت فرمانے لگے کہ مخدوم ہماری دعوت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کر جانا۔ حضرت نے توقف فرمایا یہاں تک کہ آدمیوں کا نشان منقطع ہو گیا۔ ساتھی اکتا گئے۔ اس وقت ایک عورت اپنے سر پہ چاول اور شیرینی کا تھال لیے ہوئے آئی اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا اس وقت یہ کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی تو وہ اسی وقت آ گیا اور میں نے اپنی نذر پوری کی۔ (انفاس العارفین فارسی ص۴۴)

ناظرین کرام: شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کا عقیدہ اس مسئلہ کے متعلق اجمالی طور پر آپ نے پڑھ لیا ہے۔ دین کے رہزنوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے نام سے منسوب کچھ کتابیں جعلی طور پہ شائع کر کے عوام کو دھوکہ دینے کی جسارت کی ہے۔ ان کے نام البلاغ المبین اور تحفۃ الموحدین رکھے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی کتابیں نہیں بلکہ ان کتابوں میں جو کچھ ہے۔ وہ سب ان کی مسلمہ کتب جن کو دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات بھی ان کی تصانیف تسلیم کرتے ہیں کے بالکل الٹ اور خلاف لکھا ہے۔

مولوی فضل الرحمن صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۵ پہ خالص شرک کی سرخی دے کر لکھا ہے کہ

نذر اللہ نیاز حسین ایک ہی چیز کو دونوں طرف منسوب کر دیتے ہیں یہ خالص شرک ہے۔ مولوی صاحب نے اسی فتویٰ

کو دوبارہ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۱ پر بیان کیا ہے کہ
غیر خدا کی نذر ونیاز کفر وشرک ہے کی سرخی باندھ کر اس طرح درج کیا ہے کہ

اور کسی نبی ولی پیر وغیرہ کی نذر نیاز نہ مانے۔ کیونکہ نذر ایک عبادت ہے اور خدا کے سوا کسی کی عبادت کفر وشرک ہے۔ دراصل ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ صاحب مصیبت کے وقت میرے کام آئیں گے۔ میری مشکل کشائی اور حاجت روائی کریں گے

مولوی صاحب کو شریعت مطہرہ پر عبور نہیں یوں ہی مصنف بننے کا شوق ان پر سوار ہوگیا اور یہ رسالہ لکھ دیا جو ان کے لیے عذاب بن گیا۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ نذر عبادت ہے جو کہ ادلہ شرعیہ کے خلاف ہے ادلہ شرعیہ کا تذکرہ اس لیے کیا ہے۔ مولوی صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۰ پر ادلہ شرعیہ چار ہیں۔ کی سرخی دے کر لکھا ہے کہ

ادلہ شرعیہ صرف چار ہیں۔
(۱) قرآن کریم (۲) حدیث رسول (۳) اجماع اور (۴) قیاس
ادلہ شرعیہ کی سرخی کے بعد والی سرخی یہ دی ہے۔

غیر خدا کی نذر ونیاز کفر وشرک ہے اور اس کے تحت لکھا ہے کہ نذر ایک عبادت ہے۔ حالانکہ نذر کو محض عبادت قرار دینا ادلہ اربعہ کے صریحاً خلاف ہے ادلہ اربعہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ

نیک بندوں کی شان میں فرماتا ہے۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا

(پ ۲۹ ع ۱۹)

بیشک نیک پئیں گے اس جام میں سے جس کی ملونی کافور ہے وہ کافور کیا ایک چشمہ ہے جس میں اللہ کے نہایت خاص بندے پئیں گے۔ اپنے محلوں میں سے جہاں چاہیں بہا کر لے جائینگے اپنی نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیل ہوئی ہے۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ جنتی لوگوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ نذروں کو پورا کرتے ہیں اور وہابی کہتے ہیں کہ نذروں کو پورا کرنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے جو نذروں کو پورا کرتے ہیں۔ وہ جنت کے چشموں کا پانی پئیں گے اور وہابی نذروں کو حرام اور خنزیر کی طرح قرار دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ پ ۱۷ ع ۱۱

پھر اپنا میل کچیل اتاریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نُذُوْرَهُمْ فرمایا ہے۔ جس کا معنےٰ ان کی نذریں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نذور کی نسبت مخلوق کی طرف کی ہے۔ اگر نذر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی تو اللہ تعالیٰ وَلْيُوْفُوْا مَنْذُوْرَهُمْ

یا نذر کا معنٰے صرف عبادت ہی ہوتا تو اللہ تعالیٰ نُذُوْرَهُمْ نہ فرماتا یعنی مخلوق کی طرف منسوب نہ فرماتا۔

قرآن پاک سے معلوم ہوا کہ مولوی فضل الرحمٰن صاحب کا یہ کہنا کہ نذر ایک عبادت ہے اس کی تشریح اور حقیقت نہ بیان کرنا مسلمانوں سے دھوکہ اور فریب ہے بلکہ شریعت مطہرہ سے بغاوت ہے۔

غیر مقلدین حضرات کے مولوی وحید الزمان صاحب حیدر آبادی نے اپنی کتاب ہدیۃ المہدی[۱] میں اس کی تشریح حقیقت بیان کر کے مسلک حق اہل سنّت وجماعت کے عقیدہ کا جواز بہترین انداز میں بیان کیا ہے کم از کم مولوی فضل الرحمان صاحب وہی پڑھ لیتے تو یہ حماقت کبھی بھی نہ کرتے

قارئین کرام! قرآن پاک کے بعد کتب حدیث سے نذر کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے اور نام نہاد اہلحدیث حضرات کا حدیث رسول سے بے خبری کا اندازہ لگائیے!

کتبِ احادیث سے نذر کا ثبوت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔

اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ فَذَالِكَ لِلّٰهِ وَفِيْهِ الْوَفَاءُ وَمَا كَانَ

نذر کی دو قسمیں ہیں جو نذر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو تو یہ اللہ کے واسطے ہے اور اس کا پورا کرنا لازم ہے اور جو

---

[۱] ہدیۃ المہدی ص ۳۸ تا ۴۱ میں تفصیلاً نذر کا بیان کیا ہے۔

مِنْ نَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَذَالِكَ لِلشَّيْطٰنِ وَلَا وَفَاءَ فِيْهِ وَيُكَفِّرُهُ الْيَمِيْنُ

نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ہو وہ شیطان کے واسطے ہے اس کا پورا کرنا لازم نہیں ہے اور نذر ماننے کے لیے کفارہ قسم ہے۔

(نسائی شریف صفحہ ۱۴۹ جلد ۲) مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۹۹

ایک اور حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیش کرتا ہوں۔ جو حدیث کی دوسری کتب کے علاوہ صحاح ستہ کی کتاب سنن ابو داؤد شریف میں بھی درج ہے۔ حدیث شریف یہ ہے کہ ایک عورت رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَضْرِبَ عَلٰی رَأْسِكَ بِالدُّفِّ

میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔

اس نے پھر عرض کیا۔

اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَذْبَحَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا مَكَانٍ يَذْبَحُ فِيْهِ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ بِصَنَمٍ قَالَتْ لَا قَالَ بِوَثَنٍ قَالَتْ لَا قَالَ اَوْفِیْ بِنَذْرِكِ

میں نے نذر مانی ہے کہ فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی اور وہ جاہلیت کا مذبح ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا بت کے واسطے؟ اس نے عرض کیا نہیں پھر فرمایا وثن کے لیے؟ اس نے عرض کیا نہیں فرمایا اپنی نذر کو پورا کرو۔

ابوداؤد شریف صفحہ ۱۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۹۸ اشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ۲۱۹ جلد ۳ مطبوعہ لکھنؤ — مظاہر حق صفحہ ۲۴۴ جلد ۳

علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ جو کہ محدثین کے امام ہیں نے اپنی تصنیفِ لطیف عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں حدیث شریف درج فرمائی ہے۔

جو کہ سیّد المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہِ اقدس میں ایک صحابی حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔

اِنِّیْ نَذَرْتُ اِنْ فَتَحَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَیْکَ بِمَکَّۃَ اَنْ اٰتِیَ الْبَیْتَ فَاُقَبِّلَ اَسْفَلَ الْاُسْکُفَّۃِ فَقَالَ قَبِّلْ قَدَمَا اُمِّکَ وَقَدْ وَفَیْتَ نَذْرَکَ

میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو مکہ مکرمہ کی فتح دی تو میں بیت اللہ شریف کے پاس جاؤں گی اور اس کی چوکھٹ کو بوسہ دونگا! نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی والدہ کے دونوں پاؤں کو بوسہ دو تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔

(عمدۃ القاری صفحہ ۸۲ جلد ۲۲ مطبوعہ بیروت)

صحاح ستہ کی کتب جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد سے ایک اور حدیث شریف پیش کرتا ہوں۔ جس میں سرورِ عالم نورِ مجسم سراپا اعظم شفیع معظم خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نذر پوری کرنے کا حکم فرمایا۔

سیّد المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی اس کے راوی ہیں فرماتے ہیں،

اِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَۃَ اِسْتَفْتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَذْرٍ کَانَ عَلٰی اُمِّہٖ تُوُفِّیَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِیَہٗ۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نذر کے متعلق فتویٰ دریافت کیا جو کہ اس کی والدہ پہ لازم تھی اور وہ اس کو پورے کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی تھی۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْضِہٖ عَنْہَا

تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ماں کی طرف سے نذر کو پورا کرو۔

★

(ترمذی شریف صفحہ ۱۸۶ جلد ۱۔ ابوداؤد شریف صفحہ ۱۱۲ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۷ اشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ۲۱۸ جلد ۳ صحیح البخاری، صحیح مسلم۔

قارئین کرام! اگر نذر صرف عبادت کو ہی کہا جاتا ہے تو حضور پر نور نورٌ علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابیہ کو دف بجانے کی اجازت نہ دیتے۔ جانور ذبح کرنے کی اجازت نہ دیتے۔ والدہ کے قدموں کو بوسہ دینے کا حکم نہ دیتے حضرت سعد کو ماں کی طرف سے نذر پورا کرنے کا حکم نہ فرماتے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہ جو نذریں مانی تھیں۔ یہ نذر عرفی تھی۔ لغوی تھی۔ نذر شرعی نہ تھی۔ نذر کے دو معنےٰ ہیں۔ نذر شرعی اور نذر عرفی یا لغوی۔ نذر لغوی جس کے معنےٰ نذرانہ ہیں۔ جیسے کوئی شاگرد اپنے استاذ سے کہے کہ یہ آپ کی نذر ہے۔ یہ بالکل جائز ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں گجراتی علیہ الرحمہ نے جاء الحق میں اسی مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے بہترین مثال سے یہ مسئلہ سمجھایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

لفظ نذر کے دو معنےٰ ہیں۔ لغوی اور شرعی۔ لغوی معنےٰ سے نذر بزرگانِ دین کے لیے جائز ہے بمعنےٰ نذرانہ۔ جیسے طواف کے دو معنےٰ ہیں۔ لغوی بمعنےٰ آس پاس گھومنا اور شرعی رب تعالیٰ فرماتا ہے وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ پرانے گھر کا طواف کریں۔ یہاں طواف شرعی معنے میں ہے اور فرمایا ہے

علامہ کاظمی کا بیان

مخدوم اہل سنت غزال دوراں رازی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب مدظلہ نے اس مسئلہ کو کیسے واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ پڑھیے اور مسئلہ کو سمجھیے۔

اگر اولیاء اللہ کی نذر محض نذرِ لغوی یا عرفی بمعنی ہدیہ و نذرانہ ہو یا وصال یافتہ بزرگ کے لیے بقصدِ ایصال ثواب کوئی جانور وغیرہ نامزد کر دیا اور نذرِ شرعی اللہ کے لیے تو یہ فعل شرعاً جائز اور باعثِ خیر و برکت[1] ہے۔

نذر لغیر اللہ کا مدار ناذر کی نیت پر ہے۔ اگر ناذر نے تقرب لغیر اللہ کا مقصد کیا ہے اور متصرف فی الامور اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی مخلوق کو مانا ہے تو یہ نذر کفر و شرک ہے اور اگر اس کا ارادہ تقرب الی اللہ ہے اور بزرگانِ دین کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو ایسی نذر الاولیاء قطعاً جائز ہے اور اس کا نذر ہونا مجازاً ہے۔

کیونکہ نذر حقیقی اللہ کے لیے خاص ہے۔ فتاویٰ ابی اللیث میں ہے۔

اَلنَّاذِرُ لِغَیْرِ اللّٰہِ اِنْ قَصَدَ بِالنَّذْرِ التَّقَرُّبَ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ وَ ظَنَّ اَنَّہٗ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا دُوْنَ اللّٰہِ فَنَذْرُہٗ حَرَامٌ بَاطِلٌ وَارْتِدَادُہٗ ثَابِتٌ وَ اِنْ

غیر اللہ کی نذر ماننے والے نے اگر اپنی نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب کا ارادہ کیا اور یہ گمان کیا کہ تمام امور میں میت ہی متصرف ہے نہ اللہ تعالیٰ تو اس کی نذر حرام اور باطل ہے اور اس کا مرتد ہونا ثابت ہے اور اگر اس

---

[1] غیر مقلدین کے مولوی وحید الزمان نے اپنی کتاب ہدیۃ المھدی صت ۴ ، ۱م یہی بیان کیا ہے (فقیر ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی غفرلہ)

قَصَدَ بِالنَّذْرِ التَّقَرُّبَ اِلَی اللّٰہِ وَ اِیْصَالَ الثَّوَابِ لِلْاَوْلِیَآءِ وَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَ یَجْعَلُ الْاَوْلِیَآءَ وَسَائِلَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اللّٰہِ فِیْ حُصُوْلِ مَقَاصِدِہٖ فَلَا حَرَجَ فِیْہِ وَ ذَبِیْحَتُہٗ حَلَالٌ طَیِّبٌ۔

اس نذر سے تقرب الی اللہ کا ارادہ کیا اور اولیاء اللہ کو ثواب پہنچانے کی نیت کی اور وہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ متحرک نہیں ہوتا اور وہ اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسائل قرار دیتا ہے تاکہ اس کے مقاصد حاصل ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کا ذبیحہ حلال اور طیب ہے۔

علامہ سید عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

اَلنَّذْرُ لَھُمْ بِتَعْلِیْقِ ذٰلِکَ عَلٰی حُصُوْلِ شِفَآءٍ اَوْ قُدُوْمِ غَائِبٍ فَاِنَّہٗ مَجَازٌ عَنِ الصَّدَقَۃِ عَلَی الْخَادِمِیْنَ لِقُبُوْرِھِمْ۔

(حدیقہ ندیہ)

اولیاء اللہ کے لیے جو نذر مانی جاتی ہے اور اسے مریض کی شفاء حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلق کیا جاتا ہے تو وہ نذر مجاز ہے۔ اس سے اولیاء اللہ کی قبور پر خادمین کے لیے صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے۔

علامہ سید غوث صمدانی عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ نے قطبِ وقت حضرت شاذلی علیہ الرحمۃ کا قول نقل فرمایا ہے کہ

کَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِذَا کَانَ

حضرت شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔

لَكَ حَاجَةٌ وَاَرَدْتَ قَضَاءَهَا فَانْذُرْ لِلنَّفِيْسَةِ الطَّاهِرَةِ وَلَوْ فِلْسًا فَاِنَّ حَاجَتَكَ تُقْضٰى ۔

تو رسول پاک صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تجھے کوئی حاجت درپیش ہو اور تو اس کو پورا کرنے کا ارادہ کرے تو تم سیدہ نفیسہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نذر مان لیا کرو۔ اگرچہ ایک ہی پیسہ کیوں نہ ہو تو بیشک تیری حاجت پوری ہو جائے گی۔

(طبقات الکبریٰ صہ ۶۸ جلد ۲ مطبوعہ مصر)

معلوم ہوا کہ قضاء حاجات کے لیے اولیاء کی نذر ماننا جائز ہے جب کہ کسی قسم کے فسادِ عقیدہ کا خطرہ نہ ہو اس طرح تفسیراتِ احمدیہ صہ ۲۹ میں تحت آیہ کریمہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ مرقوم ہے۔

وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ ۔

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بیشک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کے لیے مانی جائے۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے حلال وطیب ہے۔

جو تقسیم نذر کی اوپر درج کی گئی ہے امتِ محمدیہ کے جلیل المرتبت محدثین، مفسرین اور محققین نے اپنی اپنی کتب میں درج فرمائی ہے۔ چند ایک اصل عبارات معہ کتب اور مصنف کے نام درج کر چکا ہوں۔ لیکن مولوی فضل الرحمٰن صاحب کا رسالہ لکھنے کا اصل مقصد مسلمانوں سے خیر خواہی نہیں۔ بلکہ جہالت اور ضلالت پھیلانا ہے۔ ورنہ وہ کبھی جاہلانہ اور غیر ذمہ دارانہ باتیں نہ لکھتے چنانچہ غیر مقلدین حضرات کے مولوی اسحاق صاحب چیمہ اپنی جماعت کے

مولوی صاحبان کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

دنیا کہاں کہاں نکل گئی اور اس کے سامنے فکر و نظر کے نئے نئے دروازے کھل گئے ہیں لیکن آپ ہیں کہ ابھی تک انہیں مباحث میں الجھے ہوئے ہیں اور حالات سے سبق اندوز اور واقعات سے عبرت پذیر ہونے کے پیچھے کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ آپ کسی پر تنقید کرتے ہیں تو نہایت سخت لہجہ کے ساتھ اور کسی کا تعاقب کرتے ہیں تو بے حد نامناسب الفاظ کے ساتھ

(الاعتصام لاہور صہ ۲ ۸ نومبر ۱۹۵۶ء)

مولوی محمد اسحاق صاحب چیمہ بقید حیات ہیں۔ جنہوں نے اپنے وہابی مولویوں کی حقیقت حال بیان کی ہے۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ آجائے کہ یہ ان مولویوں کی حالت ہے جو مولوی فضل الرحمٰن صاحب جیسے ہیں۔ اندھوں میں کانا راجہ ان کی مثال ہے۔ نہ نہ اگر بنظر انصاف مسلمان وہابی اکابر کو بھی دیکھیں تو یہی کچھ نظر آئے گا۔ ان لوگوں نے مسلمانوں کو ضلالت و گمراہی پر گامزن کرنے کے لیے کیسے کیسے خطرناک اور مفروضے اپنی کتب میں درج کیے ہیں۔ چند ایک حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ غیر مقلدین حضرات کے مجتہد نواب صدیق حسن صاحب بھوپالوی کو ہی لیجیے۔ جنہوں نے زر کثیر خرچ کر کے گمراہی کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے۔ نواب صاحب تفسیر صحابہ کو حجت قرار نہیں دیتے۔ مگر ان کے نزدیک گیارھویں شریف اور اولیاء کاملین کے معمولات بدعت بلکہ شرک ہیں۔

اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تفسیر حجت نہیں | حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم است

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تفسیر معتبر نہیں ہے (بدور الاہلہ صہ ۱۲۹ مطبوعہ بھوپال)
نواب صدیق حسن صاحب بھوپالوی کے بعد غیر مقلدین وہابی حضرات کی
دوسری مقتدر شخصیت مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری کا بھی نظریہ خود
ان کی جماعت کے بھی مولوی فقیر اللہ مدراسی[۱] لکھتے ہیں۔

جناب حافظ صاحب اتباع سلف کے صاف منکر ہیں بلکہ
حدیث موضوع صحیح کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اپنی رائے
وقیاس کو اقوالِ صحابہ خیار و فتاویٰ سابقین اولین من المہاجرین
والانصار پر بلکہ حدیث صحیح پر بھی مقدم کرتے ہیں۔

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر صہ ۵ کالم نمبر ۳، ۶ جون ۱۹۱۳ء)

مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری کے بعد نام نہاد سردار اہلِ حدیث
ثناء اللہ امرتسری کا بھی علمی مقام حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی کے چچا جان
حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کی تحریر سے ملاحظہ فرمائیں۔ روپڑی صاحب
رقمطراز ہیں کہ:۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری من گھڑت اور حدیث کے
خلاف تفسیر کرتے ہیں۔

اب حرم شریف کے نجدی مدرس کا فتویٰ بھی پڑھ لیجئے۔

ثناء اللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح احادیث اور تفاسیر صحابہ کے
مخالف لکھا ہے (فیصلہ مکہ صہ ۱۸، ۱۹)

غیر مقلدین حضرات کے مشہور و معروف رسالہ صحیفہ اہلحدیث کراچی کے بانی

۱؎ جو کہ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کے شاگرد ہیں۔

مولوی عبدالوہاب دہلوی جن کے یہ حضرات امام کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں
ان کے متعلق اور ان کے مفتیوں کے متعلق وہابی حضرات کے ہفت روزہ اخبار
"محمدی" دہلی کے ایڈیٹر اور مشہور مصنف مولوی محمد دہلوی صاحب واضح الفاظ
میں لکھتے ہیں کہ:

مفتی صاحبان میں بہت سے تو وہ ہیں جو امامت کے ٹکڑوں پر
پل رہے ہیں۔ علم سے کورے جہالت کے پتلے۔ ان سے جو چاہو
لکھوالو۔ جو چاہو مقدمہ بازی کروالو۔ جو چاہو عدالتوں میں حلفیہ جھوٹ
بلوالو، وہ اسی مطلب کے لیے پالے پوسے جا رہے ہیں۔

(اخبار محمدی دہلی صہ ۱۳ ۱۵ نومبر ۱۳۳۹ء)

قارئین کرام! بہ چند ایک اکابر وہابیہ کا حال صرف اپنے دعوے کی صداقت
کے طور پر پیش کیا ہے تاکہ یہ کوئی یہ نہ کہے کہ تعصب کی بنا پر ایسا لکھ دیا ہے۔ تعصب
نہیں بلکہ حقیقت لکھی ہے جس کی گواہی خود آپکے اکابر کی تحریریں دے رہی ہیں۔
اب نذر کی حقیقت ولی اللہی خاندان کے دو حضرات کی کتابوں سے پیش
کرتا ہوں تاکہ مسلمان کو صراطِ مستقیم پہ گامزن رہیں۔

نذر کی حقیقت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا فتویٰ

غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے
متفقہ مجدد اسمعیل دہلوی قتیل نے جس
شخصیت کو حجۃ اللہ علی العالمین اور وارث الانبیاء والمرسلین تسلیم کیا ہے۔ وہ شاہ
عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے فتاویٰ عزیزیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

حقیقت ایں نذر آنست کہ اہدائے ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروح
میت کہ اہدائے مسنون از روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ما ورد فی
الصحیحین من حال اُم سعد وغیرہ، ایں نذر مستلزم میشود پس حاصل ایں نذر آنست

کرآں نسبت مثلاً اَهْدِ ثوابَ هٰذَا النَّذْرِ اِلٰی رُوْحِ فُلَانٍ و ذکر ولی
برائے تعیین عمل منذور ست نہ برائے مصرف و مصرف ایشان متوسلان
ولی می باشند از اقارب وخدمہ وہم طریقان وامثال ذالک وہمیں است
ومقصود نذر کنندگان بلاشبہ وحکمہ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ
قُرْبَۃٌ مُعْتَبَرَۃٌ فِی الشَّرْعِ ۔

حقیقت اس نذر کی یہ ہے کہ کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب میّت
کی روح کو پہنچانا ہے اور یہ کام مسنون ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے
تو اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ کھانے وغیرہ کی ایک معیّن مقدار کا ثواب
کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا ہے اور ولی کا ذکر عملِ منذور کے تعیین کے
لیے ہے ۔ نہ مصرف کے لیے اور مصرف اس کھانے اور مال کا اس نذر
کرنے والوں کے نزدیک اس ولی کے عزیز واقارب خدام اور ان کے
سلسلے والے متوسلین ہیں اور یقیناً بلاشبہ ان نذر کرنے والوں کا یہی مقصود
ہے اور اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے اور اس کی ادا واجب
ہے ۔ کیونکہ شریعت مطہرہ میں وہ قربت معتبرہ ہے ۔

(فتاویٰ عزیزی فارسی ص۱۲۱ ج اوّل)

شاہ رفیع الدین دہلوی کا فتویٰ

شاہ رفیع الدین جو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادہ ہیں اور
اور شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ کے بھائی ہیں ۔ اپنی رسالہ نذر میں تحریر فرماتے
ہیں کہ :۔

نذر کہ ایں جا مستعمل میشود نہ بر معنائے شرعی است چہ عرف آنست کہ
آنچہ پیش بزرگان مے برند ۔ نذر و نیاز مے گویند ۔

۔ نذر کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے وہ اپنے معنائے شرعی پر نہیں بلکہ معنائے عرفی پر ہے
اس لیے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں ۔ اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں

دنیائے اسلام کے مسلّمہ اکابر محدثین اور مفسرین کی مستند کتب کے حوالہ
جات سے نذر و نیاز کی حقیقت پڑھنے کے اب دیوبندی حضرات کے
اکابر مثلاً مولوی قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند مولوی رشید احمد
گنگوہی ، مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی خلیل احمد کے پیر و مرشد
حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی کا عقیدہ بھی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے
امداد المشتاق میں ان الفاظ میں درج کیا ہے ۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فرمان

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی تو
حاجی امداد اللہ صاحب نے حکم
شربت بنانے کا دیا اور فرمایا اس پر مولانا روم (علیہ الرحمۃ) کی نیاز بھی کی
جائے گی ۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا
شروع ہوا ۔ آپ نے فرمایا نیاز کے دو معنے ہیں ۔ ایک عجز و بندگی اور
وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے ۔ بلکہ ناجائز اور شرک ہے
اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز
ہے ۔ لوگ انکار کرتے ہیں ۔ اس میں کیا خرابی ہے (امداد المشتاق ص۸۷)

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکّی نے نذر و نیاز کے جائز اور اس
پر اسلاف کا عمل اور اس کا اجرا قدیم زمانے سے ہے کا بھی تذکرہ فرما کر
دنیا بھر کے دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کی وہ ناک کاٹی ہے کہ اگر ذرہ بھر
بھی غیرت و حمیّت ہو تو یہ کبھی بھی نذر و نیاز کو حرام اور خنزیر کی مثل نہ
کہیں ۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا یہ فرمان بھی مولوی اشرف علی تھانوی نے ہی نقل کیا ہے۔ پڑھیے اور مسلک حق اہل سنت کی حقانیت اور وہابیوں کی جہالت اور شریعت مطہرہ سے بے خبری کا اندازہ لگائیے۔

حاجی صاحب کا دوسرا فرمان

طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے اس زمانے کے لوگ انکار کرتے ہیں ۱ے

(امداد المشتاق صـ۹۲)

قارئین کرام! ممدوح الوہابیہ حاجی امداد اللہ صاحب کے اس فرمان سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلاف نذر و نیاز کے قائل بھی تھے اور اس پر ان کا عمل بھی تھا۔ مگر انکار کرنے والے نئے پیدا ہوئے ہیں۔ جس سے یہ بھی اظہر من الشمس کے بدعتی تو انکار کرنے والے ہی ہوئے۔ شریعت مطہرہ میں اپنی طرف سے حرام حرام کا فتوے صادر فرمانے والے تو انکار کرنے والے ہیں اور جو نذر و نیاز کے قائل اور عامل ہیں۔ وہ الحمد للہ رب العالمین قرآن پاک کے عامل ہیں۔ رب کریم جل جلالہ کا فرمان ہے۔

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ پ ع

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جو کہ نذر و نیاز کو قدیم زمانے سے جاری ہے لکھا ہے اور ہمارے موقف کی پرزور تائید ہوتی ہے اور مخالفین کی عیاری اور جہالت

لے انکار کرنے والے انگریز کے پٹھو ہیں۔ کیونکہ ہندوستان میں انگریز کے آنے سے پہلے کسی ایک نے بھی نذر و نیاز کو حرام قرار نہیں دیا۔ انکار نہیں۔ دراصل یہ بھی انگریز کی ایک سازش تھی اور اس سازش کی بنیاد دیوبندی وہابی مولوی آگئے اور نذر و نیاز کا انکار کرنا شروع کر دیا۔

عیاں ہوتی ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب مخالفین کے نزدیک مقتدر شخصیت ہیں۔ جن کو شیخ العرب والعجم بھی وہ لکھتے ہیں۔ بلکہ براہین قاطعہ کے آخر میں جو حاجی صاحب کے القاب درج کئے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔

حجۃ الاصفیاء، تاج الاولیاء، زبدۃ المقربین، عمدۃ الواصلین، شمس الحقیقۃ والعرفان، بدر الطریقۃ والاحسان، حجۃ اللہ تعالیٰ البالغہ، برہان الملت المستقیم، مرجع العالم، منبع الفیض الاتم بحر الحقائق والاسرار، مصدر العلوم والانوار، صاحب المقامات العلیہ ذو الافضال والدرجات الرفیعہ الصدیق الاعظم والقطب الافخم مولانا وسیدنا الحاج شاہ امداد اللہ الفاروقی الچشتی

(براہین قاطعہ صـ۲۷)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے بعد مولوی اسماعیل دہلوی قتیل جوان کے نزدیک مجدد بھی ہیں۔ ان کی عبارت پیش کی جاتی ہے۔ جس میں انہوں نے نذر و نیاز کی خوبی بیان کی ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارت

در خوبی ایں قدر امراز امور مرسومہ فاتحہ و اعراس ف نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔

رسوم میں فاتحہ پڑھنے، عرس کرنے، مردوں کی نذر و نیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک و شبہ نہیں (صراط مستقیم فارسی صـ۵۵)

دیوبندی، تبلیغی، مودودی اور غیر مقلدین حضرات کے مجدد اسماعیل دہلوی تو نذر و نیاز عرس اور فاتحہ وغیرہ کی خوبی اور بہتری کا اقرار کریں اور اقرار بھی تحریری طور پر کریں اور کریں بھی صراط مستقیم نامی کتاب میں تو پھر اس سے

بڑھ کر اور کیا ان حضرات کی بے راہروی اور گمراہی کی دلیل ہوگی جو نذر و نیاز وہ حرام اور خنزیر کے برابر جانیں۔

دراصل مولوی فضل الرحمٰن صاحب بے چارے نے اپنے اکابر کی کتب کا مطالعہ نہیں کیا۔ وگرنہ وہ کبھی بھی جہالت کا پلندہ نہ تیار کرتے۔ میں بھی مولوی فضل الرحمٰن کے متعلق وہی نظریہ درج کرتا ہوں۔ جو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنی جماعت کے مولوی حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کو مخاطب کر کے ان کے متعلق لکھا ہے۔ وہ جملہ یہ ہے۔

"آپ فنِ تصنیف میں قابل نہیں"

(اہلحدیث امرتسر ص۸ ، ۱۷ جنوری ۱۹۴۷ء)

امرتسری کی روشنی میں فقیر مولوی فضل الرحمٰن صاحب کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ :-

"آپ فنِ تصنیف میں قابل نہیں"

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل کے بعد وہابیوں کے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ اس مسئلہ میں ہمارے مسلک اہلِ سنّت و جماعت کی حقانیت اور وہابیوں کے بطلان کے لیے بہترین دلیل ہے۔ جو کہ درج کیا جاتا ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

گنگوہی صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ کی کتاب الحظر والاباحت میں رقمطراز ہیں کہ جو اموات اولیاء اللہ کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنےٰ ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے۔ جو نذر بمعنے التقرب ان کے نام پہ ہے تو حرام ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۱۲۱ جلد اوّل مطبوعہ دہلی)

ناظرین کرام :- غیر مقلدین حضرات جو اپنے آپ کو اب اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ یہ اتنے بیباک ہیں کہ ان کو یہ معلوم نہیں کہ ہمارے فتووں کی رُو سے اکابر محدثین اور مفسرین بھی محفوظ نہیں رہتے۔ انہیں حضرات کے نزدیک تقلید شرک ہے۔ جبکہ صحاح ستہ والے سب کے سب مقلد[1] تھے۔ جن کے فتووں سے امام بخاری اور امام مُسلم جیسی شخصیات محفوظ نہ رہیں۔ تو عام مسلمان کیسے بچ سکتے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی بستان المحدثین کا مطالعہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ تمام محدثین مقلد تھے۔ مگر یہ غیر مقلد ایسے ہیں کہ تقلید کو شرک گردانتے نہیں تھکتے۔

ان کی بغاوت کا یہ عالم ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنی من مانی سے کرتے ہیں۔ تب ہی تو جو منہ میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں۔ اس حقیقت کی شہادت خود انہیں حضرات کے مولوی وحید الزمان صاحب سے ہی پیش کی جاتی ہے۔

وہابیوں کا تفسیر قرآن، اپنی من مانی سے کرنا

غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں۔ انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے۔ کہ مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے۔ نہ سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کی قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی سے کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے۔ اس کو بھی نہیں سُنتے۔

(حیات وحید الزمان ص۲۲)

اب مولوی فضل الرحمان صاحب کے ممدوح اور ان کی جماعت کے سردار مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا بھی قرآن حکیم کی تفسیر کے متعلق نظریہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور یہ نظریہ کسی اہل سنّت و جماعت کے عالم دین نے اپنی کتاب میں درج نہیں کیا۔ بلکہ ان کے ہی پیشوا اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے دادا اُستاد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے درج کیا ہے۔

---

[1] الانصاف مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ۔

سردار اہلحدیث ثناء اللہ امرتسری کا حال بزبان بٹالوی

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نزدیک ہر ایک عالم کا حق ہے کہ قرآن کو اپنے علم سے سمجھے خواہ پہلے لوگوں میں اس کا کوئی موافق ہو یا نہ ہو۔

(اشاعۃ السنۃ صـ ۱۴۹ نمبر ۵ جلد ۲۱)

مولوی ثناء اللہ امرتسری تفسیر نبوی و تفسیر صحابہ کو چھوڑ کر تفسیر معتزلہ اختیار کرنے کو غلطی تسلیم نہیں کرتا۔

(اشاعۃ السنۃ صـ ۱۱۶ نصیحت نامہ نمبر ۲ جلد ۲۱)

مولوی ثناء اللہ احادیث صحیحہ مرفوعہ کو مفسر قرآن نہیں مانتے۔

(اشاعۃ السنۃ صـ ۱۱۷ نصیحت نامہ نمبر ۳ جلد ۲۱)

مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ قرآن شریف کے مضامین کا سمجھنا نہ حدیث پر نہ کسی مفسر کے قول پر موقوف ہے۔

(ترک اسلام صـ ۲۱ بحوالہ اشاعۃ السنۃ صـ ۱۰۵ نصیحت نامہ نمبر ۲ جلد ۲۱)

مولوی محمد حسین بٹالوی ہی لکھتے ہیں کہ

مولوی ثناء اللہ امرتسری تفسیر میں اُس نے بعض آیات کو تفسیر میں اقوال سلف صحابہ و تابعین کو چھوڑ کر بتقلید سر سید حافظ ابومسلم جبائی کی پیروی کی ہے۔ اس کو تحریر و تقریر پر سمجھایا اور بتایا گیا ہے۔ کہ یہ اقوال معتزلہ اجماع سلف صالحین صحابہ و تابعین کے خلاف ہیں۔ اور قرآن حدیث سے اس کا کوئی مستند نہیں صرف ان ملحدوں کا اجتہاد و سراسر الحاد ان کا مستند ہے۔ پھر بھی وہ ان کی پیروی نہیں چھوڑتا۔ اور اس پر اصرار کے ساتھ قائم ہے۔

(اشاعۃ السنۃ صـ ۱۵۰ نمبر ۵ جلد ۲۱)

مندرجہ بالا عبارات پڑھنے کے بعد کون منصف مزاج مسلمان ان کی تفاسیر مسائل اور فتاویٰ کو معتبر سمجھے گا۔

مولوی ماسٹر فضل الرحمان صاحب صفحہ ۱۱ پر ایک حدیث شریف نقل فرما کر

اپنے مسلک کی صداقت پیش کرتے ہیں۔ ماسٹر صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

"صحیح مسلم کی روایت ہے نبی کریم نے فرمایا لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ (مسلم) جس شخص نے غیر خدا کے نام پر ذبح کیا۔ اس پر خدا کی لعنت ہے"

علامہ نووی علیہ الرحمہ شارح مسلم سے حدیث شریف کی تشریح

ماسٹر صاحب نے جو حدیث شریف درج کی ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ وہ خود ہی اس حدیث شریف کی شرح جو کہ صحیح مسلم کتاب کے نیچے موجود ہے۔ درج کر دیتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اگر کرتے تو ان کے مسلک اور عقیدے کا کذب اور بطلان واضح ہو جاتا ۔ اس لیے یہ جرأت نہ کی۔

الحمد للہ رب العالمین یہ جرأت اللہ تعالیٰ نے علماء اہل سنت و جماعت کو عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا اس حدیث شریف کی شرح درج کی جاتی ہے۔

علامہ نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا ذَبْحُ لِغَیْرِ اللّٰہِ فَالْمُرَادُ بِہٖ اَنْ یَّذْبَحَ بِاسْمِ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی لِمَنْ ذَبَحَ لِلصَّنَمِ اَوِ الصَّلِیْبِ اَوْ لِمُوْسٰی وَالْعِیْسٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِمَا اَوِ الْکَعْبَۃِ اَوْ نَحْوِ ذٰلِکَ فَکُلُّ ھٰذَا حَرَامٌ وَلَا تَحِلُّ ھٰذِہِ الذَّبِیْحَۃُ سَوَاءٌ کَانَ الذَّابِحُ مُسْلِمًا اَوْ نَصْرَانِیًّا اَوْ یَھُوْدِیًّا نَصَّ عَلَیْہِ الشَّافِعِیُّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاتَّفَقَ عَلَیْہِ اَصْحَابُنَا اِنْ قَصَدَ مَعَ ذٰلِکَ

اور ذبح لغیر اللہ سے یہ مراد ہے کہ غیر اللہ کے نام پر کوئی ذبح کرے جیسے کسی سے بت یا صلیب کے لیے ذبح کر دیا۔ یا موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے لیے یا کعبہ وغیرہ کے لیے ذبح کر دیا تو سب حرام ہیں۔ اور یہ ذبیحہ حلال نہیں برابر ہے۔ کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور ہمارے اصحاب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ

تَعْظِيمًا لِلْمَذْبُوحِ وَالْعِبَادَةِ لَهُ كَانَ ذٰلِكَ كُفْرًا فَإِنْ كَانَ الذَّابِحُ مُسْلِمًا قَبْلَ ذٰلِكَ صَارَ بِالذَّبْحِ مُرْتَدًّا وَذَكَرَ الشَّيْخُ إِبْرَاهِيمُ الْمَرْوَزِيُّ مِنْ أَصْحَابِنَا إِنَّمَا يُذْبَحُ عِنْدَ اسْتِقْبَالِ السُّلْطَانِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِ أَفْتَى أَهْلُ الْبُخَارَا بِتَحْرِيمِهِ لِأَنَّهُ مِمَّا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ الرَّافِعِيُّ هٰذَا إِنَّمَا يَذْبَحُونَهُ اسْتِبْشَارًا بِقُدُومِهِ فَهُوَ كَذَبْحِ الْعَقِيقَةِ لِوِلَادَةِ الْمَوْلُودِ وَمِثْلُ هٰذَا لَا يُوجِبُ التَّحْرِيمَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

اگر ذبح بغیر [illegible] کے ساتھ اس غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت بھی مقصود ہو تو یہ کُفر ہو گا۔ لہٰذا اگر ذبح کرنے والا پہلے مُسلمان ہو تو اس ذبح کے بعد مُرتد ہو جائے گا اور شیخ ابراہیم مروزی جو ہمارے اصحاب سے ہیں۔ ذکر فرمایا کہ سلطان کے استقبال کے وقت اس کی طرف تقرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیے جاتے ہیں۔ بخارا والوں نے انکی حُرمت کا فتویٰ دیا۔ کیونکہ وما اھل بہٖ لغیر اللہ سے ہیں۔ امام رافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ جانور لوگ امیر کے آنے کی خوشی میں ذبح کرتے ہیں تو وہ بچہ پیدا ہوتے وقت عقیقہ کے ذبح کی طرح ہے۔ اور ایسا ذبح حُرمت کو واضح نہیں کرتا۔

(صحیح مسلم شریف صفحہ ۱۶۱ جلد ۲)

قارئین کرام :۔ علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے اِس حدیث شریف کی شرح جو فرمائی ہے۔ اس سے لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنیٰ بھی واضح ہو گئے۔ اِس سے مُراد ذبح لغیر اللہ اللہ کے نام کے علاوہ ذبح کرنا ہے۔ نیز یہ ظاہر ہو گیا کہ بادشاہ کے استقبال کے وقت اس بادشاہ کا تقرب چاہنے کے لیے جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔

تفسیر نعمانی میں بھی علامہ محمد حبیب اللہ صاحب اِس حدیث شریف لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

دراصل حدیث مذکور کا یہ مطلب ہے۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کا

نام لے کر ذبح کرے وہ ملعون ہے۔ اور ذبیحہ مردار ہو جائے گا۔ اور اِس پر اجماع ہے۔ جوہرہ نیرہ میں ہے۔ اگر ضیافت مہمان کے لیے ذبح کیا جاوے تو جائز ہے۔ اور اس طرح تفسیر جامع البیان۔ مواہب الرحمان وغیرہم میں لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص ذبح کے وقت غیر خُدا کا نام لے۔ تو وہ ذبیحہ باالاتفاق مردار ہے۔ اور ذابح عاصی ہو گا۔ یا کوئی شخص مخلوق میں سے کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک بناوے۔ یا خدا جیسا سمجھ کر تعظیماً اس کا نام لے۔ تو یہ سخت ناجائز ہے۔ مگر قبل ذبح خواہ پیر کے نام خواہ دیوی کے نام بکرا پکارا جاوے۔ تو ناجائز پکارنے والے کا قصور ہوا بکرے کا نہیں۔ اور پھر وہی بکرا اگر خُدا کا نام لے کر ذبح کیا جاوے تو طیب و حلال ہے۔

(تفسیر نعمان ص۱۱۸ پارہ ۶)

مولوی فضل الرحمان صاحب اِس حدیث شریف کے بعد ادلۂ شرعیہ میں سے تیسری دلیل اجماع کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ

اجماع سو صاحب تفسیر کبیر۔ عزیزی وغیرہم نے اور بحر الرائق در مختار وغیرہم میں فقہاء نے سب نے نذر لغیر اللہ کی حُرمت پر اجماع نقل کیا ہے۔ (صفحہ ۱۱)

ناظرین کرام :۔ ماسٹر صاحب کو چاہیے تھا کہ اِس کے ساتھ تفسیر کبیر اور تفسیر عزیزی بحر الرائق اور در مختار کی عبارات درج کرتے۔ کیونکہ دعویٰ دلیل سے ثابت کیا جاتا ہے۔ مگر انہوں نے یہاں ایسا نہیں کیا۔ بلکہ یہ عبارت صفحہ ۱۱ پر ہے۔ اور صفحہ ۱۲ پر "فقہا کی تصریح" کی سُرخی جما کر لکھتے ہیں کہ

جیسے تفسیر عزیزی کبیر وغیرہ میں ہے أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ لَوْ أَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِيحَةً وَقَصَدَ بِذَبْحِهَا التَّقَرُّبَ إِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ صَارَ مُرْتَدًّا وَذَبِيحَتُهُ ذَبِيحَةُ مُرْتَدٍّ سب علماء کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اگر کوئی مسلمان کوئی جانور ذبح کرے اور وُہ قربت غیر خدا کی اس میں نیت کرے تو وہ مُسلمان نہیں بلکہ وُہ مُرتد ہے۔ اور اس کا ذبح کرنا مُرتد کا حکم رکھتا ہے۔ یعنی وہ حرام ہے۔

(صفحہ ۱۲)

قارئین کرام :- ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب نے لکھا ہے کہ نذر تقرب لغیر اللہ کی حُرمت پر علماء کا اجماع لکھا ہے۔ اب ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب اور ان کے ساتھیوں کو کم علمی اور کم فہمی کی بناء پر یہ بھی علم نہیں کہ اہلِ سنّت و جماعت بھی نذر تقرب لغیر اللہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔

اگر ماسٹر صاحب اور ان کی جماعت کے لوگوں میں جرأت ہے۔ اور اپنے دعویٰ میں وہ سچے ہیں تو علماء اہلِ سنّت و جماعت کی کتابوں سے کوئی ایک حوالہ پیش کریں جسمیں نذر تقرب لغیر اللہ جائز اور درست قرار دیا گیا ہو۔ دُنیا بھر کے دیوبندی اور اہلحدیث ایک حوالہ بھی پیش نہیں کرسکتے۔

اہلِ سنّت و جماعت کے نزدیک بزرگوں کے نام پر جو جانور وغیرہ مشہور کیئے جاتے ہیں۔ اگر ان جانوروں پر اولیاء اللہ کے لئے نذر شرعی مانی جائے تو حقیقتاً عبادت ہے۔ تو ایسا ناذر مرتد ہے۔ لِاَنَّہٗ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ بِاِثْبَاتِ الْاُلُوْھِیَّۃِ لِغَیْرِ اللّٰہِ کیونکہ اُس نے غیر اللہ کے لئے الوہیت ثابت کرنے کی وجہ سے شرک کیا ہے۔ لیکن اس کے شرک کی وجہ سے وہ جانور حرام نہیں ہوگا۔ جب تک کہ وہ اسے بقصد تقرب لغیر اللہ ذبح نہ کرے۔

اگر اولیاء کی نذر محض لغوی یا عرفی بمعنی ہدیہ۔ نذرانہ یا وصال یافتہ بزرگ کے لئے بقصدِ ایصال ثواب کوئی جانور وغیرہ نامزد کردیا اور نذر شرعی اللہ کے لیے ہو۔ تو یہ فعل شرعاً جائز اور باعثِ خیر و برکت ہے۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے بھائی شاہ رفیع الدین دہلوی نے بھی اپنے رسالہ نذر میں تحریر فرمایا ہے کہ نذرے کہ اینجا مستعمل میشود نہ بر معنیٰ شرعی است چہ عرف آنست کہ آنچہ پیشِ بزرگان مے برند نذر و نیاز مے گویند۔ جو نذر کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے وہ اپنے معنیٰ شرعی پر نہیں بلکہ معنیٰ عرفی پر ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔

قارئین کرام :- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور شاہ رفیع الدین دہلوی دونوں بھائی ہیں۔ اور شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے ہیں۔ اب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے بھی ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ جوکہ انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمۃ کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ حضرت ایشاں دا قصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند۔ شب ہنگام بود دراں محل فرمودند مخدوم ضیافت ما میکنند و میگویند۔ چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بر یاراں غالب آمد آنگاہ زنے بیاید، طبق برنج و شیرینی بر سرِ او گفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوجِ من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ بانشینندگاں درگاہِ مخدوم اللہ دیا رسانم دریں وقت آمد ایفائے نذر کردم۔ ترجمہ حضرت والد ماجد (شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ) قصبہ ڈاسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کو گئے۔ رات کا وقت تھا اس جگہ فرمایا کہ مخدوم ہماری ضیافت کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھانا کھا کر جانا حضرت نے توقف فرمایا۔ یہاں تک کہ آدمیوں کا نشان منقطع ہوگیا۔ ساتھی اُکتا گئے۔ اس وقت ایک عورت اپنے سر پر چاول اور شیرینی کا طبق لئے ہوئے آئی اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا۔ اس وقت یہ کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا علیہ الرحمۃ کے دربار میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی۔ وہ اس وقت آیا۔ میں نے اپنی نذر پوری کی۔ (انفاس العارفین ص ۴۵)

مندرجہ بالا واقعہ سے اظہر من الشمس ہے کہ عورت نے صاف الفاظ میں نذر ماننے کا اظہار کیا۔ پھر شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمۃ کا یہ فرمانا مخدوم ضیافت ما میکنند و میگویند چیزے خوردہ روید۔ مخدوم اللہ دیا ہماری ضیافت فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کر جانا۔ پھر شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کا رُک جانا اور عورت کا کھانا لے کر آنا۔ پھر ان سب احباب کا وہ کھانا کھانا۔ اگر یہ شرک اور حرام ہوتا تو کبھی بھی شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ نہ رُکتے اور کھانا نہ کھاتے۔

وُہ کھانا نذر کا ہی تھا معلوم ہوا کہ نذر جو سُنّی مُسلمان مانتے ہیں یہ نذر عرفی ہے۔ جو کہ بالکل جائز اور مُتبرک ہے۔

اب شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ کی تحریروں سے ہی نذر کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ دین کے ڈاکو جو سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان جیسی قیمتی دولت پر ڈاکہ ڈالنے کی طاق میں ہی ہر وقت رہتے ہیں۔ ان کا دفاع ہو جائے۔ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

حضرت امیر و ذرّیہ طاہرہ او را تمام امّت بر مثال پیران و مرشداں می پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ با ایشاں می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔ حضرت امیر علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور ان کی اولاد اطہار کو تمام اُمت مرحومہ پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے ہیں۔ اور امور تکوینیہ جو عالم میں ہوتا ہے۔ سب کو ان کے دامن سے وابستہ جانتی ہے۔ فاتحہ و درود و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی تمام اُمت میں رائج ہے۔ اور معمول ہے جس طرح تمام اولیاء اللہ کے ساتھ امت کا یہی مُعاملہ ہے۔

(تحفہ اثناء عشریہ فارسی ص۲۱۴ مطبوعہ دہلی)

قارئین حضرات :۔ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ القوی نے کس شدّومد سے اولیاء اللہ کی نذر و نیاز ختم و فاتحہ کا جواز اور تمام امت کا معمول بتایا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

مولوی فضل الرحمان اور ان کے ہم مسلک علماء دراصل شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ کے بیان کو سمجھے نہیں یا وُہ دانستہ ایسا کرتے ہیں۔ ہماری تو دُعا ہے کہ اللہ کریم ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ عزیزی کی عبارت ملاحظہ ہو۔ جس سے حق کے متلاشی حضرات پر حق و صداقت عیاں ہو جائے گی۔ اور

عمل کرنے والوں کا ستیاناس ہو جائے گا۔ فتویٰ یہ ہے۔

اگر گفتہ شود یا الٰہی نذر کردم برائے تو اگر شفا دہی مریض را یا مانند آں طعام بخواہم و برائے فقرائے را کہ بر دروازہ سیّدہ نفیسہ اند یا مانند آں یا خرید خواہم کرد بور یا ہائے مسجد یا روغن زیت برائے روشن آں مسجد یا دراہم خواہم و او برائے کسے کہ شعائر مسجد میکند از قسمیکہ دراں نفع فقراء باشد و نذر برائے خدا ذکر نمودن شیخ خبر ایں نیست کہ محل صرف نذر است برائے مستحقان نذر جائز است۔

ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب نے بحر الرائق کا حوالہ بھی دیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ القوی کی جو عبارت ہے۔ دراصل وہ بحر الرائق، طحطاوی اور رد المحتار کتابوں کی عبارات کا فارسی میں ترجمہ ہے۔ چنانچہ بحر الرائق کی عبارت پیش خدمت ہے۔

اِنْ قَالَ یَا اللّٰہُ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ اِنْ شَفَیْتَ مَرِیْضِیْ اَوْرَدَدْتَّ غَائِبِیْ اَوْقَضَیْتَ حَاجَتِیْ اِنَّ الْفُقَرَاءَ الَّذِیْنَ بِبَابِ السَّیِّدَۃِ النَّفِیْسَۃِ اَوِالْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ بِبَابِ الْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ وَالْاِمَامِ اللَّیْثِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَوْاَشْتَرِیْ حَصِیْرًا لِمَسَاجِدِہِمْ اَوْزَیْتًا لِوُقُوْدِہَا اَوْدَرَاہِمَ لِمَنْ یَقُوْمُ بِشَعَائِرِہَا اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا یَکُوْنُ فِیْہِ نَفْعٌ لِلْفُقَرَاءِ وَالنَّذْرُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَذِکْرُ الشَّیْخِ

اگر منت ماننے والے نے کہا یا اللہ میں نے نذر مانی تیرے لئے اگر تو نے میرے مریض کو شفا عطا فرمائی یا میرے غائب کو واپس گھر پہنچایا یا میری حاجت روائی فرمائی تو میں ان فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا۔ جو حضرت سیّدہ نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا حضرت امام شافعی یا حضرت امام لیث رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آستانہ پر رہتے ہیں۔ یا ان کی مساجد کے لئے چٹائیاں اور وہاں روشنی کے لئے تیل خریدوں گا۔ یا اس شخص کو اتنے روپے دوں گا جو اس مسجد کی خدمت

اَنَّمَا هُوَ مَحَلٌّ يُصْرَفُ النَّذْرُ مُسْتَحِقِّيْهِ الْقَاطِنِيْنَ بِرِبَاطِهٖ اَوْ مَسْجِدِهٖ اَوْ جَامِعِهٖ فَيَجُوْزُ بِهٰذَا الْاِعْتِبَارِ۔

کرتا ہے۔ یا اور کوئی ایسا کام جسمیں فقیروں کا فائدہ ہو تو یہ نذر اللہ کے لئے ہے اور شیخ کا ذکر صرف اِس واسطے ہے۔

کہ وُہ حقداروں پر نذر کے مال کو خرچ کرنے کا محل ہے۔ جو مسکین اور فقیر ان کی خانقاہ یا مسجد یا جامع یا درگاہ میں رہتے ہیں۔ تو اس اعتبار سے یہ نذر جائز ہے۔

ناظرین کرام! شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی کی بحر الرائق کی عبارت کو بار بار پڑھیں یہ اہل سُنّت و جماعت مسلک کی تائید ہے یا کہ نہیں۔ لیکن عقل کے اندھوں کو تائید نظر نہ آئے تو ان کو کیا کہیں۔

مولوی فضل الرحمان صاحب نے صفحہ ۱۳ پر تحریر فرمایا ہے کہ

اس طرح شاہ عبد العزیز صاحب نے زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح میں فرمایا ہے۔ مدار حل و حُرمت ذبیحہ بر قصد و نیت ذابح است اگر بہ نیت تقرب الی اللہ یا برائے اکل خود یا برائے تجارت و دیگر امور مباحہ ذبح میکند حلال است والا حرام۔

ناظرین کرام! اِس عبارت سے بھی اہل سنّت و جماعت عقیدہ کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ نذر کے حلال و حرام ہونے میں ناذر یعنی نذر ماننے والے کی نیت کا خیال رکھنا پڑے گا۔ خود ہی مولوی فضل الرحمان نے صـــ۱۲ پر سُرخی دے کر لکھا ہے کہ۔

"تمام اعمال کا مدار نیت پر ہے، قرآن کہتا ہے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ خدا تعالیٰ تمہارے ان کاموں کا مواخذہ کرے گا۔ جو تمہارے دلی ارادہ سے ہوں۔ نبی کریم نے فرمایا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ یہاں بھی دراصل اعتبار نیت پر ہے۔

نذر ماننے والے احباب اہل سنّت و جماعت کی نیت تقرب الی اللہ ہے نہ کہ تقرب لغیر اللہ۔

مولوی فضل الرحمان اوران کے ساتھی وہابیوں سے سوال!

اگر ان میں جرأت ہے۔ تو اہلِ سنّت و جماعت کے کسی عالم دین کی کتاب سے دکھائیں کہ ان کی نیت تقرب لغیر اللہ ہوتی ہے۔ انشاء اللہ المولیٰ قیامت تک کوئی وہابی عالم نہیں دکھ سکے گا۔ تو پھر چاہیے کہ وُہ بھی یہی مسلک عملاً اختیار کرلیں۔ جس کو انہوں نے اپنے "صـ۱۲ خلاصہ کی سُرخی سے لکھا ہے۔

مباحہ امور میں یہ نیت تقرب الی اللہ ذبح کیا تو حلال ہے ورنہ حرام۔

لیکن مولوی فضل الرحمان صاحب اور ان کے ساتھیوں کو یہ توفیق نہیں ہوگی۔ مزہ تو تب ہے۔ کہ ہم بھی جامع مسجد علامہ عبد الحکیم علیہ الرحمہ تحصیل بازار سیالکوٹ میں اسی نیت سے پروگرام کرتے رہتے ہیں۔ مولوی فضل الرحمان صاحب اور ان کے ساتھی جو کہ ہمارے ہمسایہ ہیں کیونکہ ان کی جامع مسجد ابراہیمی اور علامہ عبد الحکیم علیہ الرحمہ کی جامع مسجد کے بالکل متصل ہے۔ وہ بھی اِسی نیت سے پروگرام کریں۔ مگر یہ جرأت وہ نہیں کرسکتے۔ صرف ان کو سُنّی مُسلمانوں سے بدگمانی کی جرأت ہوئی تو یہ رسالہ وما اہل بہ لغیر اللہ اور پیر صاحب کا دُنبہ شائع کردیا۔

مولوی فضل الرحمان نے فقہ کی کتاب درمختار کا نام بھی دیا ہے۔ آئیے صاحب درمختار نے جو اپنا عقیدہ اور نظریہ نذر دینے والے مسلمانوں کے مُتعلق لکھا ہے۔ پڑھئے اور ہوش کے ناخن لیجئے۔ علامہ علاؤ الدین الحصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

صاحب درمختار کا نظریہ

اِنَّا لَا نُسِيْئُ الظَّنَّ بِالْمُسْلِمِ اَنَّهٗ يَتَقَرَّبُ اِلَى الْاٰدَمِيِّ بِهٰذَا النَّحْرِ

ہم کسی مُسلمان کے متعلق ہرگز یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس فعل ذبح کے ذریعے کسی آدمی کا تقرب حاصل کرتا ہے۔ (درمختار)

الحاصل :- نذر کے معاملہ میں ناذر کی نیت کو دیکھنا ہے۔ اور کوئی بھی سُنّی مُسلمان نذر اس لئے نہیں دیتا کہ اس سے کسی آدمی کا تقرب نصیب ہو بلکہ وُہ نذر اس لئے پوری کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اور یہ مفسّرین، محدّثین، محققین اور فقہاء اسلام کے نزدیک بالاتفاق جائز اور دُرست ہے! اور بزرگانِ دین کا اس پر عمل بھی ہے۔

مولوی فضل الرحمان صاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۴۱ پر محققین فقہاء کی سُرخی دے کر لکھتے ہیں۔

محققین فقہاء نے کتب فقہ میں بَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُرِ منعقد کیا۔ سب نے نذر کو عبادت لکھا ہے۔ بحر الرائق چوتھی کی کتاب ہے فرماتے ہیں۔ وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوْقِ وَلَا یَجُوْزُ لِاَنَّہٗ عِبَادَۃٌ ھٰکَذَا فِی النَّھْرِ وَالدر مخلوق کے لئے نذر ماننی جائز نہیں کیونکہ نذر عبادت ہے۔ نذر صرف خُدا کے لئے ماننی چاہیے۔ قاضی ثناء اللہ پکے حنفی ہیں۔ ارشاد الطالبین میں فرماتے ہیں لَا یَصِحُّ النَّذْرُ لِلْاَوْلِیَاءِ لِاَنَّہٗ عِبَادَۃٌ اولیاء اللہ وغیرہ کے لئے نذر ماننی درست نہیں کیونکہ نذر عبادت ہے۔

علّامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ

ردالمختار میں تحریر فرماتے ہیں کہ

اَیْ عَلٰی وَجْہِ الْعِبَادَۃِ لِاَنَّہٗ الْمُکَفِّرُ وَھٰذَا بَعِیْدٌ مِنْ حَالِ الْمُسْلِمِ۔
(ردالمختار ص۲۱۸ ج ۵ مطبوعہ مصر)

یعنی تقرب علیٰ وجہ العبادۃ اس لیے کہ تقرب علیٰ وجہ العبادۃ ہی کفر کا موجب ہے۔ اور ایسا تقرب مسلمان کے حال سے بہت بعید ہے۔

علّامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں۔

وَالنَّذْرُ لَھُمْ بِتَعْلِیْقِ ذٰلِكَ عَلٰی حُصُوْلِ شِفَاءٍ اَوْ قُدُوْمِ غَائِبٍ فَاِنَّہٗ مُجَازٌ عَنِ الصَّدَقَۃِ عَلَی الْخَادِمِیْنَ لِقُبُوْرِھِمْ۔

اور اولیاء اللہ کے لیے جو نذر مانی جاتی ہے۔ اور اُسے مریض کی شفا حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلق کیا جاتا ہے۔ تو وہ نذر مجازی ہے۔ اس سے اولیاء اللہ کے قبور پر خادموں کے لیے صدقہ کرنا مُراد ہوتا ہے۔
(حدیقہ ندیہ صہ مطبوعہ)

شاہ رفیع الدین دہلوی

اپنے رسالہ نذر و نیاز میں مزارات اولیاء اللہ پر جو نذر و نیاز آتی ہے۔ اُس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

آنکہ لفظ نذر کہ اینجا مستعمل مے شود نہ بر معنی شرعی است کہ ایجاب غیر واجب است از جنس عبادات مقصودہ بطریق تقرب الی اللہ بلکہ بمعنی عرفی است چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند نذر و نیاز میگویند
(نذر و نیاز بزرگانِ دین ص۱)

وہ لفظ نذر جو کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے وہ اپنے شرعی معنے پر نہیں ایجاب غیر واجب ہے۔ عباداتِ مقصودہ بطریق تقرب الی اللہ کی جنس سے ہے بلکہ معنے عرفی پر ہے اس لیے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں۔ اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔

شاہ رفیع الدین دہلوی نے اس عرفی نذر کو جو کہ مزارات اولیاء اللہ پر مُسلمان دیتے ہیں کے مباح ہونے کی تین وجوہات درج فرمائی ہیں جو کہ درج کی جاتی ہیں۔

وجہ اول آنکہ خالص برائے خدا تعالیٰ است و اولیشان مصرف محض اند گویا میگوید الٰہی آنمراد من حاصل شود نذر تو بر خدام آں صالح رسانم۔ وجہ دوم آنکہ ایشاں را شفیع سازد گویا می گوید

پہلی وجہ یہ کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے یہ اولیاء اللہ صرف مصرف ہیں کہ کہے یا اللہ میری یہ مراد حاصل ہو جائے تو تیری نذر اس صالح ولی کے خدّام کو میں پہنچاؤں گا۔

یا حضرت در جناب الٰہی برائے ایں
مشکل دعا بکنید اگر ایں مراد حاصل شود
از طرف تو در جناب الٰہی اینقدر طعام
یا نقدر سانم تا ثواب ایں عاید شما شود
و ایں معنیٰ جواز دارد چراکہ جناب
نبوت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ را وصیت فرمود کہ تا زندہ باشی
از طرف من قربانی کردہ باشی و سعد
بن عبادہ را فرمود چاہے بنا کن و بگو
ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ وجہ سیوم آنکہ
آں بزرگ را در جناب الٰہی وسیلہ سازد
گویا میگوید الٰہی ببرکت فلاں بزرگ
و بحق عنایات و مہربانی خود براوکہ عمر
خود در بندگی و رضا جوئی تو گزرانیدہ
اگر مشکل من آسان کنی اینقدر مال برائے
تو بدہم و ثواب آں تن خواہ روح آں
بزرگ سازم تا از نیکی واحسان باآں
بزرگ خوشنود شوی و ایں ہم ہست
کہ مذہب حنفیہ است کہ لِلْاِنْسَانِ اَنْ
یَجْعَلَ ثَوَابَ نَافِلَةٍ لِمَنْ شَاءَ ۔

دوسری وجہ ان اولیاء اللہ کو شفیع بنانے کی
اور یہ کہے اے اللہ کے ولی اللہ تعالیٰ
کی جناب میں میری اس مشکل کے حل
کے لئے دعا فرمائیں۔ اگر میری یہ مراد
حاصل ہو جائے تو آپ کی طرف سے
اللہ کی بارگاہ میں اتنا طعام۔ یا نقد پیش
کروں گا۔ تاکہ ان کا ثواب آپ کو پہنچے۔
یہ طریقہ جائز ہے۔ کیونکہ نبی پاک صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین
علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت
فرمائی کہ جب تک تم زندہ رہو میری
طرف سے قربانی کیا کرنا۔ حضرت سعد
بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا
کنواں کھدواؤ اور کہو یہ ام سعد کا
کنواں ہے۔ وجہ سوم یہ ہے کہ اس
بزرگ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ
بنا کر کہے اے اللہ فلاں بزرگ کی
برکت سے اور اپنی عنایات اور مہربانی
سے کہ اپنی عمر اس کی بندگی اور رضا جوئی
کے لئے گزاروں گا۔ اگر تو میری مشکل
آسان کرے تو اتنا مال تیرے لئے
دوں گا اور اس کا ثواب اس بزرگ کی روح پر فتوح کو پہنچاؤں گا تاکہ نیکی اور احسان
سے وہ بزرگ خوش ہو جائے۔ یہی ہے کہ جو حنفی مذہب ہے (رسالہ نذور بزرگان مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام! شاہ رفیع الدین دہلوی نے تو بالتفصیل بیان فرمایا ہے۔ اور یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ شاہ رفیع الدین دہلوی کے آخری الفاظ کو ذرا غور سے پڑھیں فرماتے ہیں۔ ایں ہم ہست کہ مذہب حنفیہ است اب اگر اس نیت اور ارادہ سے جو نذر و نیاز دیتا ہے۔ اس کو کوئی عبادت قرار دے جیسے کہ مولوی فضل الرحمان صاحب اور دیگر وہابی دیوبندی کہتے ہیں۔ تو یہ ان کی اپنی جرأت ہے۔ کہ جائز اور حلال چیز کو حرام قرار دے کر کفر کی سیڑھی چڑھیں۔ کیونکہ حلال چیز کو حرام قرار دینا اور حرام کو حلال قرار دینا کفر ہے۔ شیخ الوہابیہ والدیابنہ مولوی اسماعیل دہلوی[1] نے خود صراط مستقیم کے صفحہ ۵۳ پر درج کیا ہے۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

اب آخر میں نذر کے متعلق مولوی فضل الرحمٰن صاحب کی جماعت کے مفسر اور محدث مولوی وحید الزمان صاحب کا واضح بیان درج کیا جاتا ہے۔ جس سے مولوی فضل الرحمان صاحب کے عقیدہ اور نظریہ کا غلط ہونا اور سنی حضرات کے عقیدہ اور نظریہ کا درست ہونا اظہر من الشمس ہے۔

مولوی وحید الزمان صاحب کی نذر کے مسئلہ پر بحث

مولوی وحید الزمان صاحب اپنی تصنیف لطیف ہدیۃ المہدی میں نذر کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

اَلنَّذْرُ لِغَیْرِ اللّٰہِ شِرْکٌ صَرِیْحٌ لِاَنَّ النَّذْرَ عِبَادَۃٌ قَالَ النَّبِیُّ اِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِیَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ وَلَوْ نَذَرَ لِلّٰہِ وَاَوْصَلَ ثَوَابَہٗ اِلٰی رُوْحِ النَّبِیِّ اَوْ وَلِیٍّ اَوْ اَحَدٍ مِنَ الْاَمْوَاتِ فَھٰذَا یَجُوْزُ

غیر اللہ کی نذر صریح شرک ہے۔ کیونکہ نذر عبادت ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک نذر خالص اللہ کے لئے ہے۔ اور اگر نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور اس کا ثواب نبی پاک یا ولی کی روح یا مردوں میں

[1] وہابیوں کے مولوی امام خان نوشہروی نے اسماعیل دہلوی کو اہلحدیث کا امام لکھا ہے۔ (الاعتصام صفحہ ۴ ۲۳ جولائی ۱۹۵۴ء)

ويسميه الناس بالفاتحة في
هذا الزمان صرح بجوازه
مولانا عبد العزيز ومولانا
اسحاق وغيرهما وقال بعض
العلماء انه ليس لهذا العمل
اصل شرعي يعتمد عليه فيكون
بدعة ومنهيا عنه واجاب
عنه البعض بان له اصلا
شرعيا وهو حديث بئر ام
سعد وقال ابو طلحة لبير حاء
فهي الى الله عز وجل والى
رسوله وفي رواية اخرى
صدقة الى الله والى رسوله
صلى الله عليه وسلم قلت
هذا العمل متداول عند
الصوفية كافة من غير نكير
واختلاف بينهم ان كان
النذر لله والارسال بطريق
الهدية فهو حلال فائدة
شاع بين الناس في زمننا
انهم يطبخون الطعام او يصنعون
الحلاوة ويقولون هذا نياز
فلان من الاولياء او الانبياء

سے کسی کی روح کو پہنچانا ہے۔ تو وہ جائز ہے۔ اس زمانہ میں لوگ اس کو فاتحہ کہتے ہیں۔ اس کا صریحاً جواز مولانا (شاہ) عبد العزیز اور مولانا اسحاق وغیرہما نے بیان فرمایا ہے۔ اور بعض علماء نے اس عمل کی اصل کو شرعی نہیں کہا۔ اس پر اس کو بدعت خیال کیا ہے۔ اور اس کی ممانعت کی ہے۔ بعض علماء نے اس کا جواز فرمایا ہے کہ اس عمل کی اصل شریعت مطہرہ میں ہے اور وہ حدیث ام سعد اور ابو طلحہ والی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور دوسری روایت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صدقہ والی ہے۔ میں (وحید الزمان) یہ کہتا ہوں کہ بغیر کسی انکار کے صوفیاء کرام کے نزدیک یہ عمل سند اول ہے۔ اگر نذر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس ہدیہ کے طریقہ پر ثواب پہنچایا جائے تو وہ حلال ہے۔ فائدہ

فان كان معنى النياز التحفة او الهدية
ولا يقصدون النذر لغير الله بل ايصال
الثواب الى روحه فيحسب فالراجح حلته كما
ذكرنا من قبل. ان كان النذر لله وذكر النبي
والولي لبيان المصرف او بطريق التوسل بان
يقول يا الله ان قضيت حاجتي التصدق
على خدام قبر فلان النبي او الولي او اطعم
الفقراء على بابه او يقول يا الله ان قضيت
حاجتي ببركة فلان التصدق كذا اي
اهدي ثوابه له او يقول يا نبي الله يا
ولي الله ادع في قضاء حاجتي من الله
ان قضى الله حاجتي اهدي لك ثواب
صدقة كذا فالنذر في هذه الصور
كلها جائز واما ما يقولون هذا نذر النبي
وهذا نذر الولي فليس بنذر شرعي ولا
داخلا في النهي وليس فيه معنى النذر
الشرعي وما مقصودهم الا كابر يقال
له في العرف النذر.

ہمارے زمانہ کے لوگوں میں یہ رواج ہے۔ کہ طعام پکاتے ہیں۔ یا حلوہ یا مٹھائی بناتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اولیاء میں سے فلاں ولی اللہ کی اور انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے ہے۔ پس اس کا معنی نیاز۔ فاتحہ اور ہدیہ ہے۔ غیر اللہ کی نذر کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ ان کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ پس اس کا حلال ہونا یہ راجح ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔

(ہدیۃ المہدی ص ۳۸-۳۹-۴۰-۴۱)

مولوی ابراہیم صاحب میر کا نذر ماننا

مولوی فضل الرحمان صاحب کے استاذ مولوی ابراہیم صاحب میر نے بھی سردار اہلحدیث مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے لڑکے عطاء اللہ کی بیماری سے شفاء ملنے کی غرض سے نذر مانی تھی۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث امرتسر میں مولوی ابراہیم صاحب

کے مضمون " الحدیث برادری " میں انہوں نے لکھا ہے کہ

اس عرصہ میں برخوردار عطاء اللہ بن مولانا شیر پنجاب صاحب کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ جس پر نذر مانی کہ اپنے سابق ارادہ کے ساتھ صحت کے شکریہ پر بھی کچھ کتابیں ہی تقسیم کردوں گا۔

(اخبار الحدیث امرتسر ص۴ ۳ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

ناظرین کرام :۔ مولوی ابراہیم صاحب میر نذر مانیں کہ عطاء اللہ شفایاب ہو تو کتابیں تقسیم کروں گا۔ اگر سُنی چاول تقسیم کردیں۔ مٹھائی تقسیم کردیں۔ تو کیا شرک وحرام اس میں داخل ہو جائے گا۔ ان وہابڑوں کی سمجھ ہی کچھ الٹی ہے۔ اہلسنت وجماعت حضرات جائز اور حلال کام کریں تو فوراً حرام اور شرک کا فتویٰ لگادیں گے۔ اگر وہی کام ان کا کوئی عالم کرے تو اس کو موحد اور مسلمان ہی سمجھیں بلکہ مجدد۔ شیخ الاسلام۔ محدث اور مفسر ہی سمجھیں۔ تمثیل کے لئے سُنی شہنشاہ بغداد غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد کے لیے یہ کہیں۔

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبہ ایمان مددے

تو فوراً شرک شرک کی رٹ لگادیں گے۔ اگر الحدیث حضرات کے نواب صدیق حسن بھوپالی اپنے بڑے قاضی محمد بن علی شوکانی اور ابن قیم سے مدد طلب کرتے ہوئے یہ کہیں۔

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے
ابن قیم مددے قاضی شوکانی مددے (نفح الطیب ص۵۷)

تو وہ موحد مسلمان بلکہ مفسر۔ محدث اور مجدد ہی رہیں۔ یہ ان کے لئے ڈوب مرنے کا مقام نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی لئے ابوالکلام آزاد کے باپ نے کہا ہے۔

وہابی بے حیا جھوٹے ہیں یارو
تڑاتڑ جوتیاں تم ان کو مارو

علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی

جن کے متعلق مولوی فضل الرحمن صاحب کے استاذ اور الحدیث حضرات کی نامور شخصیت مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی رقمطراز ہیں کہ

مجھ نابکار کو ان سے کمال حُسنِ عقیدت ہے۔ میں نے ان کی کُتب سے سلوک وفروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ مصر میں میں نے ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی۔ اور ان کے مرقد منور کی زیارت کی۔ اور فاتحہ پڑھی۔

(حاشیہ تاریخ الحدیث ص۱۱۵)

مولوی ابراہیم کے بعد الحدیث مسلک کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ۔

آپ عالم۔ محدث۔ صوفی صاحب کرامات کثیرہ۔ تالیفات نفسیہ۔ تتبع سُنت مجتنب عن البدعۃ۔ جامع بین الشریعۃ والطریقۃ ہے۔ (تاج مکلل ص۔)

جن کی کُتب سے مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی فیض حاصل کریں۔ اور ان کی مرقد منور پر حاضری بھی دیں۔ نواب صدیق حسن بھوپالی جن کو محدث متبع سنت۔ صاحب کرامات کثیرہ۔ مجتنب عن البدعۃ وغیرہم القاب لکھیں وہ علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ شیخ الشیوخ حضرت شاذلی علیہ الرحمہ سے نقل فرماتے ہیں کہ۔

كَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِذَا كَانَ لَكَ حَاجَةٌ وَأَرَدْتَ قَضَاءَهَا فَانْذُرْ لِلنَّفِيْسَةِ الطَّاهِرَةِ وَلَوْ فَلْسًا فَإِنَّ حَاجَتَكَ تُقْضٰى۔

حضرت شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا جب تجھے کوئی حاجت درپیش ہو۔ اور تو اس کے پورا ہونے کا ارادہ کرے تو سیدہ نفیسہ طاہرہ کی نذر مان لے اگرچہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو۔ بیشک تیری حاجت پوری ہو جائے گی۔ (طبقات الکبریٰ ص۶۸ ج۲ مطبوعہ مصر)

علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کے بعد مفسرِ قرآن ملا جیون علیہ الرحمہ (جو کہ اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے استاذ ہیں) نے وما اھل بہ لغیر اللہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اہلِ سنّت وجماعت کے مروجہ طریقہ کو جائز حلال اور طیّب فرمایا ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَآءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ۔

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بیشک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کے لئے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے۔ حلال وطیّب ہے۔ (تفسیرات احمدیہ صد ۲۹ مطبوعہ کانپور)

قارئین کرام! مفسّرین۔ محدّثین۔ اولیاء کاملین اور فقہاء عظام کی مستند کُتب کے حوالہ جات کی روشنی میں مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے تمام دلائل اور درج کردہ حوالہ جات کا شافی اور کافی جواب درج کر دیا ہے۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے رسالہ وما اھل بہ لغیر اللہ کے مطالعہ سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ ان کو اہلِ سُنّت وجماعت کے مسلک اور عقیدہ کا قطعاً علم نہیں۔ اور نہ ہی انہوں نے کتب تفاسیر اور کتب فقہ کا مطالعہ کیا ہے۔ ساری زندگی تو انہوں نے سکول ماسٹری میں گزاری اور پھر اُسی دوران جو کوئی کتب ان کے پاس تھیں انہوں نے فروخت[1] بھی کر دیں۔ اَب آخری عمر میں ان کو مصنّف بننے کا شوق سوار ہوا رسالہ کے مطالعہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان کو اپنے اکابر کی کُتب پر بھی عبور نہیں۔ ورنہ صفحہ ۱۱ سے لے کر ۱۸ تک جو رسالہ کے صفحات سیاہ کئے ہیں۔ وہ کبھی نہ کرتے مولوی وحیدالزمان صاحب کی ہدیۃ المہدی جلد اوّل کے صفحہ ۳۸ تا ۴۱ یہ چار صفحات ہی پڑھ لیتے تو ان کو یہ سب کچھ لکھنے کی زحمت نہ ہوتی۔ نہ ان کا وقت ضائع ہوتا اور نہ ہی کتابت اور

---

[1] طالب علمی کے زمانہ میں کچھ کُتب مولوی فضل الرحمان سے فقیر نے خریدی تھیں۔
(فقیر قادری عفرلہ)

طباعت پر خرچ ہوتا۔

کیونکہ مولوی وحیدالزمان نے اہلِ سُنّت وجماعت کے مسلک کو واشگاف الفاظ میں درست قرار دیا ہے۔ مگر مولوی فضل الرحمٰن صاحب پر جہالت کا بھوت ایسا سوار ہے۔ کہ صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں کہ

جو لوگ صریح ذبح تقرب لغیر اللہ کرتے ہیں۔ وُہ گویا شعار اللہ کی بے حُرمتی کرتے ہیں۔ اور زبان پر کلمے کا ورد بھی ہے۔ افسوس ان کے اسلام میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ صفحہ ۱۸ - ۱۹ پر خلاصۂ کلام لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ کہ

درمختار۔ اشباہ نظائر۔ ہدائیت المبتدی۔ تفسیر نیشاپوری۔ ارشاد الطالبین مجالس الابرار۔ بحرالرائق۔ ذخیرہ۔ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ وغیرہ یہ کتابیں حنفی مذہب کی ہیں۔ کئی آیات اور احادیث درج ہیں۔ جن سے یہ مسئلہ نذر لغیر اللہ کا بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ قرآن واحادیث خیر لیکن اپنے ہی مذہب کی کتابوں پر عمل کرنا چھوڑ دینا یہ عقل ونقل کے خلاف ہے۔ پس مسلمان کو لائق ہے کہ صحیح بات کو تسلیم کرے اور غلط کو چھوڑ دیوے۔ اور خدا سے ڈرے واجب اور ضروری بات پر عمل پیرا ہو۔ اللہ پاک سے دُعا ہے کہ ہر مُسلمان کو اصل اسلام پر چلنے کی توفیق دیوے۔ آمین

ناظرین کرام! جو کچھ مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے وعظ ونصیحت فرمایا ہے۔ اگر گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھیں تو یہ سب وعظ ونصیحت انہیں کیلئے ہے۔ اگر وہ قرآن وحدیث اور کُتب فقہ یا اپنے مذہب کی کتابیں پڑھ لیتے اور کچھ خوفِ خُدا ہوتا تو کبھی اہل سُنّت وجماعت کے اِس عقیدہ کو حرام اور شرک قرار نہ دیتے۔

اہلِ اسلام کا وُہ ذبیحہ جو کہیں بھی ذبح ہو۔ جانور ان جانوروں سے ہو جن کو شریعت مطہرہ نے قابل ذبح ٹھہرایا ہے۔ اور ذبح کرنے والا مسلمان ہو۔

اور اسلام کے بتلائے طریقہ سے ذبح کرے اور ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرے وُہ حلال و طیب ہے۔ اسے اہل لغیر اللہ بہ یا ذبح علی النصب یا تقرب لغیر اللہ کہنا باطل ہے۔ حلال وحرام میں تمیز نہ کرنا اور کفر و اسلام میں فرق نہ کرنا ہے۔ یہ مسلمان کا کام نہیں۔ در مختار۔ شامی۔ شرح وہبانیہ۔ ذخیرہ۔ تمیمہ وغیرہم معتبر کتب فقہ میں موجود ہے۔

انا لا نسئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بھذا النحر — ہم کسی مسلمان کے حق میں ہرگز یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس فعل ذبح کے ذریعہ کسی آدمی کا تقرب حاصل کرتا ہے۔

لیکن مولوی فضل الرحمان اور ان کے ہم عقیدہ ایسے ہیں کہ وُہ کھینچ تان کر کفار اور مشرکین کا ذبیحہ بتلا کر حرام و نجس ٹھہراتے ہیں اتنے بیباک اور دلیر ہیں کہ کتاب وسنت کی اعلانیہ تحریف کر رہے ہیں جملہ مستند تفاسیر اور فقہاء عظام کے روشن ارشادات اور تصریحات سے انحراف کر رہے ہیں۔ اور ایسی بدعت و ضلالت پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ جس سے دُنیائے اسلام کے اعتقاد اور عمل میں زبردست تخریب اور تفریق ہو۔ حتیٰ کہ اس ناحق فتوے کی زد سے ان کے اپنے اکابر بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔

مولوی فضل الرحمان صاحب اور ان کے ہم عقیدہ حضرات سے مخلصانہ اپیل ہے کہ اگر ان کو خوفِ خُدا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا ڈر ہے تو تعصب اور عناد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے غلط نظریات اور عقائد سے تائب ہوں اور صحیح عقائد اور نظریات کو تسلیم کریں۔ دُعا ہے کہ اللہ کریم بجاہ النبی العظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

مُسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لآلہتھم تؤکل لانہ سمّی اللہ تعالیٰ ویکرہ للمسلم۔ — مجوسی نے آتش کدہ کے لیے بکری نامزد کی یا کافر نے اپنے بتوں کے لئے کوئی جانور نامزد کیا اور ان جانوروں کو مُسلمان نے ذبح کر دیا۔ اگرچہ مسلمان کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے مگر وہ جانور حلال و طیب ہے کھایا جائے گا۔

(فتاویٰ عالمگیری ص۲۴۷ جلد۴)

ناظرین کرام:۔ مقام غور ہے کہ مشرکین اور کفار کے بتوں اور بُت خانوں کیلئے نامزد کئے ہوئے جانوروں کو مُسلمان ذبح کرے تو وہ حلال ہو جائیں مگر نذر اولیاء اللہ کا جانور مُسلمان ذبح کرے تو حلال نہ ہو۔ یہ صریحاً اسلام کی مخالفت نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے رسالہ کے صفحہ ۲۳ پر آخر میں ضمیمہ بر گیارہویں میں لکھا ہے کہ

ردالمحتار میں ہے جو نذر نیاز کا تیل کسی مزار پر چڑھاتے ہیں۔ یا شیخ جیلان کے نام کا قطب کی سمت چلاتے ہیں۔ یہ نذر نیاز بھی حرام ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے ردالمحتار کو پڑھا ہی نہیں۔ پڑھنا تو کُجا دیکھا ہی نہیں۔ اگر پڑھا ہوتا تو کبھی بھی ایسا نہ لکھتے۔ ردالمحتار کی عبارت پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ونذر الزیت والشمع للاولیاء یُوقد عند قبورھم تعظیماً لھم ومحبۃ فیھم جائز ایضاً لا ینبغی النھی عنہ — اور تیل اور شمع کی نذر ماننا اولیاء اللہ کے لئے کہ چراغ روشن کئے جائیں ان کی قبروں کے نزدیک ان کی تعظیم اور محبت کے لئے تو یہ بھی جائز ہے۔ اس سے منع کرنا بھی مناسب نہیں۔

قارئین کرام:۔ ردالمحتار میں حرام لکھا ہے یا کہ جائز لکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مولوی فضل الرحمٰن نے لکھا ہے۔

مولانا عبدالحی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔ والنذر لغیر اللہ حرام

و یحرم المنذور لغیر اللہ فتاوی عبدالحی صاحب غیر اللہ کی نذر نیاز حرام ہے۔
اور جو چیز غیر اللہ کے نام پر نذر مانی جائے وہ بھی حرام ہے۔ جب غیر اللہ کی نذر و نیاز درست نہیں ہے تو پیر صاحب کے نام گیارہویں کیسے جائز ہوگی۔

قارئین کرام! اب مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے فتاوی کی عبارات اور فتوے درج کئے جاتے ہیں تاکہ مولوی فضل الرحمن صاحب اور ان کے ہم مسلک اہلحدیث اور ان کے بڑے بھائی دیوبندی حضرات کو معلوم ہو جائے کہ ان کا نظریہ اور عقیدہ غلط ہے۔ بلکہ اہل سنت و جماعت حضرات جو گیارہویں شریف کو جائز اور حلال قرار دیتے ہیں وہ درست ہیں۔

فتاوی عبدالحی سے چند فتوے

سوال:۔ گاؤ سید احمد کبیر۔ بز شیخ سدو و امثال آں حلال است یا حرام؟

جواب:۔ اگر تقرب خداوند تعالی و جان کشی برائے او ایصال ثواب بکسے منظور باشد حلال است۔ (فتاوی عبدالحی ص۱۰۴ جلد ۳ مطبوعہ لکھنؤ)

ناظرین کرام:۔ مولانا عبدالحی لکھنوی صاحب جن کو مولوی فضل الرحمن صاحب نے اپنا معاون اور مددگار سمجھا تھا۔ اور جن کو انہوں نے دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان کا یہ فتوی بغور مطالعہ فرمائیں تو ان کے سارے رسالہ کا جواب ہے۔ کیونکہ انہوں نے سید احمد کبیر کی گائے۔ شیخ سدو کا بکرا۔ پیر صاحب کا دُنبہ وغیرہ سب کو جائز قرار دیا ہے۔ اور مولوی فضل الرحمن صاحب حرام کہہ رہے ہیں۔ اب بھی اگر مولوی فضل الرحمن صاحب کو عبرت اور نصیحت حاصل نہ ہو تو پھر ان کی ہٹ دھرمی اور ناعاقبت اندیشی پر مولانا عبدالحی صاحب کا ایک اور فتوے ملاحظہ ہو۔ سائل سوال کرتا ہے کہ۔

بُت اور بھوانی وغیرہ کے نام جو مشرکین جانور چھوڑ دیتے ہیں۔ اس جانور کو اگر کسی مُسلم نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا تو وُہ جانور حلال ہوا یا نہیں؟

مولانا جواب میں فرماتے ہیں کہ
اگر مسلم باجازت مالک آں بنام تبارک و تعالی ذبح نماید حلال است۔
(فتاوی عبدالحی ص۱۰۴ ج ۲)

مولوی فضل الرحمن اور دیگر وہابی دیوبندیوں کو غور کرنا چاہیے کہ جب بھوانی کے نام پر چھوڑا ہوا جانور مالک کی اجازت سے مسلمان بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے تو وہ جانور حلال ہے۔ تو پیر صاحب کا دُنبہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جاتا ہے وُہ کیسے حرام ہوگا۔ معلوم ہوا کہ مولوی فضل الرحمان اور ان کے ساتھی وہابی دیوبندی جو کہ حرام حرام کی رٹ لگاتے ہیں۔ وہ شریعت مطہرہ کے باغی ہیں۔ اور علماء اسلام سے علیحدہ ہی انہوں نے نئے دین اور شریعت کی بنیاد رکھی ہے۔ اور بدعتی ہیں۔

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوی میں تحریر فرمایا ہے۔

وَمِنْ ھٰھُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَۃَ الْمَنْذُوْرَۃَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَمَا ھُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ لِاَنَّہٗ لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ غَیْرِ اللّٰہِ عَلَیْھَا وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ کَانُوْا یَنْذُرُوْنَھَا لَہٗ۔
(فتاوی عبدالحی ص۱۰۵ جلد ۳)

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کے لیے مانی جائے جیسا ہمارے زمانہ میں رسم ہے، حلال و طیب ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا، گو ان کے لیے نذر کرتے ہوں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی کے فتاوی میں ہی ہے۔ کہ

سوال:۔ برائے فاتحہ حضرت شاہ بوعلی قلندرؒ فی را خاص کردہ اند ھمچنیں برائے دیگرے دیگر پس در وصول ثواب تخصیص طعام معین است کہ بدوں آں ثواب میرسد یانہ۔

جواب:۔ در ایصال و وصول ثواب تخصیص طعام معین نیست ثواب

ہر چیزے کہ للہ دادہ می شود آمد و بہر کسے کہ رسانند میرسد۔

(فتاوٰی عبدالحی ص۲ جلد ۳)

قارئین کرام :۔ علامہ عبدالحی لکھنوی نے جو ثواب ہر چیزے کہ للہ دادہ مے شود جو تحریر فرمایا ہے۔ اُس میں گیارہویں کے چاول اور پیر صاحب کا ذبیحہ بھی آگیا۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب اور ان کے ساتھیوں کو تھوڑی سی بھی غیرت ہو تو ڈوب مریں۔ جن کو اپنا وکیل بنایا ہے۔ وہی ان کے نظریہ کے خلاف جا رہا ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی کے فتاوٰی میں ہے۔

سوال :۔ مقرر کردن روز عرس بعد سالے درست ستا یا نہ ؟

جواب :۔ در تفسیر مظہری غیر جائز نوشتہ و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ از شیخ خود نقل می سازند کہ فرمود ایں عرس ور زبانِ سلف نبود از مستحسنات متاخرین ست کذا فی ماثبت بالسنۃ و شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی در بعض مکاتیب خود تحریر میفرمایند و تعین روز عرس برائے آنست کہ آں روز مذکر انتقال ایشاں مے باشد از دَارُ الْعَمَلِ بِدَارِ الثَّوَابِ والّا ہر روز کہ ایں واقعہ معتود موجب فلاح و نجات است اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاتِیْ قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ یَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ اِنْتَهٰی۔

(فتاوٰی عبدالحی ص ۶۸۔۶۹ جلد سوم مطبوعہ لکھنؤ)

ناظرین کرام :۔ مولانا عبدالحی لکھنوی نے عرس مبارک کے لئے دن مقرر کرنے اور اس عمل کو مستحسن اور فلاح و نجات کا سبب بتایا ہے۔ اور سنتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب رسالہ کے صفحہ ۲۰ پر خلاصہ مطلب کی سُرخی دے کر لکھتے ہیں کہ۔

اگر یہ نیت ایصالِ ثواب ہو تو خالصۃً لوجہ اللہ تین شرطوں سے بالاتفاق جائز ہے۔ شرطیں یہ ہیں۔ اوّل عدم تخصیص طعام۔ دوم عدم تعین تاریخ۔ سوم بدوں نام گیارہویں پیر وغیرہ یہ سب نام اہل بدعت و شرک کا لکھا ہوا ہے۔ پس یہ جاہل نہ تو نام گیارہویں پیر وغیرہ زائل کریں گے اور نہ تخصیص طعام و تاریخ بدلیں گے۔ وہ بحکم قرآن و حدیث شریف و فقہ شرک اور حرام ہی رہے گی۔

قارئین کرام :۔ یہ تینوں شرطیں وہابیوں کے بیاہ شادی اور تقریبات کے موقعہ پر بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً (۱) تخصیص طعام۔ مُرغا۔ چاول پلاؤ زردہ وغیرہم۔ (۲) تعین تاریخ۔ شادی کے لئے دن بھی وہابی مقرر کرتے ہیں۔ (۳) بدوں نام جس لڑکے کی شادی ہو اُس کا نام۔ یا کسی کے اعزاز میں دعوت۔ دعوتی کارڈ شائع کرتے ہیں۔ اُس کے اوپر لڑکے۔ لڑکی کا نام بھی ہوتا ہے۔ فلاں کی شادی کے سلسلہ میں دعوت ہے۔ اور پکانے والے کو کئی دن پہلے سارا پروگرام دے دیتے ہیں کہ یہ کچھ پکانا ہے۔ تخصیص طعام یہ سب کچھ ہوتا ہے۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے فتوے کے مطابق سب شرک اور حرام ہے۔ تو سارے وہابی دیوبندی ان کے فتوے کے مطابق شادیوں پر حرام کھاتے ہیں۔ اور شرک کرتے ہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مولوی فضل الرحمان صاحب ! ماہ رمضان شریف میں آپ نماز تراویح اپنے استاذ کی جامع مسجد ابراہیمی میں ادا کرتے ہیں۔ وہاں ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں طاق راتوں میں جو دیگیں وغیرہ پکتی ہیں۔ یہ راتوں کا تعین اور یہ پروگرام کہ فلاں رات یہ طعام ہوگا۔ فلاں رات کو چائے ہو گی اس میں تعین تاریخ بھی

آگئی۔ اور تعین طعام و شرب بھی آگیا پھر آپ اپنے ہی فتوے کے مطابق خود اور اپنے وہابیوں کو حرام ہی کھلاتے ہیں۔ اور شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ا پر لکھا ہے کہ "یہ مسئلہ جو کہ بڑا اہم اور ضروری ہے جس پر ایک مسلمان کے پکا سچا ہونے کا دار و مدار ہے، جس کو ہم بنیادی عقیدہ کہتے ہیں۔ بلکہ مسلمان اور مشرک میں، مابہ الامتیاز مسئلہ ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے جس کو قرآن مجید نے بڑی وضاحت سے چار جگہ بیان فرمایا ہے۔ دوسرا پارہ، چھٹا پارہ، آٹھواں پارہ، چودھواں پارہ۔ فرمایا وَمَآ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ اور ایسے جانور کو جو (تقرب) غیر اللہ کے نامزد کیا گیا ہو، شروع آیت اس طرح حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ.... الخ خدا نے جن چیزوں کو حرام تا قیامت کیا ہے اُن کا ذکر کر کے اس چیز کو بھی اسی طرح حرام قرار دیا۔ جس کو غیر خدا کے نام بہ نیت اور ارادہ سے نامزد کیا جائے۔ خدا نے اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے بہت سی جگہوں پر بیان فرمایا تا کہ مسلمان لوگ مشرک نہ بن جائیں"۔

قارئینِ کرام! ماسٹر صاحب نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے کہ اللہ کریم نے اس مسئلہ کو چار جگہ بیان فرمایا ہے، اور پاروں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ اب ہم انہیں چار جگہوں کی تفسیر اُس مفسر کی تفسیر سے پیش کرتے ہیں جو بالاتفاق علی الاطلاق سید المفسرین ہیں اور صحابیٔ رسول بھی ہیں، جن کا اسم شریف عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما ہے۔

اب سید المفسرین کی تفسیر اور وہابی نجدی ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب کی تفسیر ملاحظہ فرما کر خود اندازہ فرمائیں کہ بزعم خود مسلمانوں کے اتنے ہمدرد اور خیر خواہ بننے والے حقیقتاً اسلام کے کتنے دشمن اور شریعت محمدیہ کے کتنے باغی ہیں۔ سید المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کے بعد اکابر مستند مفسرین علیہم الرحمۃ کی کتب تفاسیر بلکہ دیوبندی اور وہابی اکابر کی بھی کتب تفاسیر سے اس آیت وَمَآ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کی تفسیر درج کرتے ہیں۔

مسلمہ اکابر مفسرین سے وَمَآ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کی تفسیر

① تفسیر تنویر المقیاس

وَمَآ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ مَا ذُبِحَ لِغَیْرِ اسْمِ اللّٰہِ عَمَدًا لِلْاَصْنَامِ۔ (پ ۲ رکوع ۵)

اور جو اللہ تعالےٰ کے نام کے سوا بتوں کے لیے عمداً ذبح کیا جائے۔

(تفسیر ابن عباس ص ۱۸ مطبوعہ مصر)

وَمَآ اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وَمَا ذُبِحَ لِغَیْرِ اسْمِ اللّٰہِ مُتَعَمِّدًا

(پ ۶ ع ۵۔ تفسیر ابن عباس ص ۸۷ مطبوعہ مصر)

اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ذُبِحَ لِغَیْرِ اسْمِ اللّٰہِ عَمَدًا۔

(پ ۸ ع ۵، تفسیر ابن عباس ص ۹۷)

وَمَآ اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وَمَا ذُبِحَ لِغَیْرِ اسْمِ اللّٰہِ عَمَدًا اَوِ الْاَصْنَامِ (پ ۱۴ ع ۲۱، تفسیر ابن عباس ص ۱۷۵)

② تفسیر خازن

امام علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

وَمَآ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یَعْنِیْ وَمَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِیْتِ۔ یعنی جو بتوں اور طاغوتوں کیلئے ذبح کیا جائے۔

(پ ۲ ع ۵ تفسیر خازن ص ۱۴۰ جلد اوّل مطبوعہ مصر)

اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ یَعْنِیْ مَا ذُبِحَ عَلٰی غَیْرِ اسْمِ اللّٰہِ۔

یعنی جو اللہ کے نام کے علاوہ کسی اور نام پر ذبح کیا جائے۔

(پ ۶ ع ۵ تفسیر خازن جلد ۲ ص ۹۴ مطبوعہ مصر)

وَمَآ اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ یَعْنِیْ مَا ذُکِرَ عَلٰی ذِبْحِہٖ غَیْرُ اسْمِ اللّٰہِ وَذٰلِکَ اَنَّ الْعَرَبَ فِی الْجَاہِلِیَّۃِ کَانُوْا یَذْکُرُوْنَ اَسْمَآءَ اَصْنَامِہِمْ

وَمَآ اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔ وہ جانور جس کے ذبح کرنے پر غیر اللہ کا نام لیا جائے اور وہ یہ ہے کہ عرب جاہلیت میں ذبح کرنے کے وقت اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے پس اللہ

عِنْدَ الذَّبْحِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ۔

نے اس آیت سے اس کو حرام کر دیا۔

(تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)

③ تفسیر روح المعانی

امام محمد آلوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :-

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَىْ بِذَبْحِهٖ الصَّوْتُ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یعنی ذبح کرتے وقت غیر اللہ کے لیے آواز بلند کرنا۔

(پ ۲ ع ۵ تفسیر روح المعانی صفحہ ۴۲ جلد ۲ مطبوعہ بیروت)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَىْ رُفِعَ الصَّوْتُ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى عِنْدَ ذِبْحِهٖ وَالْمُرَادُ بِالْاِهْلَالِ هُنَا ذِكْرُ مَا يُذْبَحُ لَهٗ كَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ یعنی ذبح کرنے کے وقت غیر اللہ کے لیے آواز بلند کرنا۔ اہلال سے یہاں مراد ذبح کے وقت اس چیز کا ذکر کرنا جس کے لیے وہ ذبح کیا گیا ہے جیسے لات اور عزیٰ۔

(پ ۶ ع ۵ ، تفسیر روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۵۶ مطبوعہ بیروت)

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُرَادُ الذَّبْحُ عَلٰى اِسْمِ الْاَصْنَامِ۔

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے بتوں کے نام پر ذبح کرنا مراد ہے۔

(پ ۸ ع ۵ تفسیر روح المعانی صفحہ ۴۴ جزء ۸ مطبوعہ بیروت)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ دَاخِلٌ فِيْمَا وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ جو بت کے نام پر ذبح کیا گیا ہو وہ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہے۔

(پ ۱۴ ع ۲۱ تفسیر روح المعانی صفحہ ۲۴۶ جزء ۱۴ مطبوعہ بیروت)

④ تفسیر ابن جریر

امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يَعْنِىْ بِهٖ وَمَا ذُبِحَ لِلْاٰلِهَةِ وَالْاَوْثَانِ يُسَمّٰى عَلَيْهِ بِغَيْرِ اِسْمِهٖ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اور جو ذبح کیا گیا ہو اُن کے معبودان باطلہ اور بتوں کے لیے اور اُس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہیں لیا گیا غیر کے نام سے ذبح ہُوا۔

(پ ۲ ع ۵ تفسیر ابن جریر صفحہ ۴۸ جلد ۲ مطبوعہ مصر)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَمَا ذُبِحَ لِلْاٰلِهَةِ لِلْاَوْثَانِ يُسَمّٰى عَلَيْهِ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ اور جو معبودانِ باطلہ اور بتوں کے لیے ذبح کیا گیا اور اُس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا۔

(پ ۶ ع ۵ تفسیر ابن جریر طبری صفحہ ۳۸ جلد ۶)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ مَا ذُبِحَ لِلْاَنْصَابِ يُسَمّٰى عَلَيْهِ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا اور ذبح کے وقت اس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا

(پ ۱۴ ع ۲۱ تفسیر ابن جریر صفحہ ۱۱۸ جلد ۱۴)

⑤ تفسیر مدارک

امام عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اَىْ ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ فَذُكِرَ عَلَيْهِ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ وَاَصْلُ الْاِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ اَىْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ لِلصَّنَمِ وَذٰلِكَ قَوْلُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یعنی جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا اس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا گیا اور اصل میں اہلال آواز بلند کرنا ہے یعنی اس کے ساتھ بت کے لیے آواز بلند کی گئی اور یہ اہل جاہلیت کی بات ہے کہ ذبح کے وقت کہتے لات کے نام سے اور عزیٰ کے نام سے۔

(پ ۲ ع ۵ تفسیر مدارک صفحہ مطبوعہ بیروت)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَىْ رُفِعَ الصَّوْتُ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى عِنْدَ ذِبْحِهٖ۔ (پ ۶ ع ۵ تفسیر مدارک مطبوعہ بیروت)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ یعنی غیر اللہ کے لیے آواز کو بلند کرنا اور وہ (کفار) ذبح کرتے وقت کہتے کہ لات اور عزیٰ کے نام سے ذبح کرتے ہیں۔

أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ رُفِعَ الصَّوْتُ ذِبْحِهٖ بِاِسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ وَسُمِّیَ بِالْفِسْقِ

أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یعنی ذبح کے وقت غیر اللہ کے لیے آواز بلند کرنا اور اسی کا نام فسق ہے۔

(پ ۲ ع ۵ تفسیر مدارک صفحہ ۔)

⑥ تفسیر معالم التنزیل

امام ابو محمد الحسین بغوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيْتِ وَاَصْلُ الْاِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا اِذَا ذَبَحُوْا لِاٰلِهَتِهِمْ يَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ بِذِكْرِهَا۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ یعنی جو بتوں اور طاغوتوں کے لیے ذبح ہوا اور اصل میں اہلال آواز بلند کرنا ہے اور کفار کا معمول تھا جب جانور ذبح کرتے تو اپنے معبودانِ باطلہ کی شان ظاہر کرنے کو انہی کے نام کے ساتھ ذبح کرتے تھے۔

(تفسیر معالم التنزیل جلد ۱ ص ۱۴۰ برحاشیہ خازن مطبوعہ مصر)

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ مَا ذُكِرَ عَلٰى ذِبْحِهٖ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ یعنی ذبح کے وقت جس پر اللہ کے علاوہ نام ذکر کیا جائے۔

(پ ۶، ع ۵ تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ ص ۶ برحاشیہ خازن مطبوعہ مصر)

أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَهُوَ مَا ذُبِحَ عَلٰى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ۔

(پ ۶، ع ۵ تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ ص ۶ برحاشیہ خازن مطبوعہ مصر)

⑦ تفسیر ابو السعود

امام ابو السعود علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذِبْحِهٖ لِلصَّنَمِ۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۔ یعنی وہ چیز وہ چیز جس کو بت کے لیے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔

(پ ۲ ع ۵ تفسیر ابو السعود جلد ۲ ص ۲۹ برحاشیہ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر)

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ رَفْعُ الصَّوْتِ لِغَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ ذِبْحِهٖ لِقَوْلِهِمْ بِاِسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى۔

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ یعنی غیر اللہ کے لیے ذبح کرتے وقت آواز کو بلند کرنا جیسا کہ کفار باسم اللات والعزیٰ کہتے۔

(پ ۲، ع ۵ تفسیر ابو السعود، جلد ۱ ص ۶ برحاشیہ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر)

أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِ الْاَصْنَامِ

أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ یعنی بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا۔

(پ ۶، ع ۵ تفسیر ابو السعود جلد ۱ ص ۲۵۱ برحاشیہ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر)

⑧ تفسیر کبیر

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

فَمَعْنٰى قَوْلِهٖ وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَعْنِیْ مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَهُوَ قَوْلُ مُجَاهِدٍ وَالضَّحَّاكِ وَقَتَادَةَ وَقَالَ رَبِيْعُ بْنُ اَنَسٍ وَابْنُ زَيْدٍ يَعْنِیْ مَا ذُكِرَ عَلَيْهِ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ وَهٰذَا الْقَوْلُ اَوْلٰى لِاَنَّهٗ اَشَدُّ مُطَابَقَةً لِلَّفْظِ۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنٰی یہ ہیں کہ جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا ہو۔ یہ قول مجاہد، ضحاک اور قتادہ کا ہے۔ ربیع بن انس اور ابن زید نے کہا یعنی وہ جس پر غیر نام خدا ذکر کیا گیا ہو اور یہ قول اولیٰ ہے کیونکہ اس میں مطابقت لفظی زیادہ ہے۔

(تفسیر کبیر ص ۸۴، ۸۵ جلد ۲ مطبوعہ مصر)

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ هُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں اس کے قول سے مراد جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۹۰ مطبوعہ مصر)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نصب کے متعلق فرماتے ہیں:۔

اَلنُّصُبُ هِیَ الْاَوْثَانُ۔

نصب بتوں کو کہا جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر صفحہ ۳۶۶ جلد ۳ مطبوعہ مصر)

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الذَّبْحُ عَلٰى اِسْمِ الْاَوْثَانِ۔

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یہی ہے کہ وہ جو بتوں کے نام سے ذبح کیا جائے۔

(تفسیر کبیر ص ۳۶۶ جلد ۳ مطبوعہ مصر)

⑨ تفسیر جلالین

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهٖ تَعَالٰی وَالْاِهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَ كَانُوْا يَرْفَعُوْنَهٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاٰلِهَتِهِمْ۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یعنی جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا، اور اہلال کے معنی آواز بلند کرنا ہیں اور مشرکین اپنے معبودوں کے لیے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کرتے تھے۔

(پ ۲ ع ۵ تفسیر جلالین ص ۲۴)

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ بِاَنْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهٖ۔

(تفسیر جلالین صفحہ ۹۴)

أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهٖ۔ (تفسیر جلالین ص ۱۲۷)

⑩ تفسیر قرطبی

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ ذُكِرَ عَلَيْهِ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَهِیَ ذَبِيْحَةُ الْمَجُوْسِیِّ وَالْوَثَنِیِّ يُذْبَحُ لِلْوَثَنِ وَالْمَجُوْسِیُّ لِلنَّارِ وَالْمُعَطِّلُ لَا يَعْتَقِدُ شَيْئًا فَيُذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ مَا ذَبَحَ الْمَجُوْسِیُّ لِنَارِهٖ وَالْوَثَنِیُّ لِوَثَنِهٖ لَا يُؤْكَلُ وَلَا تُؤْكَلُ ذَبِيْحَتُهُمَا۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یعنی جس پر اللہ تعالےٰ کے نام کے علاوہ ذکر کیا جائے اور وہ مجوسی کا اور بت پرست کا ذبح کیا ہوا ہے کیونکہ بت پرست ذبح کرتے ہیں بتوں کے لیے اور مجوسی ذبح کرتے ہیں آگ کے لیے، اور معطل کسی چیز کا اعتقاد نہیں رکھتے وہ ذبح کرتے ہیں اپنے لیے اور علماء کا اس معاملہ میں کوئی اختلاف نہیں جو مجوسی آگ کے لیے اور بت پرست بت کے لیے ذبح کرے نہ کھایا جائے اور نہ کھلایا جائے ان دونوں کا ذبیحہ۔

(تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۲۲۳ مطبوعہ بیروت)

⑪ تفسیر روح البیان

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ وَحَرَّمَ مَا رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذِبْحِهٖ لِلصَّنَمِ وَاَصْلُ الْاِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا اِذَا ذَبَحُوْا لِاٰلِهَتِهِمْ يَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ بِذِكْرِهَا وَيَقُوْلُوْنَ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی وہ حرام ہے جس پر ذبح کرتے وقت بت کی آواز بلند کی جائے اور اصل اہلال کا آواز کو بلند کرنا ہے، اور وہ (کافر) جب اپنے معبودوں کے لیے ذبح کرتے تو وہ اپنی آوازوں کو اُس کے ذکر کے ساتھ بلند کرتے تھے اور کہتے تھے لات کے نام کے ساتھ اور عزیٰ کے نام کے ساتھ۔

(پ ۲، ع ۵ تفسیر روح البیان ص ۲۲۷ جلد ۱ مطبوعہ بیروت)

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ رَفْعُ الصَّوْتِ لِغَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ ذِبْحِهٖ كَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی۔

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یعنی ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کرنا جیسے اُن کا قول ہے لات اور عزیٰ کے نام کے ساتھ۔

(پ ۶، ع ۵، تفسیر روح البیان ص ۳۳۰ جلد ۲ مطبوعہ بیروت)

أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ الْاَصْنَامِ۔

أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یعنی بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا۔

(پ ۸، ع ۵ تفسیر روح البیان صفحہ ۱۱۴ جلد ۳)

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ رَفْعُ الصَّوْتِ لِلصَّنَمِ بِهٖ وَذٰلِكَ قَوْلُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی۔

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یعنی بت کے لیے آواز کو بلند کرنا اور وہ جاہل لوگوں کا قول ہے کہ لات اور عزیٰ کے نام سے ذبح کرنا ہے۔

(پ ۱۴، ع ۲۱ تفسیر روح البیان ص ۹۰ جلد ۵ مطبوعہ بیروت)

⑫ تفسیر بیضاوی

امام عبدالرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذِبْحِهٖ لِلصَّنَمِ۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی وہ چیز جس کو بت کے لیے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔

(پ ۲، ع ۵ تفسیر بیضاوی ص ــــ)

وما أهل لغير الله به أي رفع الصوت لغير الله به كقولهم باسم اللات والعزى عند ذبحه

وما أهل لغير الله به یعنی غیر اللہ کے لیے آواز کو بلند کرنا جیسے وہ (کفار) ذبح کرتے وقت کہتے لات اور عزیٰ کے نام سے ذبح کرتے ہیں۔

(تفسیر بیضاوی صفحہ)

أهل لغير الله به سمى ما ذبح على اسم الصنم فسقا

(تفسیر بیضاوی ص)

⑬ تفسیر درِ منثور

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

وما أهل به لغير الله يعني ما أهل للطواغيت۔

وما أهل به لغير الله۔ یعنی جو جانور بتوں کے لیے بنام غیر اللہ ذبح ہوا ہو۔

(تفسیر درِ منثور ص ۱۶۸ ج ۱ مطبوعہ بیروت)

وما أهل لغير الله به أخرج ابن جرير وابن منذر عن ابن عباس في قوله وما أهل لغير الله به قال ما أهل للطواغيت به۔

وما أهل لغير الله به ابن جریر اور ابن منذر ابن عباس سے وما أهل لغير الله به کے متعلق روایت فرماتے ہیں کہ جو جانور بتوں کے لیے بنام غیر اللہ ذبح ہوا۔

(تفسیر درِ منثور صفحہ ۲۵۶ جلد ۲ مطبوعہ بیروت)

⑭ تفسیر سراج المنیر

امام محمد بن شربینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

وما أهل به لغير الله أي ذبح على اسم غيره والإهلال رفع الصوت وكانوا يرفعونه عند الذبح لآلهتهم

وما أهل به لغير الله یعنی جو اللہ کے غیر کے نام پر ذبح کیا گیا اور اہلال آواز کو بلند کرنا ہے اور (کافر) ذبح کے وقت اپنے معبودوں کے نام کی آواز بلند کرتے تھے۔

(پ۲،ع تفسیر سراج المنیر ص ۱۱۰ مطبوعہ لکھنؤ)

⑮ تفسیر بحر المحیط

امام ابو عبد اللہ محمد بن یوسف اندلسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

وما أهل به الإهلال رفع الصوت أي ذبح لغير الله من الأصنام والطواغيت ومعبود غير الله۔
غير الله۔ قال ابن زيد ما ذبح على النصب وما أهل به لغير الله شيء واحد۔

وما أهل به الإهلال یعنی وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ، بتوں، شیطانوں اور خدا کے سوا معبودوں کی خاطر ذبح کرنے کی آواز بلند کرنا۔
آواز بلند کرنا، ابن زید نے کہا ہے کہ بتوں کے لیے ذبح کیا ہوا جانور اور وما أهل به لغير الله ایک ہی چیز ہے۔

(تفسیر بحر المحیط ص ۴۲۴ جلد ۳ مطبوعہ بیروت)

⑯ تفسیر مظہری

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

وما أهل به لغير الله قال الربيع ابن انس ما ذكر عند ذبحه اسم غير الله۔

وما أهل به لغير الله۔ ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔

(تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۱۵۸ مطبوعہ دہلی)

⑰ تفسیر مراغی

علامہ احمد مصطفٰے مراغی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

وما أهل به لغير الله أي وحرم ما رفع به الصوت عند ذبحه للصنم وغيره مما يعبد من دون الله لأنه من أعمال الوثنية وفيه إشراك واعتماد على غير الله وقد نص الفقهاء على أن كل ما ذكر

وما أهل به لغير الله یعنی اور حرام کیا گیا ہے وہ جس پر ذبح کے وقت بت کا نام لے کر آواز بلند کی گئی ہے، اور اس کے علاوہ جس کی وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کرتا ہے، اس لیے بے شک وہ بت پرستی کے اعمال سے ہے اور اس میں شرک اور غیر اللہ پر اعتماد ہے اور بیشک فقہاء کرام نے بالوضاحت یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ بے شک وہ

عَلَيْهِ اِسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ وَلَوْ مَعَ اِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ مُحَرَّمٌ۔

جانور جس پر ذبح کے وقت اللہ تعالےٰ کا نام لیا جائے اور اللہ کے نام کے ساتھ غیر اللہ کا نام لیا جائے پس وہ حرام ہے۔

(پ۲، تفسیر مراغی جلد ۲ ص۴۹ مطبوعہ بیروت)

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَهُوَ مَا يُتَقَرَّبُ اِلٰى غَيْرِهٖ تَعَبُّدًا وَيُذْكَرُ اِسْمُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ ذَبْحِهٖ۔

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ اور وہ جو عبادت کے ساتھ غیر اللہ کا تقرب حاصل کرتا ہے اور ذبح کے وقت اُسی کا نام لیتا ہے۔

(تفسیر مراغی جلد ۸ ص۵۸ مطبوعہ بیروت)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَيْ مَا ذُبِحَ لِلْاَنْصَابِ فَسُمِّيَ عَلَيْهِ بِغَيْرِ اِسْمِهٖ تَعَالٰى فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ ذَبَائِحِ مَنْ لَا يَحِلُّ اَكْلُ ذَبِيْحَتِهٖ۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یعنی جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا اور اُس کے اوپر غیر اللہ کا نام لیا جائے بے شک وہ اُن ذبائح میں سے ہے جن کا کھانا حلال نہیں کیا گیا۔

(پ۱۴، تفسیر مراغی صفحہ ۱۵۳ جلد ۱۴ مطبوعہ بیروت)

⑱ تفسیر کشاف

اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَيْ رَفْعُ الصَّوْتِ لِلصَّنَمِ وَذٰلِكَ قَوْلُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى۔

اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یعنی بُت کے لیے آواز کو بلند کرنا اور یہ جاہل لوگوں کا طریقہ ہے لات اور عُزّٰی کے نام کے ساتھ ذبح کرنا۔

(پ۲، تفسیر کشاف ص۳۲۹ جلد ۱ مطبوعہ بیروت)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَيْ رَفْعُ الصَّوْتِ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى عِنْدَ ذَبْحِهٖ۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یعنی آواز بلند کرنا غیر اللہ کے واسطے، وہ (کافر) ذبح کے وقت کہتے لات اور عُزّٰی کے نام کے ساتھ ذبح کرتے ہیں۔

(تفسیر کشاف، جلد ۱ صفحہ ۵۹۲)

⑲ تفسیراتِ احمدیہ

علامہ ملا جیون علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:-

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَعْنَاهُ ذُبِحَ بِهٖ لِاِسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ مِثْلُ لَاتٍ وَعُزّٰى وَاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فَاِنْ اَفْرَدَ بِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ اَوْ ذَكَرَ مَعَ اللّٰهِ اِسْمَ اللّٰهِ عَطْفًا بِاَنْ يَقُوْلَ بِاسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ بِالْجَرِّ حَرُمَ الذَّبِيْحَةُ وَاِنْ ذَكَرَ مَعَهٗ مَوْصُوْلًا لَا مَعْطُوْفًا بِاَنْ يَقُوْلَ بِاسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ كُرِهَ وَلَا يَحْرُمُ وَاِنْ ذَكَرَ مَفْصُوْلًا بِاَنْ يَقُوْلَ قَبْلَ التَّسْمِيَةِ وَقَبْلَ اَنْ يُضْجِعَ الذَّبِيْحَةَ وَبَعْدَهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ۔ هٰكَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِاَنَّهٗ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ عَلَيْهَا وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ كَانُوْا يَنْذُرُوْنَهَا لَهٗ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنٰی یہ ہیں کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، مثلاً لات و عُزّٰی وغیرہ بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یا انبیاء علیہم السلام وغیرہم کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، تو اگر تنہا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یا اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ عطف کر کے دوسرے کا نام ذکر کیا اس طرح باسم اللہ و محمد رسول اللہ کہا اور لفظ محمد کے جر یعنی زیر کے ساتھ عطف کرے تو ذبیحہ حرام ہے، اور اگر نام خدا کے ساتھ ملا کر دوسرے کا نام بغیر عطف کے ذکر کیا مثلاً یہ کہا باسم اللہ محمد رسول اللہ تو مکروہ ہے حرام نہیں، اور اگر غیر کا نام جدا ذکر کیا اس طرح کہ بسم اللہ کہنے سے پہلے اور جانور کو لٹانے سے قبل یا اس کے بعد غیر کا نام لیا تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں، ایسا ہی ہدایہ میں ہے، یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء کے لیے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے اسلیے کہ اس پر وقتِ ذبح غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ وہ ان کے لیے نذر کرتے ہوں۔

(تفسیرات احمدیہ ص۴۰ مطبوعہ کلکتہ)

⑳ تفسیر احکام القرآن

مفسّرِ قرآن علامہ جصاص علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:-

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الذَّبِيْحَةُ اِذَا اُهِلَّ بِهَا لِغَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ الذَّبْحِ۔

اس مسئلہ مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے مراد وہی ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

(تفسیر احکام القرآن ص ۱۴۵ و ۱۴۶ جلد ۱)

علامہ جصاص علیہ الرحمۃ نے اپنی اس تفسیر میں اجماع اُمّت پیش فرمایا ہے۔ اب کوئی ماسٹر صاحب سے پوچھے کہ اجماعِ اُمّت کے آپ خود قائل ہیں، جیسا کہ اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۰ پر آپ نے ذکر کیا ہے، اور خود ہی تفسیر وہ کر رہے ہیں جو اجماعِ امت کے خلاف ہے۔ اجماعِ امت کے خلاف کرنا سراسر گمراہی اور ضلالت ہے۔

یاد رہے کہ علامہ جصاص حنفی مفسّر ہیں اور آپ کا انتقال ۳۷۰ھ میں ہوا۔ قریباً سوا دس سو سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین! اہلسنت والجماعت کا مسلک کوئی نیا مسلک نہیں ہے بلکہ پرانا مسلک ہے، جس پر اُمّتِ محمدیہ کے عظیم المرتبت مفسّرین، محدّثین اور محققین عمل پیرا ہیں ؎

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہلِ سنّت پہ لاکھوں سلام

(۲۱) تفسیر ابن کثیر

علامہ عماد الدین ابن کثیر فرماتے ہیں:۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اِسْمِهٖ تَعَالٰى مِنَ الْاَنْصَابِ وَالْاَنْدَادِ وَالْاَزْلَامِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ مِمَّا كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ يَنْحَرُوْنَ لَهٗ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اور وہ جو ذبح کیا جائے غیر اللہ کے لیے انصاب انداد اور ازلام اور ان کی مثل جو جہلاء ذبح کرتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر ص۔۔۔)

تفسیر ابن کثیر کے بعد اب وہابیہ نجدیہ کے نزدیک دوسری مستند تفسیر جو کہ وہابیہ نجدیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کے مدارس میں داخلِ نصاب ہے، اس کا حوالہ پیشِ خدمت ہے۔

(۲۲) تفسیر جامع البیان

علامہ شیخ سید معین الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَا ذُكِرَ اِسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ ذَبْحِهٖ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ جو ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے۔

(تفسیر جامع البیان صفحہ ۲۶)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ لِقَوْلِهٖ عِنْدَ الذَّبْحِ بِسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَالْاِهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ اُن کے قول ذبح کے وقت بِسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى اور اُهِلَّ آواز بلند کرنا ہے۔

(تفسیر جامع البیان ص ۹۳ مطبوعہ دہلی)

(۲۳) تفسیر کمالین

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَعْنِيْ مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَهُوَ قَوْلُ مُجَاهِدٍ وَضَحَّاكٍ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ یعنی جو ذبح کیا جائے بتوں کے لیے اور یہ قول مجاہد اور ضحاک کا ہے۔

(کمالین علی الجلالین ص ۲۲ مطبوعہ دہلی)

(۲۴) تفسیر لباب التاویل

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَعْنِيْ وَمَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيْتِ وَاَصْلُ الْاِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ وَذٰلِكَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ بِذِكْرِ اٰلِهَتِهِمْ اِذَا ذَبَحُوْا لَهَا۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو بتوں اور باطل معبودوں کے لیے ذبح کیا گیا۔ اہلال اصل میں آواز بلند کرنا ہے اور یہ بات یوں ہے کہ مشرکین اپنے معبودوں کے ذکر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے تھے جس وقت کہ ان کے لیے ذبح کرتے تھے۔

(تفسیر لباب التاویل ص ۱۱۵ جلد ۱)

(۲۵) تفسیر حسینی

علامہ معین الدین واعظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ وحرام کرد آنچہ آواز بردارند در وقت ذبح لِغَيْرِ اللّٰهِ برائے غیر خدا بنام بتاں یا باسم پیغمبراں بکشند۔
(تفسیر حسینی فارسی، صفحہ ۲۸ مطبوعہ نولکشور)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وآنچہ آواز برداشتہ باشند یعنی یاد کردہ باشند بر غیر خدائے راز دیک ذبح ومراد ذبیحہ کفار است کہ بنام لات وعزیٰ وغیر آں مے کشتند۔ (تفسیر حسینی فارسی، پ ۶ ص ۱۳۶)

اُهِلَّ آواز برداشتہ شدہ است لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ برائے غیر خدائے بوقت کشتن او یعنی آنچہ بر نام غیر خدائے کشتہ باشند۔ (تفسیر حسینی، پ ۸، ص ۱۹۰)

وَمَا اُهِلَّ وآنچہ آواز برآوردہ شود لِغَيْرِ اللّٰهِ از برائے غیر خدائے بِهٖ بداں در وقت ذبح آں یعنی بنام بتاں بکشند۔ (تفسیر حسینی پ ۱۴ ص ۳۷۹)

(۲۶) تفسیر نیشاپوری

امام محمد بن حسین نیشاپوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَعْنَاهُ رَفْعُ الصَّوْتِ بِهٖ لِلصَّنَمِ وَذٰلِكَ قَوْلُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ، پس اس کا معنی بُت کے لیے آواز بلند کرنا اور اہل جاہلیت کا بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی کہنا ہے۔

(تفسیر نیشاپوری ص ۱۰۲ جلد ۲ برحاشیہ تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر)

(۲۷) مفردات القرآن

امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

قَوْلُهٗ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ مَا ذُكِرَ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ وَهُوَ مَا كَانَ يُذْبَحُ لِاَجْلِ الْاَصْنَامِ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جس پر خدا کے نام کے سوا ذکر کیا جائے اور وہ جو ذبح کیا جائے بتوں کے لیے۔

(مفردات القرآن ص ۵۶۶ مطبوعہ مصر)

(۲۸) امام نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ کی تفسیر

اُمتِ محمدیہ کے عظیم المرتبت محدث علامہ نووی علیہ الرحمۃ شارح مسلم نے بھی صحیح مسلم شریف کی حدیث اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ والی حدیث شریف کے تحت لکھا ہے :۔

قولہٗ تعالیٰ :۔ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ رَفْعُ الصَّوْتِ عِنْدَ ذَبْحِهٖ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنے کے وقت آواز کو غیر اللہ کے ذکر سے بلند کیا۔ (صحیح مسلم شریف جلد اول ص ۳۷۶)

(۲۹) علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ شارح بخاری کی تفسیر

حنفی مذہب کے مقلد

محدث علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ :۔

وَقَالَ مِنْهُ ابْنُ زَيْدٍ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ذُكِرَ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ مِنْ اَسْمَاءِ الْاَوْثَانِ الَّتِیْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهَا وَكَذَا الْمَسِيْحُ وَكُلُّ اِسْمٍ سِوَاهُ عَزَّ وَجَلَّ۔

اور ابن زید نے فرمایا جو نصب پر ذبح کیا جائے دونوں ایک ہی چیز ہیں اور وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا معنی یہ ہے کہ جو اللہ کے نام کے بغیر ان بتوں کا نام لے کر ذبح کیا جائے جن کی وہ لوگ عبادت کرتے تھے، ایسے مسیح علیہ السلام کا نام یا جو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا نام لے کر ذبح کیا جائے حرام ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری صفحہ ۱۲۴ جلد ۲۱ مطبوعہ بیروت)

(۳۰) تفسیر مواہب الرحمٰن

علامہ سید امیر علی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ اور جس چیز کے ساتھ غیر اللہ کا نام پکارا جائے، یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے ذبح کیا گیا اور نام پکارا۔ اس واسطے فرمایا کہ بت پرست بتوں کے نام سے پکارتے اور ذبح کرنے کے وقت بتوں کا نام لیتے۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن، سورۃ البقرہ)

أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ غیر خدا کے واسطے اس کا اھلال کیا گیا ہو، یعنی غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن ص۱۲۶)

(۳۱) تفسیر فتح البیان

غیر مقلدین وہابی حضرات کے مجتہد نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی عربی تفسیر فتح البیان میں تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ :۔

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَعْنِي مَا ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيْتِ وَ صَحِيْحٌ فِي الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔	وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو صنام اور طاغوتوں کے لئے ذبح کیا جائے اور درست یہ ہے غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا۔

(تفسیر فتح البیان عربی، جلد ۱ ص۲۲۲)

ماسٹر صاحب کے فرقہ کے اکابر کے نزدیک نہایت ہی معتبر شخصیت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بھی اس آیت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا۔ چاروں مقامات پر جو ترجمہ کیا ہے وہ پڑھیئے :۔

(۳۲) شاہ ولی اللہ دہلوی

(۱) وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح بغیر خدا۔ (پ۲)

(۲) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود (پ۶)

(۳) أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ برائے غیر خدا آواز بلند کردہ شد وقت ذبح او۔ (پ۸)

(۴) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ وآنچہ ذکر کردہ بنا غیر خدا بر ذبح وے۔ (پ۱۴)

(۳۳) مصفّٰی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے موطا امام مالک کی شرح مصفّٰی میں بھی اس آیۃ شریفہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے :۔

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ أَيْ ذُكِرَ اِسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ ذَبْحِهٖ۔	وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یعنی ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لینا۔

(مصفّٰی شرح موطا جلد ۲ ص۳۰ مطبوعہ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جن کو غیر مقلدین وہابی حضرات کے سردار

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اہلحدیث حضرات کا استاذِ اعلیٰ قرار دیا ہے، اس آیہ شریفہ کا فارسی ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔	حرام کردہ شد بر شما خود مُردہ و خون مسفوح و گوشت خوک آنچہ آواز بلند کردہ شد بنام غیر خدا تعالےٰ بر ذبح او۔

(مصفّٰی شرح موطا جلد ۲ ص۳۰)

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ کے ترجمہ میں "آنچہ آواز بلند کردہ شد بنام غیر خدا تعالیٰ بر ذبح او" یعنی وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر خدا تعالےٰ کے نام سے آواز بلند کی جائے، تحریر فرما کر اہلسنت کی تفسیر کو درست قرار دیا ہے۔

ناظرینِ کرام! شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ کے بعد اب اس ترجمہ اور تفسیر کا حوالہ درج کیا جاتا ہے، جس کے متعلق مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے اُستاد مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے "تاریخ اہلحدیث" کے ص۴۱۹ پر تحریر فرمایا ہے :۔

"(شاہ عبد القادر دہلوی) اپنے زمانہ کے جملہ اہل کمال کے حلقہ میں ایسے ممتاز تھے جیسے جھلملاتے تاروں کے حلقہ میں پوری روشنی کا چاند۔ قرآن مجید کے با محاورہ اُردو ترجمہ اور تفسیر مُوضِحُ القرآن کے علاوہ آپ کی کوئی اور تصنیف دستیاب نہیں ہوئی۔ ترجمے اور حواشی میں اختصار، سلاست زبان اور جامعیت ایسی ہے کہ عربی اور اردو زبان کے محاورات جاننے والے عش عش کر اُٹھتے ہیں۔ کسی بزرگ نے سچ کہا ہے کہ اگر قرآن مجید اُردو زبان میں نازل ہوتا تو ان محاورات کے لباس سے آراستہ ہوتا جس کی رعایت شاہ عبد القادر نے برتی ہے۔" (تاریخ اہلحدیث ص۴۱۹)

اہلحدیث حضرات کی معتبر شخصیت نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی تفسیر مُوضِحُ القرآن کو نافع تر است لکھا ہے۔ (المقالۃ الفصیحہ ص۱۱)

(۴۴) مُوضح القرآن

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ "اور وہ جانور حرام ہے تم پر جو آواز اٹھاویں یعنی کہیں اس کو ذبح کرنے کے وقت نام سوائے خدا تعالے کے۔"

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ "اور حرام ہے جو جانور کہ آواز کی گئی ہے وقت ذبح کرنے اس کے واسطے سوائے خدا کے اور پر بُتوں کے ذبح کرتے ہیں۔"

اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ "یا تو ذبح کیا گیا ہو از روئے فسق کے کہ آواز کی گئی ہو وقت ذبح اس کے واسطے سوائے اللہ کے یعنی واسطے بُتوں کے ذبح کیا گیا ہو۔"

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ "اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے سوائے خدا کے اُس کے ذبح کرنے کے وقت یعنی بُتوں کے نام جو ذبح کریں۔"

قارئینِ کرام! جس تفسیر کی تعریف مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے استاذ میر سیالکوٹی فرمائیں، وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی تفسیر پڑھ کر اب تو اُن کو اپنے باطل عقیدہ، فاسد نظریہ سے تائب ہو جانا چاہیئے، اور اہل سنت وجماعت مسلک کی حقانیت کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔

(۴۵) تفسیر قادری

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ "اور حرام کی وہ چیز جس پر ذبح کے وقت آواز بلند کریں لِغَيْرِ اللّٰهِ واسطے غیر خدا کے بُتوں کے نام پر۔" (تفسیر قادری صـ۴۲ جلد اوّل)

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ "اور جو پکارا گیا ہو یعنی نام لیا ہو غیر خدا کا اُسے ذبح کرنے وقت، اس سے کفّار کا ذبیحہ مراد ہے کہ لات وعُزّیٰ وغیرہ کے نام پر ذبح کرتے تھے۔" (تفسیر قادری صـ۲۱۱ جلد اوّل)

اُهِلَّ "پکارا گیا ہے لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ واسطے غیر خدا کے اس کی گردن مارتے وقت، یعنی جس جانور کو غیر خدا کے نام پر قتل کیا ہو۔" (تفسیر قادری صـ۲۹۱ جلد اوّل)

وَمَا اُهِلَّ۔ "اور وہ چیز کہ آواز نکالی جائے لِغَيْرِ اللّٰهِ غیر خدا کے واسطے

بِهٖ ساتھ اس کے ذبح کرتے وقت، یعنی جس جانور کو بُتوں کے نام پر قتل کریں۔" (تفسیر قادری صـ۵۸۴ جلد اوّل)

(۴۶) تفسیر نعمانی

وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ "اور وہ چیز جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جاوے۔" (تفسیر نعمانی صـ۱۴۰ پ)

اب اہلحدیث مسلک کی مقتدر شخصیت (جس نے صحاح ستہ کی تمام کتب کا ترجمہ بھی کیا ہے اور قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا ہے) مولوی وحیدالزمان صاحب نے جو وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی تفسیر کی ہے، پیش کی جاتی ہے:۔

(۴۷) مولوی وحیدالزمان

تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَخْصُوْصٌ بِالْحَيَوَانِ ثُمَّ اخْتَلَفُوْا فَقَالَ الْبَعْضُ اَلْمُرَادُ بِهٖ مَا نُوْدِيَ عَلَيْهِ بِاِسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ ذِبْحِهٖ فَلَوْ ذُكِرَ عَلٰى حَيْوَانٍ اِسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى كَمَا يُقَالُ بَقَرَةُ السَّيِّدِ اَحْمَدَ الْكَبِيْرِ اَوْ تَيْسُ الشَّيْخِ صَدْرِ الدِّيْنِ اَوْ دِيْكُ اَوْجَالَا شَاه ثُمَّ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ حَلَالٌ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مخصوص حیوان کے ساتھ ہے، پھر اس میں اختلاف ہوا اور بعض حضرات نے کہا اس سے مراد ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام اس پر پکارنا ہے، پس اگر حیوان پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے جیسے کہا جاتا ہے کہ سید احمد کبیر کی گائے یا...... شیخ صدرالدین کا مُرغ یا.... پھر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے پس وہ حلال ہے۔

(ہدیۃ المہدی صـ۳۹)

مولوی وحیدالزمان کی اس تحریر سے دُنیائے وہابیت کو عبرت ہونی چاہیئے کہ اہلِ سُنّت وجماعت کا مسلک درست ہے، اور ہمارے علمائے کرام غلطی پر نہیں۔ اور ہدیۃ المہدی وہ کتاب ہے جس کے سرورق پر یہ تحریر درج ہے:۔

مشتمل برعقائد اہلحدیث

ماسٹر فضل الرحمٰن صاحب میں اگر ہمت ہے تو اپنی پوزیشن واضح کریں کہ وہ اہلحدیث

ہیں یا کہ مولوی وحید الزمان صاحب؟ وہ قرآن و حدیث کو صحیح سمجھتے ہیں یا کہ وحید الزمان؟ جو کہ مترجم قرآن مجید ہیں اور صحاح ستہ بھی! ع

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں

مولوی وحید الزمان صاحب کے بعد اب اہلحدیث حضرات کے نواب اور مفسر بلکہ مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی کی تفسیر "ترجمان القرآن" کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

(۳۸) تفسیر ترجمان القرآن

(سورۃ المائدہ) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ اور جو خدا کے سوا کسی کے نام پر ذبح کیا۔

(تفسیر ترجمان القرآن ص۱۴۸)

اہلال لغیر اللہ کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت نام غیر اللہ کا لیا وہ حرام ہے۔

(۳۹) تفسیر تدبر القرآن

مولوی امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں کہ:۔ وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ــــ کسی چیز کو غیر اللہ کے نام سے ذبح کرنا۔ (تفسیر تدبر القرآن ......)

قارئین کرام! اہلسنت وجماعت، دیوبندی، غیر مقلد اہلحدیث اور جماعت اسلامی کے نزدیک جو مسلمہ اور مستند مفسرین ہیں اُن کی کتب تفاسیر کے حوالہ جات کی روشنی میں تفصیلاً اس مسئلہ کی وضاحت درج کی گئی ہے۔ تمام متفقہ تفاسیر نے لکھ دیا کہ وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنیٰ یہی ہیں کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو حرام ہے۔ اور کفار ذبح کے وقت لات، منات، عزیٰ اپنے معبودانِ باطلہ کا نام لے کر ذبح کرتے تھے۔

مستند اکابر مفسرین کی تفاسیر سے یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ مولوی فضل الرحمٰن صاحب اور اُن کے ہم عقیدہ حضرات قرآن مجید کی تفسیر میں تحریف کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ اسلاف کے خلاف ہے۔

اب بھی مولوی فضل الرحمٰن صاحب اور اُن کے ساتھیوں کی تسکینِ قلبی نہ ہو تو پھر مدِ نظر رکھیے: خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى

أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اہلسنت وجماعت کے رئیس المناظرین علامہ محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "مقیاس حنفیت" میں اس مسئلہ کو عام فہم انداز میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

علامہ محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ کا بیان

تمام امتِ محمدیہ کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ ذبح کے وقت اگر غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو حرام ہے، نہ کہ جو مولوی فضل الرحمٰن صاحب اور اُن کے ہم عقیدہ دیوبندی اور غیر مقلدین وہابیوں نے سمجھ لیا ہے، کہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے ذبح کی شرط نہیں یہ غلط ہے۔ کیونکہ کلام کا سیاق وسباق جاندار اور عند الذبح پر ہی دلالت کرتا ہے کیونکہ آیت کا ماقبل میتہ، دم، لحم خنزیر حیوانات سے تعلق رکھتے ہیں، اس واسطے مَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ بھی حیوانات پر ہی منطبق ہو سکتا ہے۔ حیوانات جب تک زندہ ہیں تب تک تو ان کا کھانا ہی حرام ہے، کیونکہ اُن کو کاٹ کر تو کھا ہی نہیں سکتے، ان کو بعد از ذبح باسم اللہ تعالیٰ تو اللہ نے کھانا حلال کیا ہے۔ قبل از ذبح کسی کا نام اس پر پکارنا اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے؟ اگر خدا کا نام قبل از ذبح مؤثر ہے تو بھلا بکرے کو کہہ دیا کہ خدا کے واسطے لیا ہے۔ پھر اُس کی بغیر ذبح کیے ٹانگ کاٹ کر کھالی، دُم کھالی، حالانکہ پھر بھی کھانا حرام ہی ہے۔ جب تک خدا کا نام لے کر ذبح نہ کیا جاوے۔ اس کا کھانا حرام ہی رہے گا۔

اگر زندہ پر غیر کا نام پکارنے سے حرام ہو جاتا ہے تو عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا جانور بھی حرام ہونا چاہیے کیونکہ وہ بھی خدا کے واسطے نہیں خریدا جاتا بلکہ غیر اللہ کے نام سے ہی خریدا جاتا ہے، تو ان پر بھی غیر کا نام پکارا گیا ہے۔ جو آپ کے عقیدہ کے مطابق قصاب سے گوشت مول لینا بھی حرام ہو جائے گا، کیونکہ قصاب نے اللہ کے واسطے نہ خریدا ہے نہ اللہ کے واسطے دیتا ہے، کیونکہ غیر اللہ کا نام لے کر یعنی فروخت کرنے کے واسطے ہی خریدا، فروخت کرنے کے واسطے ذبح کیا، بعد میں پیسوں ہی سے فروخت کیا۔ وہ تو آپ کے نزدیک مَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں ٹھیک داخل ہو گیا۔ کیا پھر قصاب سے حرام لے کر کھاتے ہو، خدارا سوچو! قرآن کریم کو ایسے نہ بگاڑو جس سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہوا اور خدا کے حلال کردہ کو حرام کہہ کر اسلام میں

رخنہ اندازی کر رہے ہو۔

اب نذر کا مسئلہ بھی بالاختصار پیش کرنا ضروری ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

نذر ماننے کا قرآن وسنّت سے ثبوت

نذر اور منّت کو پورا کرنے کا ثبوت قرآن وسنّت کی روشنی میں پیش کیا جاتا ہے،

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا۔ (پ۲۹، ع۱۹)

اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی بُرائی پھیلی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ دُوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ (پ۱۷، ع۱۱)

پھر اپنا میل کچیل اُتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ (پ۳، ع۵)

اور تم جو خرچ کرو یا منّت مانو اللہ کو اس کی خبر ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

قارئینِ کرام! ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نذروں کو پورا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور اب حدیث شریف سے نذروں کو پورا کرنے کا ثبوت پیشِ خدمت ہے:۔

احادیث شریفہ | امام الانبیاء والمرسلین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے نذر کی دو قسمیں ہیں پس جو نذر اللہ تعالیٰ کی طاعت میں ہو تو یہ

فَذٰلِكَ لِلّٰهِ وَفِيْهِ الْوَفَاءُ وَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَذٰلِكَ لِلشَّيْطٰنِ وَلَا وَفَاءَ فِيْهِ وَيُكَفِّرُهٗ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِيْنَ ۝

اللہ کے واسطے ہے اور اس کو پورا کرنا ہے اور جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ہو یہ شیطان کے واسطے ہے اس کو پورا کرنا نہیں ہے، اور نذر ماننے والا کفارہ ادا کرے گا جو قسم کا کفارہ دیا جاتا ہے۔

(نسائی شریف ج۲ ص۱۴۹، کنز العمال ج۸ ص۳۴۱)

ناظرینِ کرام! سرورِ عالم، نورِ مجسم، شفیعِ معظم، خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نذر کی دو قسمیں ارشاد فرمائیں۔ ایک فی طاعۃ اللہ، دوسری فی معصیۃ اللہ۔ جو نذر طاعۃ اللہ میں ہے اس کو پورا کرنے کا حکم فرمایا، اور جو نذر معصیۃ اللہ میں ہے اُس کو پورا نہ کرنے کا حکم ہے۔ اب خود غور کریں کہ قرآن مجید، درود شریف، کھانے کے ثواب کا نذرانہ اولیاء اللہ کی ارواح کو پیش کرنا یہ طاعۃ اللہ ہے یا کہ معصیۃ اللہ! ہر مسلمان یہی کہے گا کہ طاعۃ اللہ ہے۔ اہلسنت وجماعت کا یہی عقیدہ اور نظریہ ہے، اس میں معصیت اور حرام اور ناجائز کون سی بات ہے؟

حدیث شریف نمبر۲ | سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:۔

اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِهٖ عَنْهَا۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کے متعلق فتویٰ پوچھا جو ان کی ماں پر لازم تھی اور وہ نذر کو پورا کرنے سے پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں، تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کی طرف سے نذر کو پورا کرو۔

(صحیح بخاری شریف ج۱ صفحہ ۳۸۱، صحیح مسلم شریف صفحہ ۴۴، ترمذی شریف صفحہ ۱۸۶، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۹، اشعۃ اللمعات فارسی ج۳ صفحہ ۲۱۸، مرقاۃ شریف ج۷ صفحہ ۳۸، مظاہر حق ج۳ صفحہ ۲۲۳، ابوداؤد شریف ج۲ صفحہ ۹۱، عون المعبود ج۳ صفحہ ۲۳۳)

حدیث شریف نمبر۳

اِنَّ امْرَاَۃً اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَضْرِبَ عَلٰی رَأْسِكَ بِالدُّفِّ قَالَ اَوْفِیْ بِنَذْرِكِ قَالَتْ اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَذْبَحَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا مَكَانٌ یَذْبَحُ فِیْهِ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ قَالَ بِصَنَمٍ قَالَتْ لَا قَالَ لِوَثَنٍ قَالَتْ لَا قَالَ اَوْفِیْ بِنَذْرِكِ۔

تحقیق ایک عورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی تو آپ نے ارشاد فرمایا اپنی نذر پوری کرلو، عورت نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی اور وہ جاہلیت کا مذبح ہے، آپ نے فرمایا بت کے واسطے، عرض کیا نہیں، فرمایا وثن کے واسطے، عرض کیا نہیں، فرمایا اپنی نذر کو پوری کر۔

(ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۱۰۹، عون المعبود ج ۳ ص ۲۳۵، مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۸، اشعۃ اللمعات فارسی ج ۳ ص ۲۱۹، مرقاۃ شریف ج ۷ ص ۱۰، مظاہر حق ج ۳ ص ۲۷۷)

حدیث شریف کو بار بار پڑھیے اور اہلسنت وجماعت کے مسلک کی صداقت اور حقانیت کا اقرار کیجیے۔ صحابیہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نذر مانی تھی کہ آپ کے سامنے دف بجاؤں گی پھر دوسری نذر کہ فلاں مقام پر قربانی کروں گی، تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صنم اور وثن کے متعلق پوچھ کر وضاحت فرمادی کہ اگر کہیں کوئی بت ہو تو اس بت کے تھان ذبح کرنا ممنوع ہے اگر بت نہیں تو جگہ معین پر ذبح کرنے کی بھی نذر جائز ہے۔

اب صنم اور وثن کی بھی وضاحت کردی جاتی ہے تاکہ کوئی دین کا ڈاکو سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں کو خراب کرنے کی کوشش نہ کرے۔

صنم اور وثن میں فرق سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:۔

"صنم اس کو کہتے ہیں جو جواہر معدنیہ سے ڈھال کر بنایا جاتا ہے اور

وثن اس کو کہتے ہیں جو پتھر اور لکڑی سے بنایا گیا ہو"

(المصباح المنیر جلد ا صفحہ ۵۲۴)

حدیث شریف نمبر۴ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ:۔

نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَةَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ فِیْهَا وَثَنٌ مِنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِیَّةِ یُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ فِیْهَا عِیْدٌ مِنْ اَعْیَادِهِمْ قَالُوْا لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ۔

ایک صحابی نے مقام بوانہ پر ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر واقعہ عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہاں مشرکوں کے بتوں میں سے کوئی بت ہے جس کی پوجا کی جاتی ہے؟ عرض کیا نہیں پھر فرمایا وہاں کافروں مشرکوں کا کوئی میلا لگتا ہے؟ تو عرض کیا نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۸، ابوداؤد شریف ص ۱۰۹، اشعۃ اللمعات فارسی ج ۳ ص ۲۱۹، مرقاۃ شریف ج ۷ ص ۱۰، مظاہر حق ج ۳ ص ۲۷۷)

ناظرین کرام! حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نذر ماننا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی ولی، بزرگ کے کسی مخصوص مکان یا خانقاہ، درگاہ یا آستانہ پر جاکر اسے ادا کرے، کیونکہ وہاں نہ کوئی بت ہوتا ہے جس کی پوجا ہوتی ہو اور نہ کافروں کا وہاں کوئی میلہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ صحابی رسول کی سنت ہے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے نذر کو پورا کرنے کا حکم فرمایا۔

حدیث شریف نمبر ۵ | علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ شارح بخاری نے عمدۃ القاری میں بھی ایک حدیث درج فرمائی ہے :۔

اِنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَذَرْتُ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ بِمَكَّةَ اَنْ اٰتِيَ الْبَيْتَ فَاُقَبِّلَ اُسْفُلَ الْاُسْكُفَّةِ فَقَالَ قَبِّلْ قَدَمَيْ اُمِّكَ وَقَدْ وَفَيْتَ نَذْرَكَ ۔

بیشک ایک آدمی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا، اُس نے عرض کی میں نے نذر مانی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ مکرمہ کی فتح دی تو میں بیت اللہ کے پاس جاؤں گا اور اس کی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی والدہ کے دونوں پاؤں کو بوسہ دو تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔

(عمدۃ القاری صفحہ ۸۲ جلد ۲۲ مطبوعہ مصر)

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نذر مانا کرتے تھے، اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو نذر پوری کرنے کی اجازت فرماتے تھے۔ مُطلقاً نذر کو حرام کہنے والے ذرا اپنے عقیدے پر غور فرمائیں۔ نیز ثابت ہوا کہ بزرگوں کے پاؤں کو بوسہ دینا جائز ہے اور یہ سجدہ نہیں ہے۔

آخر میں دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث وہابی حضرات کے مجدد مولوی اسمٰعیل صاحب قتیل کی ایک عبارت پیشِ خدمت ہے۔ اگر وہابی دیوبندی علما اس کو بار بار پڑھیں تو کبھی سُنیوں پر حرام کھانے اور کفر کا فتویٰ نہ دیں، عبارت ملاحظہ ہو:۔

مولوی اسمٰعیل قتیل کا ارشاد | پس ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود و ثواب آں بروح کسے از گذشتگان برساند و طریق رسانیدن آں دعاءِ خیر بجناب الٰہیست پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است و در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست ۔۔۔

(ترجمہ) پس ہر وہ عبادت جو مسلمان ادا کرے اور اس کا ثواب کسی گذرے ہوئے

کی روح کو پہنچائے اور اس کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دُعا کرے تو یہ بہت ہی بہتر اور خوب ہے۔ اور رسوم میں فاتحہ پڑھنے، عرس کرنے، مُردوں کی نذر و نیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک و شبہ نہیں ہے۔ (صراطِ مستقیم فارسی صـ۵۵)

مولوی فضل الرحمٰن صاحب اگر سمجھیں تو مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی یہ عبارت ہی اُن کے سارے رسالہ کا جواب ہے۔

ناظرین حضرات! اب مسئلہ گیارہویں شریف کے ہر پہلو پر بالترتیب مستند محدثین، مفسرین، محققین اور متقفہ اسلاف کی کتب کے حوالہ جات کی روشنی میں بالاختصار ثبوت درج کیا جاتا ہے:۔ (وما توفیقی الا باللہ)

گیارہویں شریف کا ثبوت

گیارہویں شریف دراصل سرکار سیدنا غوثِ اعظم، غوث الورٰی، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، شہبازِ لامکانی، قندیلِ نورانی، شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رُوحِ پُرفتوح کو ایصالِ ثواب کرنا ہے، ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآن و سنت میں موجود ہے۔

قرآن حکیم | اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ۔

اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں کہ اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

(پ ۲۸، ع ۴، سورۃ الحشر)

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ

اور وہ فرشتے جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ ۔

اس پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت مانگتے ہیں، اے ہمارے رب تیری رحمت اور علم میں ہر چیز سمائی ہے تو انہیں بخشدے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ چلے ۔

(پ ۲۴، ع ۶ سورۂ مومن)

آیاتِ قرآنی کے بعد اب چند ایک احادیث شریفہ پیشِ خدمت ہیں، جن میں ایصالِ ثواب کا ثبوت اور اس کا فائدہ درج ہے، ملاحظہ ہو:۔

احادیث شریفہ سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ ہم اپنے مُردوں کے لیے دُعائیں اور اُن کی طرف سے صدقات وخیرات اور حج کرتے ہیں، کیا یہ چیزیں اُن کو پہنچتی ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّهٗ یَصِلُ اِلَیْهِمْ وَیَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا یَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالْهَدِیَّةِ

بیشک یہ چیزیں اُن کو پہنچتی ہیں اور وہ اُن سے خوش ہوتے ہیں جیسے کہ تم ایک دُوسرے کے ہدیہ سے خوش ہوتے ہو۔

(مسند امام احمد)

حدیث شریف نمبر۲ ام المؤمنین، مخدومۃ المسلمین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور انہوں نے بوقتِ انتقال کوئی وصیت نہیں فرمائی۔

فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ قَالَ نَعَمْ ۔

پس اگر میں صدقہ اور خیرات کروں تو کیا اُن کو ثواب پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

(مسلم شریف، ج ۱ ص ۲/۳۲، بخاری شریف، ج ۱ ص ۳۸۶/۱۲۰، ابوداؤد شریف ص ۹/۲۲۰)

حدیث شریف نمبر۳ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے امام الانبیاء حضور سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری والدہ فوت ہو گئی ہے۔

اَیَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِیْ مِخْرَفًا فَاُشْهِدُكَ اِنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا ۔

اگر میں اُس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اُس کو نفع پہنچے گا، آپ نے فرمایا ہاں پہنچے گا، اُس نے کہا میرا ایک باغ ہے اور میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اس کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ (ابوداؤد ص ۹ جلد ۲)

{جامع ترمذی جلد ۱ ص ۸۵ کتاب الزکوٰۃ}

حدیث شریف نمبر۴ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا فَیَجْعَلُهَا عَنْ اَبَوَیْهِ فَیَكُوْنُ لَهُمَا اَجْرُهَا وَلَا یَنْتَقِصُ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْئًا ۔

جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو چاہیئے کہ اپنے والدین کو ثواب پہنچائے پس اس صدقہ کا ثواب ان دونوں کیلئے بھی پورا ہوگا اور صدقہ کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

(شرح الصدور ص ۱۲۹ مطبوعہ مصر)

حدیث شریف نمبر۵ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ هٰذِهٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ ۔

اللہ تعالیٰ جنّت میں اپنے صالح بندے کا درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ عرض کرتا ہے کہ اے پروردگار مجھ کو یہ درجہ کیونکر ملا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے کی تیرے لیے دعاءِ مغفرت کی بدولت۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶، اشعۃ اللمعات فارسی ج ۲ ص ۲۴۸/۲۶، مرقاۃ شریف ج ۵ ص ۱۴۵، مسند امام احمد، الادب المفرد ص ۹)

حدیث شریف نمبر ۶ | سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى أَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ إِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ لِلْأَمْوَاتِ الْإِسْتِغْفَارُ لَهُمْ۔

بیشک اللہ تعالیٰ قبر والوں کو دنیا والوں کی دعا کا اتنا بڑا ثواب پہنچاتا ہے جیسے پہاڑ اور زندوں کی طرف سے مُردوں کے لیے بہترین ہدیہ دعاءِ مغفرت ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۶، اشعۃ اللمعات، فارسی، ج ص ۲۴۸/۲۷۰، مرقاۃ شریف ج ۵ ص ۱۲۵)

قرآن وحدیث کی روشنی میں ایصالِ ثواب کا ثبوت آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایصالِ ثواب حضور سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی فرمایا کرتے تھے، اور یہ فرماتے تھے کہ یہ اُمتِ محمدیہ کے لیے ہے، یہ فلاں کی والدہ کے لیے ہے، یعنی اس کا ثواب انہیں پہنچے۔

تو اہل سنت وجماعت حضرات بھی گیارہویں شریف کے ختم شریف میں یہی کہتے ہیں کہ یہ شہنشاہِ بغداد، غوثِ اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی کے لیے ہے، یعنی اس کا ثواب اُن کو پہنچے۔ اب بھی اگر کوئی وہابی، دیوبندی ضد کرے تو یہ اُس کی ہٹ دھرمی اور کمینگی ہے۔

سوال | بعض کم علم وہابی اور دیوبندی سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں کو خراب کرنے کے لیے علی الاعلان کہتے پھرتے ہیں کہ کیا شیخ عبدالقادر جیلانی خود گیارہویں دیتے تھے؟

جواب | شہنشاہِ بغداد، سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایصالِ ثواب کی تلقین اور تعلیم فرمایا کرتے تھے، جیسا کہ "غنیۃ الطالبین" میں ہے:۔

يَقْرَءُ إِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَغَيْرَهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَيُهْدِیْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ

گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد اور کچھ قرآنِ مجید میں سے پڑھ کر اُس کے ثواب کا ہدیہ صاحبِ قبر کو بھیجے۔

(غنیۃ الطالبین ص ۱۰۵ دہلی)

قارئین کرام! مندرجہ بالا ارشادِ مبارک سے عیاں ہے کہ شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی اس پر عمل پیرا تھے۔ گیارہویں شریف بھی تو ایصالِ ثواب کی محفل ہے، جیسا کہ ابتداءً درج کیا گیا ہے۔

اب دیوبندی اور وہابی اکابر کی کتب سے بھی ایصالِ ثواب کے ثبوت پر چند ایک حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔ سب سے پہلے دیوبندی، اہلحدیث اور جماعت اسلامی کے مسلمہ بزرگ مولوی اسمٰعیل دہلوی قتیل کا ارشادِ گرامی پیش کیا جاتا ہے۔

دیوبندی اور غیر مقلدین وہابی اکابر سے ثبوت

مولوی اسمٰعیل دہلوی | "پس ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود و ثواب آں بروح کسے از گذشتگان برساند وطریق رسانیدنِ آں دعاءِ خیر بجناب الٰہی است پس ایں خود البتہ بہتر ومستحسن است و در خوبی ایں قدر امر از امورِ مرسومہ فاتحہا واعراس ونذر ونیاز اموات شک وشبہ نیست۔"

(ترجمہ) پس ہر وہ عبادت جو مسلمان ادا کرے اور اس کا ثواب کسی گذرے ہوئے کی روح کو پہنچائے اور اُس کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دُعا کرے تو یہ بہت ہی بہتر اور خوب ہے اور رسوم میں فاتحہ پڑھنے، عُرس کرنے، مُردوں کی نذر ونیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک وشبہ نہیں ہے۔

(صراطِ مستقیم، فارسی ص ۵۵ مطبوعہ دہلی)

مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:۔

نہ پندارند کہ نفع رسانیدنِ باموات باطعام وفاتحہ خوب نیست چرا ایں

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مُردوں کو طعام اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا خوب نہیں ہے

معنیٰ بہتر وافضل است۔ (کیونکہ یہ بات بہتر اور افضل ہے۔)

"ہر گاہ ایصال نفع بمیت منظور دارد وموقوف بر طعام نگذارد اگر میسّر باشد بہتر است والّا صرف ثواب سورۂ فاتحہ واخلاص بہترین ثواب است۔"

(ترجمہ) یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ مُردوں کو کھانے اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں ہے (یعنی اچھا ہے) جب میت کو نفع پہنچانا مقصود ہو تو کھانے ہی پر موقوف نہ کرنا چاہیئے اگر مُیسّر ہو تو بہتر ہے ورنہ صرف سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کا ثواب بہترین ثواب ہے۔ (صراط مستقیم فارسی ص۶۴)

مولوی فضل الرحمٰن صاحب کو چاہیئے کہ اپنے شیخ الاسلام اور نام نہاد شہید اسمٰعیل دہلوی کے اس فتویٰ کو بار بار پڑھیں، اور اگر واقعی وہ اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جو حق پر قائم ہے، تو پھر حقانیت کا ثبوت دیتے ہوئے ذرا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی پر بھی کفر اور شرک کا فتویٰ صادر فرمائیں۔ لیکن مولوی فضل الرحمٰن صاحب جس مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اُس مسلک کے علماء اور اُن کے بڑے بھائی دیوبندی حضرات کا شیوہ ہے کہ وہ اہلسنت وجماعت پر فتویٰ چسپاں کرنے کے لیے بہت دلیر نظر آتے ہیں مگر حق بیانی کے وقت.......

مولوی یوسف پنجابی

رقمطراز ہیں کہ:۔

"بے شک زندوں کی دُعا مُردوں کے لیے اور ان کا صدقہ دینا ان کے لیے درجات کی بلندی میں نافع ہے۔" (العقیدۃ المحمدیہ ج ۲ ص۵۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی

جو کہ دیوبندی حضرات کے قطب الاقطاب ہیں، اہلحدیث حضرات کے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نزدیک مجدد[1] ہیں، اُن کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو:۔

"احادیث سے نفع پہنچنا محقق ہے اور جمہور صحابہ وائمہ کا یہ مذہب ہے۔"
(تذکرۃ الرشید ص۲۶)

---

[1] اخبار "اہلحدیث" امرتسر ص۱۱ ۲۸ جون ۱۹۱۲ء

مولوی اشرف علی تھانوی

جو دیوبندی حضرات کے حکیم الامت ہیں اور اہلحدیث حضرات کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نزدیک کفر وشرک کی تردید میں اُن کے ہمنوا ہیں[1]، فرماتے ہیں:۔

ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب مُردہ کو یا زندہ کو دے دے جس طرح مُردہ کو ثواب پہنچتا ہے اسی طرح زندہ کو بھی پہنچتا ہے۔ (التذکیر حصہ سوم ص۹۵)

مولوی قاسم نانوتوی

جو دیوبندی حضرات کے قاسم العلوم اور بانیٔ مدرسہ دیوبند ہیں لکھتے ہیں:۔

حضرت جُنید کے کسی مُرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا، آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اُس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا، یہ سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے، اپنے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی، مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اُس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو اس پر آپ نے فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہو گئی۔ (تحذیر الناس ص۳۴ مطبوعہ دیوبند)

نواب صدیق حسن بھوپالی

جو کہ اہلحدیث حضرات کے مجدد، حکیم الامت، شیخ الاسلام ہیں اور مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے اُستاذ مولوی ابراہیم صاحب میر نے جن کو شیخ شیوخنا لکھا ہے، اُن کا ارشاد بھی ملاحظہ ہو جس سے پوری دُنیائے غیر مُقلدین وہابی حضرات کی ناک کٹ گئی ہے، وہ ارشاد یہ ہے:۔

طاؤس نے کہا مُردے اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں سات دن تک، اس لیے سلف دوست رکھتے تھے کہ ان سات دنوں میں ان کی طرف سے کھانا کھلایا جائے۔ رواہ احمد فی الزہد ابو نعیم فی الحلیۃ۔ (بذل الجبات ص۲۹)

---

[1] اخبار "اہلحدیث" امرتسر ص۲ ۳۰ جولائی ١٩٣٤ء

قارئینِ کرام! نواب صاحب کی اس تحریر سے سانتے کا بھی ثبوت واضح ہے۔ دیوبندی اور اہلحدیث وہابی اکابر کی کتب کی تحریروں کی روشنی میں معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب جائز بلکہ مستحسن امر ہے، نیز وہابیوں دیوبندیوں کے مشہور اعتراض کا جواب بھی اس میں موجود ہے، اور وہ سوال یہ ہے:۔

سوال ایصالِ ثواب سے گنہگاروں کو فائدہ پہنچتا ہے، آپ حضرت عبدالقادر جیلانی کو کیوں ایصالِ ثواب کرتے ہیں، وہ تو ولی اللہ اور بزرگ تھے؟

جواب گیارہویں شریف کے ختم شریف کی محفل میں اولیاء اللہ بالخصوص سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کرنے کے ساتھ ساتھ جمیع اُمّتِ محمدیہ کو بھی ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے جس میں گنہگار بھی اور صالحین بھی شامل ہیں، گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور صالحین کو ایصالِ ثواب کرنے سے اُن کے درجات بلند ہوتے ہیں، جیسا کہ العقیدۃ المحمدیہ کے صـ۵۲ـ جلد ۲ کی عبارت سے ثابت ہے۔

مندرجہ بالا احادیثِ شریفہ سے اظہر من الشمس ہے کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان ایصالِ ثواب کرتے تھے، اور سرورِ دو عالم نورِ مجسّم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُن کو اجازت دی تھی۔ اور ایصالِ ثواب کے فوائد اور برکات بھی آپ نے ملاحظہ فرمائے۔

ولی اللہ کے نام کی طرف نسبت گیارہویں شریف میں چیز کی نسبت پر بھی دیوبندی اور وہابیوں کو شدید اعتراض ہے

اب اس کا ثبوت بھی پیشِ خدمت ہے:۔

احادیثِ شریفہ نمبر۱ سیّدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

ے الادب المفرد للبخاری صفحہ ۹، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰۶ میں حدیث شریف بھی درج ہے کہ درجات بلند ہوتے ہیں۔ (فقیر قادری عفرلہٗ)

فرماتے ہیں کہ:۔

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيْدَ الْاَضْحٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ اُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهٗ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھی جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز سے لوٹے تو ایک مینڈھا لایا گیا تو آپ نے اس کو ذبح کیا اور کہا بسم اللہ اللہ اکبر اے اللہ یہ میری طرف سے اور میری اُمّت میں سے اُس کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔

(جامع ترمذی، جلد ۱ صفحہ ۱۸۲، ابوداؤد، جلد ۲ صفحہ ۲۴، مسند امام احمد)

حدیث شریف نمبر۲ حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کو دو قربانیاں کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ دو قربانیاں کیوں فرماتے ہیں، تو ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِيْ اَنْ اُضَحِّيَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّيْ عَنْهُ۔ (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ایک قربانی اُن کی طرف سے کیا کروں لہٰذا ایک اپنی اور ایک اُن کی طرف سے کرتا ہوں۔

حدیث شریف نمبر۳ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا:۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اے اللہ اس کو محمد اور آلِ محمد اور اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبول فرما۔

(مسلم شریف صـ۱۵۶ـ، ابوداؤد شریف ج ۲ صـ۲ـ، مستدرک ج ۳ صـ۵۹۴ـ)

قارئینِ کرام! مندرجہ بالا تینوں احادیث شریفہ کتب صحاح ستہ میں شامل کتب احادیث میں موجود ہیں، جن سے عیاں ہے کہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات مختارِ شش جہات، اصلِ کائنات، احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے

خود بھی جانور کو اپنی اور اپنی آلِ پاک اور اُمت کی طرف منسوب فرمایا ہے، اور سرکار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو بھی اس کا حکم فرمایا۔ اگر جانور کو منسوب کرنا حرام ہوتا تو کبھی بھی سرورِ کون ومکاں، شفیعِ عاصیاں، وسیلۂ بیکساں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسا نہ خود فرماتے اور نہ ہی ایسا کرنے کا حکم فرماتے۔

حدیث شریف نمبر ۴

جلیل المرتبت صحابی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاتم الانبیاء، مالکِ ہر دوسرا، شافع روزِ جزا، رازدارِ رب العلا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَحْبَبْتُ اَنْ تَاْکُلَ مِنْ رُطَبِہٖ وَبُسْرِہٖ وَتَمْرِہٖ وَتَذْنُوْبِہٖ وَلَاَذْبَحَنَّ لَکَ مَعَ ھٰذَا فَقَالَ اِنْ ذَبَحْتَ فَلَا تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ فَاَخَذَ عَنَاقًا اَوْ جَدْیًا فَذَبَحَہٗ۔

یارسول اللہ میری خواہش ہے کہ آپ رطب، بسرہ اور کھجوریں کھائیں اور اس کے ساتھ میں آپ کے لیے ضرور بکری ذبح کروں گا، تو آپ نے فرمایا اگر تو ذبح کرے تو دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا تو انہوں نے بکری کا بچہ نر یا مادہ پکڑا اور اس کو ذبح کیا۔

(طبرانی شریف، جلد ۱ صفحہ ۶۸، مطبوعہ مصر)

حدیث شریف میں صحابی کے الفاظ جو انہوں نے بارگاہ میں عرض کیے لَاَذْبَحَنَّ لَکَ غور طلب ہیں کہ آپ کیلئے ذبح کروں گا۔ اس ذبیحہ کی نسبت رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی ہے۔ اگر ممنوع اور حرام ہوتا تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منع فرمادیتے۔

حدیث شریف نمبر ۵

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَہٗ فَدَخَلَ عَلٰی اِمْرَاَۃٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَذَبَحَتْ لَہٗ شَاۃً۔ (ترمذی شریف ص ج۱)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں باہر نکلا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری عورت کے گھر تشریف لے گئے تو اُس نے آپ کے لیے بکری ذبح کی۔

حدیث شریف نمبر ۶

نبی اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے تو اُس صحابی نے آپ کی خدمت میں کھجوروں کے خوشے پیش کیے۔

فَذَبَحَ لَھُمْ فَاَکَلُوْا مِنَ الشَّاۃِ۔

بس اُس نے ان کے لیے بکری ذبح کی اور انہوں نے اُس میں سے کھایا۔

(مشکوٰۃ شریف صہ ۳۶۸ مطبوعہ دہلی، مسلم شریف صہ)

حدیث شریف نمبر ۷

سیدنا حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ۔

اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو ذُبِحَتْ لَہٗ شَاۃٌ فِیْ اَھْلِہٖ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے لیے اپنے گھر میں بکری ذبح کی۔

(ترمذی شریف)

حدیث شریف نمبر ۸

حضرت اُمِ منذر بنت قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ۔

دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَہٗ عَلِیٌّ وَلَنَا دَوَالٍ مُعَلَّقَۃٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ وَعَلِیٌّ مَعَہٗ یَاْکُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ مَہْ یَا عَلِیُّ فَاِنَّکَ نَاقِہٌ قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَھُمْ سِلْقًا وَّشَعِیْرًا

ہمارے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت علی بھی تھے ہمارے گھر میں کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے ان خوشوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی نے کھانا شروع کیا آپ نے حضرت علی سے فرمایا یا علی تم نہ کھاؤ اس لیے کہ تم کمزور ہو۔ ام منذر کہتی ہیں کہ میں نے اُن کے لیے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مِنْ هٰذَا فَاَصِبْ فَاِنَّهٗ اَوْفَقُ لَكَ ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۳۶۶، جامع ترمذی ص، ابن ماجہ ص)

اور آپ کے ہمراہیوں کے لیے چقندر جو تیار کیے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی اس میں سے کھاؤ اس لیے کہ یہ تمہارے لیے بہت مفید ہے۔

حدیث شریف نمبر ۹

عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کی ماں (یعنی میری ماں) فوت ہو گئی ہے پس کون سا صدقہ بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا پانی پس سعد نے کنواں کھودا اور کہا کہ یہ ام سعد کا کنواں ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۶۹، صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، ابو داؤد شریف، کتاب الزکوٰۃ)

حدیث شریف نمبر ۱۰

حضرت صالح بن درہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حج کے واسطے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں ہمیں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور فرمایا تمہارے شہر بصرہ کے قریب ایک بستی ہے جس کا نام ابلہ ہے، اس میں ایک مسجد عشار ہے، لہٰذا تم میں سے کون میرے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ اس مسجد میں میرے لیے دو یا چار رکعتیں پڑھے۔

وَيَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ اور کہے کہ یہ رکعتیں ابو ہریرہ کے واسطے ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف ص۴۶۸، اشعۃ اللمعات فارسی ج ۴ ص۳۰۳، مرقاۃ شریف ج ۱۰ ص۱۵۹)

حدیث شریف نمبر ۱۱

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ ذَبَحَ لِضَيْفِهٖ ذَبِيْحَةً كَانَتْ فِدَاءَهٗ مِنَ النَّارِ۔

جو اپنے مہمان کے لیے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اس کیلئے دوزخ کی آگ سے فدیہ ہو جائے گا۔

(مستدرک ص ج مطبوعہ حیدر آباد)

قارئینِ کرام! مسئلہ گیارہویں شریف کے ثبوت پر بحث ہو رہی ہے۔ احادیث شریفہ مزید بھی کتبِ احادیث سے درج کی جا سکتی ہیں، مگر گیارہ احادیث شریفہ پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔ ان احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ عہدِ رسالت میں بھی صحابہ کبار علیہم الرضوان جانوروں اور دیگر اشیاء کو سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات اور اپنے مسلمان ساتھیوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ بلکہ بعد از انتقال بھی ایصالِ ثواب کے طور پر بزرگوں کے لیے کسی چیز کو مقرر فرماتے تھے، اور اس امر کی اجازت رسولِ مختار علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے خود ارشاد فرمائی تھی۔ اب بھی اگر کوئی وہابی، دیوبندی[1] کسی وصال یافتہ بزرگ کے لیے کسی چیز کا نامزد کرنا حرام قرار دے تو یہ اُس کی جہالت اور کور باطنی پر دلالت کرتی ہے۔

ولی اللہ کی طرف نسبت کرنے کے بعد تعینِ یوم اور تاریخ کا ثبوت بھی کتبِ احادیث سے پیش کیا جاتا ہے۔

دن مقرر کرنا

اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک تعینِ یوم ضروری نہیں لیکن جائز ضرور ہے اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ محافلِ گیارہویں شریف مختلف مساجد میں مختلف تواریخ پر ہوتی ہیں، ویسے قرآن وسنت کی روشنی میں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے دنوں میں برکتیں رکھی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللهِ (پ۱۳، ع۱۶) اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔

وَاذْكُرُوا اللهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ۔ (پ۲، ع۲۴) اور اللہ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں۔

احادیث شریفہ

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے

---

[1] جیسے مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے نزدیک پیر صاحب کا ذبیحہ کہنا حرام ہے۔

فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ۔

اس دن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا گیا، اسی روز ان کی روح قبض کی گئی، اسی روز صور پھونکا جائیگا، اور اسی روز بیہوشی طاری ہوگی، پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔[1]

(ابو داؤد شریف ص ۱۰۵، ابن ماجہ شریف ص ۷۷، مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱، دارمی شریف ص ۳۰۷، سنن کبریٰ ص ۲۴۸/۳۵)

حدیث شریف نمبر ۲ ام المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ مالکۂ جنت، مخدومۂ دارین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۹، ترمذی شریف ص ۹۳/۱۲۰، نسائی شریف ص ۳۲۸، ابن ماجہ شریف ص ۱۲۵)

---

[1] دیوبندی اور اہلحدیث حضرات کے مجدد ابن قیم نے حدیث شریف نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ أَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ ـــ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیوں کہ وہ حاضری والا دن ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی ایسا آدمی نہیں جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر اس کی آواز مجھے نہ پہنچتی ہے جہاں بھی ہو، ہم نے عرض کیا آپ کے وصال کے بعد بھی، تو آپ نے فرمایا میرے وصال کے بعد بھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کیا ہے۔ (جلاء الافہام ص ۶۳)

حدیث شریف نمبر ۳ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ۔

اعمال پیر اور جمعہ کے روز اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں، مجھے یہ محبوب ہے کہ میرے اعمال جب پیش ہوں تو میں روزہ دار ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۰، ترمذی شریف ص ۹۳ ج ۱)

حدیث شریف نمبر ۴ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:۔

إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔

جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ اگر کسی مسلمان کو معلوم ہو جائے اور اس میں دعا تو قبول ہوتی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۹، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۵۷، مرقاۃ شریف ج ۳ ص ۲۳۳)

حدیث شریف نمبر ۵ سیدنا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ۔[1]

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے اور آپ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری شریف ج ص فتح الباری ج ص عمدۃ القاری ج ص، ارشاد الساری ج ص مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۸ اشعۃ اللمعات فارسی ج ۳ ص ۳۷۱ و مرقاۃ ج ۷ ص ۳۲۶)

---

[1] کنز العمال ج ۳ ص ۴۲ مطبوعہ بیروت پر بھی اسی قسم کی روایت درج ہے۔

حدیث شریف نمبر ۶ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے ابوذر!

إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ۔

اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو مہینہ میں تین دن کے روزے رکھ۔ ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۰، جامع ترمذی صفحہ ۹۵، نسائی شریف صفحہ ۳۲۹ (مصری)

حدیث شریف نمبر ۷ ام المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلُهَا الْاِثْنَيْنُ وَالْخَمِيسُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کروں اور ان روزوں کو پیر سے شروع کروں یا جمعرات سے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۰، ابوداؤد صفحہ ۲۴۴، نسائی صفحہ ۳۲۵) (مطبوعہ مصر)

حدیث شریف نمبر ۸ سید المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے دیکھا تو آپ نے ان سے فرمایا کیا تم اس دن میں بھی روزہ رکھتے ہو، یہ دن کیسا ہے؟ یہودیوں نے عرض کیا یہ بہت بڑا دن ہے یعنی باعظمت دن ہے، اس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا، پس موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر اس دن روزہ رکھا اور ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِمُوسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ اللّٰهِ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے حقدار ہیں، پس آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسرے لوگوں کو بھی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ

روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

(صحیح بخاری صفحہ ۲۶۸ ج ۱، صحیح مسلم صفحہ ۳۵۹ ج ۱، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۰)

حدیث شریف نمبر ۹ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ (بخاری)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے کبھی پیدل اور کبھی سواری پر اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

قارئینِ کرام! چند ایک احادیث درج کی گئی ہیں، کُتب احادیث میں آپ کو کافی تعداد میں احادیثِ شریفہ ملیں گی جن میں تعیین یوم اور تعیین تاریخ موجود ہے، بلکہ حکم مصطفےٰ ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اب بھی اگر مولوی فضل الرحمٰن صاحب اور اُن کے ہم عقیدہ وہابی دیوبندی حضرات اس کو بدعت قرار دیں تو یہ اُن کی ہٹ دھرمی ہے یا جہالت ہے۔ اب غیر مقلدین حضرات جو کہ اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں، اُن کے پیشوا اور مجدد بلکہ شیخ الاسلام نواب صدیق حسن بھوپالی کی کتاب کے حوالہ سے ایک حدیث شریف درج کی جاتی ہے جس میں تعیین یوم واضح ہے۔

حدیث شریف نمبر ۱۰ محمد بن واسع نے کہا مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ موتیٰ جان لیتے ہیں اپنی زیارت کرنے والوں کو جمعہ کے دن اور ایک دن پہلے اس سے اور ایک دن بعد اس کے۔ (رواہ ابن الدنیا والبیہقی فی الشعب)

حدیث شریف نمبر ۱۱ نیز ان دونوں نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ جو کوئی زیارت کرتا ہے کسی قبر کی دن شنبہ کے قبل طلوع آفتاب کے تو مُردہ زائر کو جان لیتا ہے، کہا یہ کس طرح ہوتا ہے، کہا بسبب ہونے روز جمعہ کے۔

(بدل الحیات صفحہ ۴۳)

جمعہ کے روز مُردوں کا آپس میں باتیں کرنا نواب صدیق حسن بھوپالی نے ہی لکھا ہے کہ :-

یافعی کہتے ہیں مذہب اہل سُنّت کا یہ ہے کہ ارواح موتیٰ بعض اوقات میں علّیین یا سجّین سے طرف اپنے اجساد کے اندر قبور کے واپس کیے جاتے ہیں، جبکہ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے، خصوصاً شب جمعہ کو، اور وہ بیٹھ کر باہم بات چیت کرتے ہیں۔ (بذل الحیات صہ۴۲ مُصنفہ نواب صدیق حسن بھوپالی)

فتاویٰ ثنائیہ اہلحدیث مسلک کے فتاویٰ ثنائیہ میں موجود ہے کہ :- جُمعہ کے دن اور جُمعہ کی موت بہت اچھی ہے۔ جامع ترمذی میں عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرے گا اللہ تعالےٰ اُس کو قبر کے فتنہ سے بچائے گا۔ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کی تائید مُتعدّد حدیثوں سے ہوتی ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ صہ۵۲۶ جلد اوّل مطبوعہ بمبئی)

ناظرین! گیارہ احادیث شریفہ گیارہویں والے پیر کی نگاہِ کرم سے درج کر دی ہیں اب بھی اہلحدیث کہلانے والے ضد کریں تو وہ اہل حدیث نہیں بلکہ ....

امرتسر میں ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ امرتسری پر حملہ ہوا، تو پھر اخبار اہلحدیث امرتسر میں اعلان ہوا کہ تمام اہلحدیث ہر سال اس حملہ والی تاریخ پر یہ دن منایا کریں۔

وہابی خود مناظرہ کے لیے دن مقرر کریں، شادی کے لیے دن مقرر کریں، جلسوں اور کانفرنسوں کے لیے دن مقرر کریں، یہ جائز ہے، مگر اہلسنّت وجماعت دن مقرر کریں تو بدعت۔ (یہ کہاں کا انصاف ہے؟)

تعین یوم اور تاریخ کے بعد کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا، اس کا ثبوت درج کیا جاتا ہے، کیونکہ ختم شریف میں کھانا سامنے رکھ کر اس پر قرآنی آیات طیبات پڑھی جاتی ہیں وہابی دیوبندی حضرات اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ اعتراض والی کوئی بات نہیں۔

علماء اہلسنّت وجماعت ان کو کہتے ہیں کہ اختلاف نہ رکھو، چلو اگر کھانا سامنے رکھنا آپ کو پسند نہیں تو پیچھے رکھ کر ہی قرآن خوانی کر لیا کرو، مسلمانوں میں اختلاف کی خلیج وسیع نہ کرو، مگر ان کا مشن صرف اختلاف کی خلیج وسیع کرنا اور اعتراض ہی کرنا ہے اس لیے ان کو یہ مشورہ بھی قبول نہیں۔ چونکہ ان کا اعتراض ہے، اس لیے ثبوت درج کیا جاتا ہے۔

کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا اور دُعا مانگنا

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے :-

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِيْنَ۔

تو کھاؤ اس میں، تم جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔

(پ ، رکوع ۱)

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ أَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ (پ ۷ ع ۲)

اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی، حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے۔

ارشادِ ربّانی سے واضح ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ کی آیات پر ایمان ہے تو وہ کھانا کھاؤ جس پر وہ پڑھی گئی ہیں، اللہ تعالےٰ کا نام لیا گیا ہے۔ گیارہویں شریف یا ختم شریف کے موقع پر جو بھی چیزیں رکھی جاتی ہیں، وہ طیّب وطاہر، حلال رکھی جاتی ہیں، پھر ان پر قرآنی آیات طیّبات پڑھی جاتی ہیں، اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ لہٰذا ارشادِ باری تعالےٰ کے مطابق جن لوگوں کا آیاتِ قرآنی پر ایمان ہے وہ ان چیزوں کو کھائیں گے حرام قرار نہیں دیں گے۔ الحمد للہ ربّ العالمین اہلسنّت وجماعت وہ کھاتے بھی ہیں اور مسلمانوں کو کھلاتے بھی ہیں۔

حدیث شریف نمبر ۱ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، غزوۂ تبوک کے دن بھوک نے لوگوں کو خوب ستایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ:۔

اُدْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ۔

لوگوں سے ان کا بچا کھچا کھانا منگوایئے اور اس کھانے پر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمائیے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا، آپ نے دسترخوان بچھوایا اور فرمایا کسی کے پاس جو کچھ بچا ہوا ہے لے آؤ۔

فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ شَيْءٌ يَسِيرٌ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَاؤُهُ قَالَ فَأَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ۔

تو کوئی شخص ایک مٹھی جوار لانے لگا اور کوئی ایک مٹھی چھوہارے اور کوئی دوسرا روٹی کا ٹکڑا حتیٰ کہ دسترخوان پر تھوڑی سی چیز جمع ہو گئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اس میں سے اپنے برتن بھر لو چنانچہ لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے یہاں تک کہ لشکر میں جو برتن بھی موجود تھا اس کو بھر لیا گیا تھا، پھر کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے اور باقی بچ رہا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، کوئی بندہ اس گواہی کو لے کر اللہ سے نہ ملے گا جب کہ شک نہ کرے پھر وہ جنت سے حجاب میں بھی رہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۸ و مسلم شریف ج ۱ ص ۴۳ و اشعۃ اللمعات فارسی جلد ۴ ص ۵۸۵ و مسند امام احمد ج ۳ ص ۱۱)

قارئینِ کرام! اس حدیث شریف سے کھانا سامنے رکھنا، دسترخوان بچھانا، اور اس پر دعا مانگنا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے۔ اور اس کا مشورہ خلیفہ دوم امیر المومنین سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا تھا۔

حدیث شریف نمبر ۲ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزور سی سنی ہے جس میں بھوک محسوس کرتا ہوں، کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ تو ام سلیم نے کہا ہاں!

فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي وَلَاثَتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ قُومُوا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ۔

تو انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی اوڑھنی لی اور اس میں ان روٹیوں کو لپیٹا اور میرے ہاتھ کے نیچے ان کو چھپا دیا، اور بعض حصہ لپیٹ دیا، پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو میں وہ لے گیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا، آپ کے ساتھ اور لوگ تھے تو میں نے انہیں سلام کیا، تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا کھانا دے کر؟ میں نے کہا ہاں، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس والوں سے فرمایا اٹھو، حضور چلے اور میں ان کے سامنے چلا حتیٰ کہ ابو طلحہ کے پاس آیا، تو میں نے انہیں یہ خبر دی، ابو طلحہ نے کہا اے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں

فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ ثُمَّ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا۔

کو لے کر تشریف لے آئے ہمارے پاس کھانا نہیں جو انہیں کھلائیں وہ بولیں اللہ اور اس کا رسول ہی جانیں ابوطلحہ چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابوطلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ، چنانچہ یہ روٹیاں لائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا وہ توڑ دی گئیں ام سلیم نے ڈبہ نچوڑا اسے سالن بنا دیا، پھر اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پڑھا جس کا پڑھنا اللہ نے چاہا۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو، انہیں بلایا گیا انہوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہوگئے پھر چلے گئے، پھر فرمایا اور دس کو بلاؤ، پھر اور دس کو، تو ساری قوم نے کھالیا اور سیر ہوگئے قوم کے کل ستر یا اسی آدمی تھے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ ثُمَّ اَخَذَ

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پھر

مَا بَقِيَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَا بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُوْنَكُمْ هٰذَا۔

بقیہ لیا اسے جمع فرمایا پھر اس میں برکت کی دعا کی تو وہ جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا تو فرمایا اسے لو۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۷، مسلم شریف ج ۲ ص ۱۷۹، صحیح بخاری شریف ص ۵۰۵)

مندرجہ بالا حدیث شریف جو کہ صحاح ستہ میں سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی موجود ہے، سے واضح ہے کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھا اور پڑھا وہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ ہر مسلمان کا پختہ عقیدہ ہے کہ اللہ کی چاہت بھی اچھی ہے، اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے بھی اچھی بات ہی نکلتی ہے۔ آپ کی زبان مبارک سے قرآنی آیات، دعائیہ الفاظ، کلمات خیر ہی نکلتے تھے، اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے جو بات نکلتی وہ حدیث بنتی۔ صحیح بخاری شریف کی شرح پڑھ کر دیکھیں تو شارحین نے اس حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے کھانے پر دعا والی روایات بیان فرمائی ہیں۔

وَفِيْ رِوَايَةِ سَعْدِ ابْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ ثُمَّ اَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَا فِيْهِ بِالْبَرَكَةِ۔

سعد بن ابی سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر جو کچھ بچا تھا اس کو جمع فرمایا پھر اس میں برکت کی دعا فرمائی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح جلد ۶ ص ۱۳۲ مطبوعہ بیروت)

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے فتح الباری میں حضرت نضر بن انس کی روایت کے حوالہ سے بیان فرمایا ہے:۔

ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ فِيْهَا الْبَرَكَةَ۔

پھر آپ نے کہا بسم اللہ اے اللہ اس میں برکت عطا فرما۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۴ ص ۲۲۹ مطبوعہ بیروت)

عمدۃ المحدثین علامہ قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ اسی حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلَ وَفِیْ رِوَایَۃِ مُبَارَکِ بْنِ فُضَالَۃَ عِنْدَ اَحْمَدَ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کھانے پر وہ پڑھا جس کا پڑھنا اللہ نے چاہا، تو مبارک بن فضالہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے بسم اللہ پڑھی۔

(ارشاد الساری صفحہ ۴۰ جلد ۶ مطبوعہ بیروت)

معلوم ہوا کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا اور دعا مانگنا یہ سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سُنت ہے، پھر آدمیوں کو وہ کھانا کھلانا، زیادہ ہوں تو مختلف تعداد اور اور مختلف جماعتوں کی صورت میں کھلانا بھی سُنت ہے، جیسا کہ بزرگوں کے آستانوں میں اور گیارہویں شریف کے ختم شریف اور دیگر ختمات کے وقت ہوتا ہے۔

حدیث شریف نمبر ۳ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:۔

اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ فَضَمَّھُنَّ ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ قَالَ خُذْھُنَّ فَاجْعَلْھُنَّ فِیْ مِزْوَدِکَ کُلَّمَا اَرَدْتَّ اَنْ تَاْخُذَ مِنْہُ شَیْئًا فَاَدْخِلْ فِیْہِ یَدَکَ فَخُذْہُ وَلَا تَنْثُرْہُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِکَ التَّمْرِ کَذَا وَکَذَا مِنْ وَسْقٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَکُنَّا نَاْکُلُ مِنْہُ وَنُطْعِمُ وَکَانَ لَا یُفَارِقُ حَقْوِیْ حَتّٰی

میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کچھ چھوارے لے کر حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ان میں برکت کی دُعاء فرماویں تو انہیں حضور نے ملا دیا پھر ان میں میرے لیے برکت کی دعا فرمائی، فرمایا انہیں لے لو اسے اپنے توشہ دان میں ڈال لو، جب اس میں سے کچھ لینا چاہو تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال دو اور اس میں سے لے لو اور کبھی جھاڑنا مت، میں نے ان چھوہاروں میں سے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خیرات کر دیئے ہم ان میں سے

کَانَ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ فَاِنَّہٗ اِنْقَطَعَ۔

کھاتے کھلاتے رہے وہ میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوئے تھے حتّٰی کہ حضرت عثمان کے قتل کا دن ہوا تو وہ مجھ سے گر گیا

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۲، جامع ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۲۴، اشعۃ اللمعات ج ۴ صفحہ ۵۸۶، مرقاۃ شریف ج ۱۱ صفحہ ۲۱۶)

حدیث شریف نمبر ۴ سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا سے نکاح ہوا ہی تھا کہ میری والدہ ماجدہ اُمّ سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہا نے کچھ چھوہارے، گھی اور پنیر کا ارادہ کیا، اس سے حلوہ بنایا، اُسے ایک پیالہ میں ڈالا اور کہا اے انس! یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے جاؤ اور عرض کرو کہ میری والدہ ماجدہ نے بھیجا ہے، وہ آپ کو سلام عرض کرتی ہیں کہ یارسول اللہ یہ آپ کے لیے ہماری طرف سے قلیل ہدیہ ہے۔ چنانچہ میں گیا اور میں نے یہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا رکھ دو، پھر فرمایا جاؤ فلاں فلاں کو اور فلاں کو میرے پاس بلا لاؤ جن کا حضور علیہ السلام نے نام لیا اور جس سے تم ملو ہمارے پاس بُلا لاؤ، میں انہیں بھی بُلا لایا جن کا نام لیا تھا اور اُسے بھی جو راستے میں ملا، پھر میں گھر لوٹا تو گھر حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت انس سے کہا گیا کہ تم سب کتنے لوگ ہو گئے تو انس نے عرض کیا تین سو کے قریب؛

فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَیْسَۃِ وَتَکَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰہُ۔

پس میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس حلوہ پر ہاتھ رکھا اور جو اللہ نے چاہا وہ پڑھا۔

پھر آپ دس دس کو بلانے لگے وہ اس سے کھانے لگے، حضور اُن سے فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ فرمایا کہ لوگوں نے کھایا حتّٰی کہ سیر ہو گئے، ایک ٹولہ نکلتا تھا دوسرا ٹولہ آتا تھا حتّٰی کہ سب نے کھا لیا، پھر مجھ سے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے انس اٹھا لو، میں نے اٹھا لیا، جب اٹھایا تو مجھے پتہ نہیں جب رکھا گیا تھا جب زیادہ تھا یا جب اٹھایا گیا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۸، ۵۳۹، مسلم شریف صفحہ ۴۶۱ ج ۱، صحیح بخاری شریف صفحہ ۔ مستدرک حاکم ج ۲ صفحہ ۱۷۴، اشعۃ اللمعات فارسی ج ۴ صفحہ ۔، مرقاۃ ج ۱۱ صفحہ ۲۰۱)

حدیث شریف نمبر۵ سیدنا جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم خندق کے دن کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آگیا تو لوگ نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، عرض کیا کہ ایک سخت پتھر خندق کے اندر سے نکل آیا ہے، آپ نے فرمایا میں اُتر کر دیکھوں گا، یہ فرما کر آپ کھڑے ہو گئے حالانکہ آپ کا پیٹ مبارک پتھر سے بندھا ہوا تھا۔ ہم تین دن تک اس طرح رہے تھے کہ کوئی چکھنے کی چیز بھی نہ چکھی تھی، پھر نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کدال لی، پتھر پر ماری تو پتھر ریت کی مانند ہو گیا۔ پھر میں اپنی بیوی (اپنے گھر) کی طرف گیا، میں نے کہا کہ تمہارے پاس کچھ ہے، میں نے نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سخت بھوک دیکھی ہے، تو انہوں نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جَو تھے، اور ہمارے پاس بکری کا بچہ تھا میں نے اُسے ذبح کیا، میری بیوی نے جَو پیسے، ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈالا۔ پھر میں نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آہستہ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو پیسے ہیں، آپ اپنے چند دوستوں کے ساتھ تشریف لے چلیے۔ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا خندق والو! چلو جابر نے کھانا کھلانے کے لیے تیار کیا ہے، ہاں جلدی چلو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے فرمایا تم اپنی ہنڈیا چولہے سے نہ اتارنا اور آٹا نہ پکانا جب تک کہ میں نہ آجاؤں۔ چنانچہ آپ تشریف لائے، میں نے گندھا ہوا آٹا حضور کے سامنے رکھ دیا؛

فَبَصَقَ فِیْہِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰی بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ۔

آپ نے لعابِ دہن شریف ڈالا اور برکت کی دُعا فرمائی پھر ہماری ہنڈیا کی طرف توجہ فرمائی اس میں لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔

پھر فرمایا روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے، اور اپنی ہنڈیا سے شوربا نکالو اور اسے نیچے نہ اُتارو۔ مجاہدین ایک ہزار تھے۔ اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سب نے کھایا حتیٰ کہ کھانا چھوڑ دیا اور لوٹ گئے، حالانکہ ہماری ہنڈیا جیسے تھی ویسے ہی

جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا پکایا جا رہا تھا جیسا کہ تھا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۳۲، صحیح مسلم شریف جلد۲ ص۱۷۸، مرقاۃ شریف جلد ۱۱ ص۱۶۹، اشعۃ اللمعات فارسی جلد۴ ص۵۴۹، مظاہر حق جلد۴ ص۹)

مرقاۃ شریف ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اسی حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے فرمایا؛ وَبَارَكَ اَیْ وَدُعَا بِالْبَرَکَۃِ فِیْہِ یعنی اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ (مرقاۃ شریف ج ۱۱ ص۱۷۱)

اشعۃ اللمعات شیخ المحدثین عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فَبَصَقَ فِیْہِ۔ پس آب دہن مبارک نداخت در خمیر و دُعا کرد ببرکت زیادتی۔ (اشعۃ اللمعات فارسی جلد۴ ص۵۰۲)

حدیث شریف نمبر۶ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اعرابی کی دعوت فرمائی، آپ نے اس کے لیے کوئی چیز طلب کی تو روٹی کا ایک ٹکڑا ملا، آپ نے اُس ٹکڑے کے ٹکڑے کیے وَدَعَا اِلَیْھَا اور اس پر دعا فرمائی اور اعرابی کو فرمایا کھاؤ ــــــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس اعرابی نے کھانا کھایا مگر کھانا بچ گیا۔

(البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر جلد۴ ص۱۲۰، دلائل النبوۃ للبیہقی)

قارئینِ کرام! مندرجہ بالا احادیث شریفہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ کھانے کو سامنے رکھ کر اُس پر پڑھنا اور دُعا مانگنا سرورِ عالم، نورِ مجسم، شفیع معظم، خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم کی سُنّت ہے۔ ختم شریف میں کھانے کے ساتھ عشاقِ رسول سُنّی لوگ پھل، پانی وغیرہ بھی رکھتے ہیں۔ کتب احادیث میں نبی پاک، صاحب لولاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا پھلوں پر اور پانی پر بھی دعا مانگنا درج ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

حدیث شریف نمبر۷ حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا ہم سب لوگ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

ہمراہ چودہ سو سے کچھ زائد تھے۔ ہم ایک کنوئیں پر آکر ٹھہرے تمام پانی نکال لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ پانی ختم ہو گیا ہے، اب کیا کرنا چاہیئے۔ آپ فوراً کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور فرمایا اس کے پانی کا ایک ڈول لے آؤ، جو حاضر کیا گیا ——— فَبَصَقَ فَدَعَا۔ آپ نے اپنا لعاب دہن شریف ڈالا اور دُعا فرمائی ——— اور تھوڑی دیر ٹھہرے، پھر تمام لوگوں نے خود بھی پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی خوب جی بھر کر پانی پلایا۔ (صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۵۹۸، فتح الباری ج ۷ ص ۱۱۹، عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۱، ارشاد الساری ج ۶ ص ۳۴۶)

پانی پر دعا مانگنے کے بعد پھلوں پر دعا مانگنا بھی نبی اکرم، خلیفۃ اللہ الاعظم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سُنّت ہے، ملاحظہ فرمائیں :۔

حدیث شریف نمبر ۸ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :۔

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِبَاکُوْرَۃِ الْفَاکِہَۃِ وَضَعَ عَلٰی عَیْنَیْہِ وَعَلٰی شَفَتَیْہِ وَقَالَ اَللّٰہُمَّ کَمَا رَاَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ ثُمَّ یُعْطِیْہَا مَنْ یَّکُوْنُ عِنْدَہٗ مِنَ الصِّبْیَانِ۔

میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں جب پہلا پھل لایا جاتا تو آپ اس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور فرماتے اے اللہ جس طرح تو نے ہمیں اس کا اوّل دکھایا اس کا آخر بھی دکھا، پھر وہ پھل وہاں جو بچّے موجود ہوتے ان میں تقسیم فرما دیتے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ــــ)

حدیث شریف نمبر ۹ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

اِذَا اُتِیَ بِاَوَّلِ الثَّمَرَۃِ قَالَ اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَفِیْ ثِمَارِنَا وَفِیْ مُدِّنَا وَفِیْ صَاعِنَا بَرَکَۃً مَعَ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں جب موسم کا پہلا پھل پیش کیا جاتا تو آپ دُعا فرماتے کہ اے اللہ ہمارے شہر کو ہمارے لیے

بَرَکَۃٍ ثُمَّ یُنَاوِلُہٗ اَصْغَرَ مَنْ بِحَضْرَتِہٖ مِنَ الْوِلْدَانِ۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۴۴۲، ابن ماجہ شریف ص ۲۴۷، الادب المفرد ص ۵۴۳ مطبوعہ مصر)

بابرکت بنا، ہمارے پھلوں میں، ہمارے ماپ تول میں برکت ہی برکت دے، پھر ان میں سے جو سب سے کم عمر ہوتا وہ پھل تقسیم فرما دیتے۔

قارئینِ کرام! پھلوں کے بعد دودھ پر بھی دُعا فرمانا ثابت ہے ملاحظہ فرمائیں :۔

حدیث شریف نمبر ۱۰ حضور پُر نور نُورٌ علیٰ نور حضرت محمد صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق ہے :۔

اِذَا شَرِبَ لَبَنًا قَالَ اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۱۷۸ مطبوعہ بیروت)

جب آپ دودھ نوش فرماتے تو دعا فرماتے اے اللہ اس میں ہمارے لیے برکت فرما اور اس سے بہتر کھلا۔

حدیث شریف نمبر ۱۱ امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری نے اپنی صحیح میں بابُ الصّلوٰۃ الامامِ وَدُعَائِہٖ لِصَاحِبِ الصَّدَقَۃِ میں حدیث درج فرمائی ہے :۔

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاہُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِہِمْ قَالَ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ فَاَتَاہُ اَبِی الصَّدَقَۃَ فَقَالَ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی قوم صدقہ لے کر آتی تو آپ اس کے لیے دعا فرماتے چنانچہ ابواوفیٰ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اس کے لیے دُعا فرمائی۔

(صحیح بخاری شریف جلد ۱ ص ۲۰۳م)

حدیث شریف نمبر ۱۲ امام نووی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "الاذکار" میں حدیث درج فرمائی ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے جب کھانا آتا تو آپ یہ دعا فرماتے :۔

اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْمَا رَزَقْتَنَا

اے اللہ تو نے ہمیں جو رزق دیا ہے اس میں برکت فرما

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ۔ — اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا، بِسْمِ اللّٰہ۔

(کتاب الاذکار ص۲۰۱ عمل الیوم واللیلۃ ص۱۷۲ لابن السنی مطبوعہ مصر)

قارئینِ کرام! مندرجہ بالا احادیثِ شریفہ سے اظہر من الشمس ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم نے کھانا، پانی، دودھ اور پھل وغیرہ سامنے رکھ کر ان پر پڑھا بھی ہے اور دعا بھی فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ سُنّت ہے۔ اور ختم شریف میں کھانا دودھ، پانی اور پھل وغیرہ رکھا جاتا ہے، اس پر قرآن حکیم یا قرآنی آیاتِ طیبات پڑھی جاتی ہیں اور دعا مانگی جاتی ہے۔ بلکہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، صدرِ بزمِ کائنات محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

حدیث شریف نمبر ۱۳ | حضرت عمر بن ابو سلمٰی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پرورش اور تربیت میں تھا، میرا ہاتھ تیزی سے رکابی کی طرف بڑھتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک روز مجھے فرمایا:۔

سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ۔ — بسم اللہ کہہ کر دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے پاس سے کھاؤ۔

(مشکوٰۃ شریف ص۳۶۳، صحیح بخاری شریف ص۸۱ ج۲، صحیح مسلم شریف ص۱۷۲ ج۲)

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نبی الانبیاء، خاتم الانبیاء، شافع روزِ جزا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے، دیکھئے پ۱۹، ع۱۷ اس کے پڑھنے کا فائدہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے۔

بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھانے سے بھاگتا ہے

حدیث شریف نمبر ۱۴ | سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:۔

إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ — جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے شیطان اُس کھانے کو اپنے لیے حلال سمجھتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص۳۶۳، صحیح مسلم ص۱۷۲ ج۲)

قارئینِ کرام! حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہ پڑھی جائے وہ کھانا شیطان کے لیے حلال ہے۔ اب آپ خود ہی اس گروہ کی نشاندہی فرمالیں جو کھانے پر پڑھنے کو بدعت اور حرام کہتے ہیں وہ کس کے ساتھی ہیں، اور کس کے طریقے پر چل رہے ہیں؟ اگر ایک آیت بسم اللہ شیطان کو ناگوار گذرتی ہے تو بیس پچیس آیات تو کبھی بھی اس کو گوارا نہ ہوں گی، وہ تو معاملہ ہی برداشت سے باہر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء الشیطٰن کو یہ کھانا پسند نہیں بلکہ اُن کے نزدیک حرام ہے۔ لیکن سُودی رقم سے خرید کی ہوئی چیزیں بلا کسی تردد اور قباحت کے ان کے نزدیک حلال اور جائز ہیں۔ جیسا کہ مولوی رشید احمد[۱] صاحب گنگوہی نے فتویٰ دیا ہے، فتوےٰ سے ملاحظہ ہو:۔

سوال:۔ ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں، سُودی روپیہ صرف کرکے مسلمانوں کو پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اِس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۴۹۸ مطبوعہ کراچی)

سودی روپیہ سے ہندوؤں کی پیاؤ سے پانی پینا درست ہے مگر مسلمانوں کے حلال کے روپوں سے خریدے ہوئے چاول، آٹا اور چینی سے بنائے ہوئے کھانے اور سبیل حرام ہے۔ یہی گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:۔

---

[۱] مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو اہل حدیث مسلک کے سردار مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مجدد لکھا ہے۔ (اخبار "اہلحدیث" امرتسر ص۱۱، ۲۸ رجون ۱۹۱۲ء۔ قادری)

سوال: محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیح یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت، دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل و شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۷ اور ۱۴۸ مطبوعہ کراچی)

اب تو کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہا کہ اولیاء الشیطٰن کون ہیں اور اولیاء الرحمٰن کون ہیں؟

حدیث شریف نمبر ۱۵

سیدہ طیبہ طاہرہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کھانا کھانے لگے اور خدا کا نام لینا بھول جائے۔

فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ — پس وہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۶۵، جامع ترمذی جلد ۲ ص ۳۲، سنن ابو داؤد ص ۸۷ ج ۲)

کھانے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کی سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے کتنی سخت تاکید فرمائی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے تو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خوش اور کھانے میں برکت، نہ پڑھی جائے تو شیطان خوش اور کھانا بے برکت۔ اب جس کا جی چاہے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرے اور جس کا جی چاہے شیطان کو راضی کرے۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھانے پر بسم اللہ پڑھنا

علامہ محمد بن یحییٰ حلبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں پندرہ آدمی حاضر ہوئے، اس وقت آپ کے پاس پانچ روٹیاں تھیں، آپ نے ان روٹیوں کو توڑنے کے بعد روٹیاں اور سالن مہمانوں کے سامنے رکھا، اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ پڑھا حتیٰ کہ تمام آدمی سیر ہو گئے۔ (قلائد الجواہر ص ۹۸ مطبوعہ مصر)

قارئین کرام! سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا ثابت ہو گیا، اگر وہابی یہ گلے پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ پیر عبد القادر جیلانی نے کبھی کھانا سامنے رکھ کر پڑھا ہے؟ اب تو ان کو سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثبوت درج کر دیا ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان

ابن اعبد رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علی المرتضےٰ شیر خدا، حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا اے ابن اعبد! تم جانتے ہو کہ کھانے کا کیا حق ہے؟ تو میں نے عرض کیا آپ ارشاد فرمائیں کہ کھانے کا کیا حق ہے، تو آپ نے فرمایا:-

تَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا — تو کہے بسم اللہ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا۔

فرمایا تم جانتے ہو کہ شکر کیا ہے؟ تو فرمایا:-

اِذَا فَرَغْتَ تَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَاَسْقَانَا۔ — جب تو کھانے سے فارغ ہو تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَاَسْقَانَا۔

(مسند امام احمد جلد ۱ ص ۱۵۳)

کھانے کا حق یہ ہے کہ اس پر بسم اللہ شریف پڑھی جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا برکت کی مانگی جائے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ! بزرگان اہلسنت و جماعت نے سنیوں کو یہ تعلیم دی ہے جس سے رحمٰن خوش ہوتا ہے اور شیطان بھاگ جاتا ہے۔

کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنے سے نور پیدا ہوتا ہے

کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنے سے اس میں نورانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مستطاب "عوارف المعارف" میں فرماتے ہیں:-

كَانَ بَعْضُ الْفُقَرَاءِ عِنْدَ الْأَكْلِ يَشْرَعُ فِي تِلَاوَةِ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَيَحْضُرُ الْوَقْتَ بِذٰلِكَ حَتّٰى تَتَنَعَّمُوْا أَجْزَاءُ الطَّعَامِ بِأَنْوَارِ الذِّكْرِ وَلَا يَعْقُبُ الطَّعَامُ مَكْرُوْهٌ وَيَتَغَيَّرُ مِزَاجُ الْقَلْبِ۔

بعض فقراء کھانے کے وقت قرآن مجید میں سے کسی سورۃ کی تلاوت شروع کر دیتے ہیں جو ان کو اس وقت یاد ہوتی یہاں تک کہ کھانے کے اجزاء ذکر کے نور سے لبریز ہو جاتے اور اس کے بعد کھانے میں کوئی خرابی بھی پیدا نہ ہوتی اور دل کا مزاج بھی بدل جاتا۔

(عوارف المعارف، عربی ص ۲۴۵ مطبوعہ مصر)

یہی وجہ ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں میں کوئی ولی اللہ نہیں ہوا کیونکہ ختم شریف کا کھانا ان کے نزدیک حرام ہے۔ اور سود کے پانی کی سبیل جائز، کوا حلال، منی پاک ہے۔ نامعلوم ان کی تہذیب کیا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں ان کی مرغوب غذائیں درج کی جائیں گی۔

ختم شریف

اب ختم شریف میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اور وہابیوں دیوبندیوں کو ناگوار گذرتا ہے، وہ درج کیا جاتا ہے۔

ختم شریف میں پورا قرآنِ پاک بھی پڑھا جاتا ہے۔ اگر پورا قرآن پاک نہ پڑھا جا سکے تو سورۃ قل یا ایہا الکافرون، سورۃ قل ہو اللہ احد، سورۃ قل اعوذ برب الفلق، سورۃ قل اعوذ برب الناس، سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ کا پہلا رکوع پڑھا جاتا ہے، اب ان سب کی علیحدہ علیحدہ فضیلت قرآن مجید اور کتب احادیث سے درج کی جاتی ہے۔

آیاتِ قرآنی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (پ ۹، ع ۱۴)

اور جب قرآنِ پاک پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو

وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ ۱۵، ع ۹)

ایمان والوں کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔

اب احادیث شریفہ درج کی جاتی ہیں۔

حدیث شریف نمبر ۱

حضرت اعرج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَخَتَمَهٗ ثُمَّ دَعَا اٰمَنَ عَلٰى دُعَائِهٖ أَرْبَعَةُ اٰلَافِ مَلَكٍ ثُمَّ لَا يَزَالُوْنَ يَدْعُوْنَ لَهٗ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ إِلَى الْمَسَاءِ أَوْ إِلَى الصَّبَاحِ۔

جو قرآن پاک ختم کرے پھر دعا مانگے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں، پھر اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور مغفرت مانگتے رہتے ہیں شام سے صبح تک۔

(تفسیر روح البیان ج ۷، ص ۶۶ مطبوعہ بیروت، دارمی شریف ص ۳۳۷، ج ۲)

حدیث شریف نمبر ۲

امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ ابو داؤد نے دو صحیح اسناد کے ساتھ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو جلیل المرتبت تابعی اور امام ہیں، اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی ہیں، فرماتے ہیں کہ۔

كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ إِذَا خَتَمَ الْقُرْاٰنَ جَمَعَ أَهْلَهٗ وَدَعَا لَهٗ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن پاک ختم فرماتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کرتے اور دعا فرماتے۔

(کتاب الاذکار للنووی ص ۴۹ مطبوعہ مصر، دارمی شریف ص، جلاء الافہام ص ابن قیم، الصلوٰۃ والسلام ص مصنفہ قاضی سلمان منصور پوری)

حدیث شریف نمبر ۳

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صحیح اسناد سے جلیل القدر تابعی حکم بن عتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجاہد اور عبدہ بن ابولبابہ نے میری طرف پیغام بھیجا۔

أَنَا أَرَدْنَا أَنْ نَخْتِمَ الْقُرْاٰنَ وَالدُّعَاءُ يُسْتَجَابُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ۔

ہم ختم قرآنِ پاک کا ارادہ رکھتے ہیں اور ختم قرآن کے وقت دعا مستجاب ہوتی ہے۔

(کتاب الاذکار ص ۴۹ مطبوعہ مصر)

قرآن پاک کے ختم کے وقت لوگوں کو جمع کرنا اور دعا مانگنا اور اس کی فضیلت کے بعد سورۃ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ کی فضیلت پڑھیے۔

حدیث شریف نمبر۴ سید المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْاٰنِ۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ آدھے قرآن پاک کا ثواب رکھتی ہے اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تہائی قرآن پاک کا ثواب رکھتی ہے اور قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن پاک کا ثواب رکھتی ہے۔

(جامع ترمذی صفحہ ۱۱۳ ج ۲)

سورۂ اخلاص کی فضیلت میں حدیث شریف نمبر۵ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کیا تم سے کوئی تہائی قرآن پڑھ سکتا ہے؟ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم تہائی قرآن پاک کیونکر پڑھ سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ۔

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(مسلم شریف ص ۲۷۱ ج ۱ مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۵)

حدیث شریف نمبر۶ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ یَّقْرَأُ کُلَّ یَوْمٍ مِّائَتَیْ مَرَّۃٍ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ عُفِیَ عَنْہُ ذُنُوْبُ خَمْسِیْنَ سَنَۃً اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ عَلَیْہِ دَیْنٌ۔

جو دن میں دو سو مرتبہ قل ھو اللہ احد کی تلاوت کرتا ہے اس کے پچاس سال کے گناہ سوائے قرض کے بخش دیئے جاتے ہیں۔

(جامع ترمذی ص ۱۱۳ ج ۲ مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۶)

حدیث شریف نمبر۷ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں آیا، آپ نے ایک شخص کو قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ پڑھتے ہوئے سنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

وَجَبَتْ فَسَئَلْتُہٗ مَاذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْجَنَّۃُ۔

اس کے لیے واجب ہوگئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز واجب ہوگئی تو آپ نے فرمایا جنت۔

(نسائی شریف)

قارئین کرام! اب قرآن حکیم کی آخری دو سورتیں جو کہ ختم شریف میں پڑھی جاتی ہیں جن کو معوذتین کہا جاتا ہے یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ کی فضیلت احادیث شریفہ سے درج کی جاتی ہے۔

معوذتین کی فضیلت میں حدیث شریف نمبر۸ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اونٹ کو چلاتا تھا تو آپ نے فرمایا اے عقبہ!

اَلَا اُعَلِّمُکَ خَیْرَ سُوْرَتَیْنِ قُرِئَتَا فَعَلَّمَنِیْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝

کیا میں تجھ کو دو بہترین سورتیں نہ سکھاؤں، پھر آپ نے مجھے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سکھائیں۔

(ابو داؤد شریف ص ۲۰۶ ج ۱)

حدیث شریف نمبر۹ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

اَلَمْ تَرَ اٰیٰتٍ اُنْزِلَتِ اللَّیْلَۃَ لَمْ یُرَ مِثْلُھُنَّ قَطُّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

آج کی رات عجیب بابرکت سورتیں نازل ہوئی ہیں جن سے بہتر اور نہیں ہیں اور وہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ

بِرَبِّ النَّاسِ ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۸۶)

معوذتین کے بعد سورۃ فاتحہ کی فضیلت میں حدیث شریف درج کی جاتی ہے

سورۃ فاتحہ کی فضیلت میں حدیث شریف نمبر ۱۰ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ اُمُّ الْکِتٰبِ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِیْ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ قرآن کی اصل ہے، ام الکتاب ہے اور سات دہرائی جانے والی آیات ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۸۶، ابوداؤد ص۲۰۶ ج۱)

حدیث شریف نمبر ۱۱ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ فاتحہ کے متعلق ارشاد فرمایا:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا اُنْزِلَتْ فِی التَّوْرٰۃِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْقُرْاٰنِ مِثْلُھَا وَاِنَّھَا مَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُعْطِیْتُہٗ۔

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس سے بہتر کوئی سورت انجیل، زبور اور قرآن میں نازل نہیں ہوئی، یہ سبع مثانی ہے، اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا ہوا ہے۔

(جامع ترمذی شریف ص۱۱۱ ج۲)

حدیث شریف نمبر ۱۲ حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا، ہم تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے ایک سورۃ بتائیں گے جو قرآن مجید کی تمام سورتوں سے افضل ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ۔

یارسول اللہ آپ نے فرمایا تھا کہ ہم تمہیں قرآن کی سب سے افضل سورت بتلائیں گے، آپ نے فرمایا وہ سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے اور سبع مثانی ہے، اور قرآن عظیم ہے، جو مجھے دی گئی ہے۔

(صحیح بخاری شریف ص۶۴۲ ج۲، فتح الباری ص۱۵۶ ج۸، عمدۃ القاری ص۸۰ ج۱۸، ارشاد الساری ص۵ ج۷، مشکوٰۃ شریف ص۱۸۶، اشعۃ اللمعات فارسی ج۲ ص۱۲۶، مرقاۃ شریف ج۴ ص۳۲۷)

قارئین کرام! جملہ مستند تفاسیر میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر پڑھ کر دیکھیں تو اس فضیلت پر ایک مستقل کتاب بن جاتی ہے۔ آخر میں ایک حدیث درج کی جاتی ہے جس میں سرور عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ بیان ہے۔ اور یہ حدیث امام جلال الدین سیوطی[1] علیہ الرحمۃ نے درج کی ہے۔

حدیث شریف نمبر ۱۳ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَتَمَ فَقَرَاَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ اِفْتَتَحَ مِنَ الْحَمْدِ ثُمَّ قَرَاَ مِنَ الْبَقَرَۃِ اِلٰی اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ثُمَّ دَعَا بِدُعَاءِ الْخَتْمَۃِ۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ختم فرماتے تو پڑھتے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور شروع بِسْمِ اللّٰہِ سے فرماتے تھے اور پھر سورۃ بقرہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھتے پھر دعا ختم فرماتے۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص۳۵ مطبوعہ مصر)

احادیث شریفہ کے بعد اب وہابیوں کے گھر کی گواہی پیش کی جاتی ہے، تاکہ منکرین کو اپنی غلطی اور ہٹ دھرمی کا احساس ہو جائے۔

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے متعلق مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی اہل حدیث رقمطراز ہیں کہ ساتویں صدی کے متفقہ مجدد ہیں۔ (الکواکب المضیئۃ ص۱۳)

نواب صدیق حسن بھوپالی کی گواہی

یہ وہ شخصیت ہیں جن کو مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے استاذ ابراہیم صاحب میر شیخ شیوخنا کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں، فرماتے ہیں:۔

شیخ در ترجمہ گفتہ در آثار قرأت فاتحۃ الکتاب و معوذتین و قل ھو اللہ احد گردانیدن ثواب برائے اہلِ مقابر آمدہ است و اختلاف کردہ اند در گردانیدن ثواب قرآن برائے میت و وصول ثواب آں بدو و صحیح وصول اوست شیخ عبداللہ یافعی در روض الریاحین آوردہ کہ شیخ محی الدین عبدالسلام را در خواب دیدند گفت ما در دنیا حکم کردہ بودیم کہ ثواب قرآن بمیت نمی رسد اینجا عکس آں ظاہر شد و دریافتم کہ مے رسد۔

شیخ نے ترجمہ میں لکھا ہے کہ آثار میں سورۃ فاتحہ، اور معوذتین اور قل ھو اللہ احد کا پڑھنا اور ان کا قبروں والوں کو ثواب پہنچانا آیا ہے اور قرآن مجید کا ثواب میت کو پہنچانے اور اس کے پہنچنے میں اختلاف کیا ہے، اور صحیح یہ ہے کہ ثواب پہنچتا ہے، شیخ عبداللہ یافعی روض الریاحین میں کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالسلام کو لوگوں نے خواب میں دیکھا انہوں نے کہا ہم نے دنیا میں فتویٰ دیا تھا کہ قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا یہاں اس کے برعکس پایا ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ثواب پہنچتا ہے۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ مصنفہ نواب صدیق حسن بھوپالی)

قارئینِ کرام! غیر مقلدین حضرات کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی ایصالِ ثواب کے لیے ان سورتوں کا پڑھنا اسلاف کا طریقہ لکھا ہے۔ اور نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:۔

مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ۔

جو چیز اللہ کے نیک مسلم بندوں کے نزدیک اچھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

(تفسیر کبیر ص۔ تفسیر مواہب الرحمٰن ص۱۷ ج۸، مستدرک ج ۳ ص۷۸، البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۱۰ ص۳۲۸ ابوداؤد طیالسی ص۳۳، مجمع الزوائد ج ۱ ص۱۷۸، اعلام الموقعین لابن قیم ج ۱ ص۶۹ بستان العارفین للسمرقندی ص۹ مرقات باب الاعتصام، کتاب الروح لابن قیم ص۱۰ الزیلعی ج ۴ ص۱۳۳، ریاض النضرہ ج ۱ ص۱۹۵، موطا امام محمد ص۱۰۴ رد المختار للشامی ج ۳ ص۱۵۵، ج ۵ ص۱۲۳، الدرایہ لابن حجر عسقلانی ص۳۰۶، ھمعات للشاہ ولی اللہ ص۲۹،

مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ ج ۱ ص۲۰۷ کتاب الموفق۔ عمدۃ التحقیق للشیخ ابراہیم المالکی ص۹۵ القطۃ العجلان للعلامہ محمد جمال الدین دمشقی ج ۱ ص۹۵ مطبوعہ مصر، تنویر العینین فارسی للشاہ ولی اللہ، فتاویٰ ستاریہ از عبدالستار دہلوی، تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ، اسنی المطالب از امام محمد بن سید درویش علیہ الرحمۃ، اہلحدیث امرتسر ص۹، ۳ دسمبر ۱۹۱۵ء، حلیۃ الاولیاء لابو نعیم، طبرانی۔)

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام ربانی، غوث صمدانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نورانی مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں:۔

ایضاً پرسیدہ بودند کہ ختم کلام اللہ کردن و نماز نفل گذاردن و تسبیح و تہلیل کردن و ثواب آں را بوالدین یا باستاد یا باخوان دادن بہتر است یا با کسے نا دادن بہتر اند انند کہ دادن بہتر است کہ ہم نفع بغیر ست و ہم نفع بخود و در نادادن نفع مخصوص بخود ست و نیز شاید بطفیل دیگراں کہ ہم نفع آں عمل را قبول فرمایند۔

آپ نے پوچھا تھا کہ کلام اللہ ختم کرنا اور نفل نماز پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور اس کا ثواب والدین یا استاذ یا بھائیوں کو بخشنا بہتر ہے؟ جان لینا چاہیئے کہ ثواب بخش دینا بہتر ہے اس لیے اس میں دوسروں کا بھی نفع ہے اور اپنا بھی فائدہ ہے اور نہ بخشنے میں صرف اپنا فائدہ ہے اور یہ بھی ہے کہ شاید دوسرے کی طفیل اس کا بھی عمل قبول ہو جائے۔

(مکتوبات شریف فارسی ص۲۷ دفتر دوم، مطبوعہ امرتسر)

سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں، جو کہ درج ذیل ہے:۔

بیش ازیں بچند سال داب فقیر آں بودہ کہ اگر طعام مے پخت مخصوص روحانیت مطہرہ آلِ عبا می ساخت و باآں سرور حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرات امامین را شامل میکرد علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ شبے در خواب می بیند کہ آں سرور حاضر است علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر بر ایشاں سلام میکند، متوجہ فقیر نمیشوند و در بجانب دیگر دارند۔ دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام در خانۂ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانۂ عائشہ فرستد ایں زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف

ایشاں آں بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را در آں طعام شریک نمی ساخت بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہلبیت اند شریف مے ساخت و جمیع اہلبیت توسّل نمود۔

(ترجمہ) اس سے چند سال پہلے فقیر کی عادت تھی کہ کھانا پکاتا تھا تو آل عبا کی روحانیت مطہرہ کے لیے مخصوص کرتا تھا، اور ایصال ثواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ، حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا اور حضرت امامین کریمین حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شامل کرتا تھا۔ ایک رات یہ فقیر خواب دیکھتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں، فقیر آپ کو سلام عرض کرتا ہے، آپ فقیر کی طرف توجہ نہیں فرماتے اور رُخ انور کو بجائے فقیر کی طرف کے دوسری طرف رکھتے ہیں، اسی دوران فقیر سے ارشاد فرمایا ہم کھانا عائشہ کے گھر سے کھاتے ہیں، جو شخص ہمیں کھانا بھیجے عائشہ کے گھر بھیجے، اس وقت فقیر کو معلوم ہوگیا کہ توجہ شریف نہ مبذول فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ فقیر اس کھانے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شریک نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا بلکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بھی تمام اہلبیت اطہار علیہم الرضوان کے ساتھ شریک کرنا اور تمام اہلبیت سے توسّل کرنا۔

(مکتوبات شریف فارسی دفتر دوم مکتوب ۳۶ ص ۵۹)

حضرت مجدّد اور مکتوبات غیروں کی نظر میں

قارئین کرام! حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ جن کو دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کے مجدّد مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی قتیل نے "صراطِ مستقیم" فارسی کے صفحہ ۳۲ پر امام ربّانی اور قیوم زمانی کے معزز القاب سے نوازا ہے۔ اہلحدیث غیر مقلدین حضرات کے حافظ عبداللہ روپڑی اور مولوی داؤد غزنوی نے مجدّد کے معزز لقب سے یاد کیا ہے، ان کا طریقہ اور عمل آپ نے ملاحظہ فرمایا، اور جس کتاب مکتوبات شریف میں انہوں نے اپنا یہ واقعہ درج فرمایا ہے، اس مکتوبات شریف کے متعلق غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کے حافظ عبداللہ روپڑی اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات میں توحید و سُنّت کی ترغیب

اور شرک و بدعت کی تردید اور اعمالِ شرکیہ اور بدعقیدہ کی جس عمدگی سے نشاندہی فرمائی ہے یہ انہی کا حصّہ ہے۔ اور ایمان اور اعتقاد کی سلامتی کیلئے صحابۂ کرام اور علمائے سلف کے تعامل کا جو سنہری اصول پیش فرمایا ہے یہ ہر قسم کے الحاد اور گمراہی کی شناخت کے لیے راہنما بھی ہے، اور اس سے بچنے کے لیے تریاق بھی ہے۔" (ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" ص ۳، ۱۳ نومبر ۱۹۵۹ء)

"تنظیم اہلحدیث" کے بعد ہفت روزہ "الاعتصام" جو کہ مولوی داؤد غزنوی کی زیر پرستی شائع ہوتا ہے، اس میں درج ہے کہ:۔

"حضرت مجدّد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں علوم و معارف اور حقائق و اسرار کے خزانے پنہاں ہیں۔" (ہفت روزہ "الاعتصام" ص ۳، جون ۱۹۵۵ء)

اب تو دیوبندی اور وہابیوں کو ختم شریف اور توسّل سے دُعا کرنے کی مخالفت چھوڑ دینی چاہیئے اور اس کو شرک و بدعت کہنے سے اجتناب کرنا چاہیئے، کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی توحید و سُنّت کی ترغیب اور شرک و بدعت کی تردید اور اعمال شرکیہ اور بدعقیدہ کی نشاندہی فرمانے والے ہیں، اور ایمان و اعتقاد کی سلامتی کے لیے سنہری اصول پیش فرمانے والے ہیں۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب کو چاہیئے کہ اپنے حلقۂ احباب میں یہ ختم شریف والا سلسلہ جاری فرمائیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ تو پنجتن پاک کے ختم شریف کا اہتمام فرماتے تھے اور بڑے اہتمام سے اسماء شریفہ کا تذکرہ انہوں نے فرمایا ہے۔ اس واقعہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ سرور عالم، نور مجسم، شفیع معظم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو ختم شریف میں جن جن حضرات کا نام لیا جاتا ہے، اُن کا بھی علم شریف ہے، یہ بھی وہابیوں کے لیے ایک اور سر درد ہے۔ اگر غیرت ہو تو اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہو کر مسلکِ حق اہلسنّت وجماعت قبول فرمالیں۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے جس "رد المحتار" کا نام اپنے رسالہ میں دیا ہے اسی "رد المحتار" سے علامہ شامی علیہ الرحمۃ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

علامہ شامی نقشبندی کا بیان

علامہ ابن عابدین شامی نقشبندی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ۔

وَيَقْرَءُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا تَيَسَّرَ لَهٗ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَاَوَّلِ الْبَقَرَةِ اِلَى الْمُفْلِحُوْنَ وَاٰيَةِ الْكُرْسِيِّ وَاٰمَنَ الرَّسُوْلُ وَسُوْرَةِ يٰسٓ وَتَبَارَكَ الْمُلْكُ وَسُوْرَةِ التَّكَاثُرِ وَالْاِخْلَاصِ اِثْنَىْ عَشَرَ مَرَّةً اَوْ اِحْدٰى عَشَرَ اَوْ سَبْعًا اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَا اِلٰى فُلَانٍ۔

اور قاری سے جو اس کے لیے آسان ہو وہ قرآن میں سے پڑھے، فاتحہ، سورۃ بقرہ کا اوّل مفلحون تک، آیۃ الکرسی، امن الرسول، سورۃ یٰسین، سورۃ الملک، سورۃ التکاثر، سورۃ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین مرتبہ پڑھے پھر دعا میں کہے اے اللہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچا۔

(ردالمختار ص۸۱۵ ج ۱ مطبوعہ مصر)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی[1]

علامہ شامی علیہ الرحمتہ کے بعد شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی کا ارشاد مبارک ملاحظہ فرمائیں۔ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ امام الاولیاء وزیر الدین علیہ الرحمۃ کا معمول مبارک بیان فرماتے ہیں کہ۔

"گویند کہ وے راتبہ جمعہ بروح مطہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدار چندیں برنج قہوے می پختند کہ بر بے سہ مرات قل ھو اللہ احد خواندہ می دہیدند"

(ترجمہ) کہتے ہیں کہ حضرت وزیر الدین رحمۃ اللہ علیہ جمعرات کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مطہرہ کیلئے زردہ پکاتے اور چاولوں کے اوپر تین بار قل ھو اللہ احد شریف پڑھتے۔ (اخبار الاخیار شریف ص۲۳۳ مطبوعہ دیوبند)

۱؎ مولوی اشرف علی تھانوی نے شیخ کو نبی پاک کی بارگاہ کا حضوری لکھا ہے۔ (افاضات الیومیہ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کے بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ (جن کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لکھا ہے کہ تمام اہلحدیث ہند کے اُستاذِ اعلیٰ ہیں) کے ارشادات اور فرمودات پیش کیے جاتے ہیں، تاکہ مخالفین اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز آجائیں اور اولیاء اللہ جس طریق پر گامزن تھے اُسی طریق پر گامزن ہو جائیں۔

شاہ ولی اللہ[1] سے ثبوت

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے بھی کھانے پر فاتحہ پڑھنا اپنی کئی کتب میں درج فرمایا ہے۔ "زبدۃ النصائح" میں فرماتے ہیں کہ۔

"اگر مالیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں

۱؎ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کے متعلق نواب صدیق حسن بھوپالوی غیر مقلدین کے سرخیل لکھتے ہیں کہ اگر وجود او در صدر اول در زمانہ ماضی میبود امام الائمہ و تاج المجتہدین شمردہ میشود (اتحاف النبلاء ص۴۳۰) سردار الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ نے تمام عمر قرآن پاک کے ایک ایک نقطہ کی تفسیر و معانی کی تحقیق اور چھان بین میں صرف کر دی۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۰، ۴ر اکتوبر ۱۹۴۰ء) مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی رقمطراز ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب سے خدا تعالیٰ نے ہندوستان پر خاص فضل کیا اور اسے ان (وہابیوں) کے لیے مایۂ ناز اور جائے فخر بنایا۔ (اہلحدیث امرتسر ص۹، ۱۲ر جون ۱۹۱۴ء) نیز ابراہیم میر نے شاہ ولی اللہ کو نعمت الٰہی لکھا ہے (اہلحدیث امرتسر ص۹، ۱۲ر جون ۱۹۱۴ء) امام الوہابیہ والدیابنہ اسماعیل دہلوی قتیل نے شاہ ولی اللہ (باقی اگلے صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۳۲) کا چرچا ہوا۔ اور محدثین کے مسلک کی اشاعت ہوئی۔ (الاعتصام ص۵، ۲ر جنوری ۱۹۵۹ء) وہابیہ کے مشہور رائٹر ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ نے دین کو دُنیائے اسلام کے سامنے پھر اُسی طریق کے مطابق آشکارا کیا۔ جو محدثین کرام کا شعار تھا۔ آپ نے ترویج حدیث کے لیے وہ راہیں اختیار کیں جن پر اُن سے پہلے بلکہ ان کے معاصر ہندوستانی علماء کی توجہ نہ ہو سکی۔ (ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص۱۳) ابراہیم میر سیالکوٹی نے آپ کو بلا نزاع بارھویں صدی کا مجدد لکھا ہے۔ نواب صدیق حسن نے بھی مجدد لکھا ہے۔ (تاریخ اہلحدیث ص۴۰۹، آثار القیامۃ)

پرندہ بخورانند مضائقہ نیست جائز است وطعام نذر اللہ اغنیاء را خوردن

سلال نیست واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود پس اغنیاء را ہم خوردن

دراں جائز است۔"

(ترجمہ) اگر ملیدہ (حلوہ) یا پھر کھیر وغیرہ پر کسی بزرگ کی روح کو ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ پڑھ کر کسی کو کھلا دیں تو کوئی حرج نہیں ہے، نیز اللہ تعالٰے کی نیاز کا کھانا اغنیاء کو جائز نہیں اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ کا کھانا ہو تو امیروں کو کھانا جائز ہے۔ (زبدۃ النصائح ص ۱۳۲)

اِنتباہ فی سلاسل اولیاء

میں فرماتے ہیں کہ :۔

"پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند وحاجت از خدا تعالٰی سوال نمائیند ہمیں طور ہر روزے مے خواندہ باشند، انشاء اللہ تعالٰی در ایام معدود مقصود بحصول انجامد۔"

(ترجمہ) دس دفعہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی شیرینی پر فاتحہ عام خواجگانِ چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالٰے سے عرض کرے، اس طرح روزانہ کرے، انشاء اللہ چند یوم میں مقصد حاصل ہو جائے گا۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء ص ۱۱۴)

ہمعات

میں فرماتے ہیں کہ :۔

"از یں جاست حفظِ اعراس مشائخ ومواظبت قبورِ ایشاں والتزام فاتحہ خواندن وصدقہ دادن برائے ایشاں۔"

(ترجمہ) اس جگہ ہے کہ مشائخ کے عرسوں کو یاد رکھا جائے اور اُن کے مزارات پر حاضری دینا اور فاتحہ پڑھنے اور ان کے لیے صدقہ وخیرات دینے کو ضروری سمجھے۔

(ہمعات فارسی ص ۵۸ مطبوعہ حیدر آباد سندھ)

اسی رسالہ میں دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ :۔

"بارواح طیبہ مشائخ متوجہ شود وبرائے ایشاں فاتحہ بخواند یا بزیارتِ قبر ایشاں رود واز انجا انجذاب دریوزہ کند۔"

(ترجمہ) مشائخ کی ارواحِ طیبہ کی طرف متوجہ ہو کر اُن کے لیے فاتحہ پڑھے یا اُن کی قبور کی زیارت پر والہانہ اور عقیدتمندانہ انداز سے جائے اور بھیک مانگے۔

(ہمعات، فارسی ص ۳۴)

شاہ عبدالعزیز دہلوی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے بعد ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی کی کتابوں سے کھانے پر فاتحہ پڑھنے اور اُس کو کھانے کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیں :۔

تفسیر عزیزی

شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ :۔

"وارد است کہ مردہ دریں حالت مانند غریقے است کہ انتظار فریادرسی مے برد وصدقات وادعیہ وفاتحہ دریں وقت بسیار بکار او مے آید۔"

(ترجمہ) وارد ہے کہ مُردہ اس حالت میں اس ڈوبنے والے کی مانند ہوتا ہے جو کسی فریادرس کے انتظار میں ہو، صدقات، دُعائیں اور فاتحہ اس وقت مردہ کے بہت کام آتی ہیں۔ (تفسیر عزیزی، فارسی ص ۔، پ ۳۰)

تحفہ اثنا عشریہ

میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ :۔

"حضرت امیر وذریہ طاہرہ اُو را تمام اُمت بر مثال پیران ومرشداں مے پرستند وامورِ تکوینیہ را وابستہ بایشاں مے دانند و درود و صدقات ونذر بنام ایشاں رائج ومعمول گردید چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔"

(ترجمہ) حضرت امیر علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ذریۃ طاہرہ کو تمام امت پیروں اور مرشدوں کی طرح پیار کرتے ہیں اور امورِ تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتے ہیں۔

فاتحہ، درود، صدقات اور اُن کے نام کی نذریں اُمت میں رائج ہیں اور معمول ہو گئیں، چنانچہ تمام اولیاء اللہ سے امت کا یہی معاملہ ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ فارسی مطبوعہ دہلی صفحہ ۲۱۵)

فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں کہ:-

"آرے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امدادِ ایشاں بایصالِ ثواب و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امرِ مستحسن و خوب است باجماع علماء"

(ترجمہ) ہاں زیارت کرنا اور قبورِ صالحین سے برکت حاصل کرنا، تلاوتِ قرآنِ پاک، دُعائے خیر، تقسیم طعام اور شیرینی کے ایصالِ ثواب سے ان کی درجات کی بلندی کیلئے امداد کرنا مستحسن اور خوب ہے، اِس پر علماء کا اجماع ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۵۸)

فتاویٰ عزیزی میں ہی فرماتے ہیں کہ:-

"طعامے کہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند و بر آں فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک مے شود خوردن آں بسیار خوب است"

(ترجمہ) وہ کھانا کہ جس نیاز کا ثواب امامین سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کو پہنچاتے ہیں اور اس پر فاتحہ، قل اور درود شریف پڑھتے ہیں متبرک ہو جاتا ہے جس کا کھانا بہت خوب اور بہتر ہے۔ (فتاویٰ عزیزی فارسی ج ۱ ص ۴۱ مطبوعہ دہلی)

"آنکہ بہیئت اجتماعیہ مردماں کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرینی و طعام نمودہ تقسیم درمیاں حاضراں نمائند ایں قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا و خلفائے راشدین نبود، اگر کسے ایں طور بکنند باک نیست زیرا کہ دریں قسم قبحے نیست بلکہ فائدہ احیاء و اموات را حاصل مے شود"

(ترجمہ) وہ جو اجتماعی صورت میں بہت لوگ جمع ہوتے ہیں اور ختم قرآن کرتے ہیں، اور کھانے اور شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں، یہ قسم پیغمبر خدا اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں معمول نہ تھی۔ اگر کوئی شخص اس طرح کرے تو کوئی حرج نہیں اس لیے کہ اس قسم میں کوئی قباحت نہیں ہے بلکہ زندہ اور مُردوں کو اس سے

فائدہ پہنچتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۳۹ ج ۱ مطبوعہ دہلی)

شاہ عبد العزیز دہلوی کا اپنے گھر محافلِ ختم منعقد کرنا

شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ ہر سال دو مجلسیں اپنے گھر کرتے تھے، خود ہی تذکرہ فرماتے ہیں کہ:-

"در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد میشوند مجلس ذکر وفات شریف و مجلس شہادت حسنین رضی اللہ عنہما اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہار صد کس یا پنجصد بلکہ ہزار فراہم مے آیند و درود مے خوانند بعد ازاں کہ فقیر مے آید مے نشیند ذکر فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان مے آید و آنچہ در احادیث اخبار شہادت ایں بزرگان و تفصیل بعضے حالات و بد مآلی قاتلانِ ایشاں وارد شدہ مذکور میشود بایں تقریب بعضے مرثیہ ہا کہ از مردم غیر یعنی جن و پری حضرت ام سلمہ و دیگر صحابہ شنیدہ اند نیز مذکور مے شود خوابہائے متوحش کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و دیگر صحابہ دیدہ اند و دلالت بر فرطِ حُزن و اندوہ روح مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میکنند مذکور میگردد بعد ازاں ختم قرآن مجید و پنج آیت خواندہ بر ماحضر فاتحہ نمودہ مے آید و دریں بین اگر شخصے خوش الحان سلام میخواند یا مرثیہ مشروع ایں اتفاق میشود ظاہر است کہ دریں بین اکثر حضار مجلس را و ایں فقیر را ہم رقت و بکا لاحق میشود اینست قدرے کہ بعمل مے آید پس اگر ایں چیزہا نزد ہمیں وضع کہ مذکور شد جائز نمے بود اقدام براں اصلاً نمیکرد"

(ترجمہ) سال میں دو مجلسیں فقیر (شاہ عبد العزیز دہلوی) کے مکان میں منعقد ہوا کرتی ہیں، مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے دو ایک دن قبل ہوتی ہے، چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار

آدمی جمع ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں، اس کے بعد جب فقیر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں اور فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کا ذکر جو حدیث شریف میں وارد ہے، بیان کیا جاتا ہے، اور جو کچھ احادیث میں ان بزرگوں کی شہادت کا ذکر ہے اور روایاتِ صحیحہ میں جو کچھ تفصیل بعض حالات کی ہے، اور ان حضرات کے قاتلوں کی بدعنوانی کا بیان ہے، وہ ذکر کیا جاتا ہے، بعض تکلیفیں جو ان حضرات کو ہوئیں جو کہ روایتِ معتبرہ سے ثابت ہیں، بیان کی جاتی ہیں۔ اور اس ضمن میں بعض مرثیہ جو جن و پری سے حضرت ام سلمہ و دیگر صحابی نے سنا ہے، وہ بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ اور وہ خوابہائے وحشتناک ذکر کیے جاتے ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر صحابی نے دیکھے تھے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے نہایت رنج والم ہوا۔ پھر ختم قرآن مجید کیا جاتا ہے اور پنج آیت پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود ہوتی ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے۔ اور اس اثنا میں اگر کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھتا ہے یا شرعی طور پر مرثیہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اکثر حضارِ مجلس اور اس فقیر کو بھی حالت رقت اور گریہ کی لاحق ہو جاتی ہے، اس قدر عمل میں آتا ہے۔ اگر یہ سب فقیر کے نزدیک اس طریقہ سے جس کا ذکر کیا گیا ہے جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا۔ (فتاویٰ عزیزی، فارسی ص۱۱۰، ۱۱۱ مطبوعہ دہلی)

شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا عرس کرنا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ عرس مبارک بھی کرتے تھے اور صاحب عرس کی قبر پر بھی جاتے تھے، جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ۔

"روزے بتقریب عرس برادر مولوی عبدالقادر خود بر قبر والد ماجد و جد وغیرہما تشریف فرما شدند، اول پیادہ رفت باوجود بعد مسافت در وقت واپس آمدن سوارہ آمد و قبور پیران راکہ جد و پدر ہم بودند از دست بوسید و بعد فراغ قرآن و فاتحہ خوش آوازے را فرمود کہ چیزے از مثنوی مولوی روم بخواند۔" (ملفوظات عزیزی فارسی ص۴۱)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ملفوظات میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے بعد ان کے سوم (تیجہ) کی محفل کی، اور اس کا حال اس طرح تحریر فرمایا ہے:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا تیجہ (سوم)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ملفوظاتِ عزیزی میں فرماتے ہیں:۔

"روز سوم کثرت ہجوم مردم ایں قدر بودند کہ بیرون از حساب است۔ ہشتاد و یک ختم کلام اللہ بشمار آمد و زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست۔"

(ترجمہ) تیسرے دن مردوں کا ہجوم کثیر المقدار میں تھا کہ جن کا حساب نہیں لگایا جا سکتا، اکاسی بلکہ اس سے بھی زیادہ قرآن پاک کے ختم ہوئے اور کلمہ شریف کا تو حساب ہی نہیں۔ (ملفوظاتِ عزیزی، فارسی ص۸۰ مطبوعہ میرٹھ)

قارئینِ کرام! شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ اور ملفوظات کی عبارات سے شاہ صاحب کا عقیدہ اور نظریہ اظہر من الشمس ہے۔ اب دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ ان کے متفقہ مجدد مولوی اسماعیل صاحب دہلوی "صراط مستقیم ص۱۶۴" میں ان کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"ہدایت مآب، قدوۂ ارباب صدق و صفا، زبدہ اصحاب فنا و بقا، سید العلماء و سند الاولیاء، حجۃ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، مرجع کل ذلیل و عزیز مولانا و مرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین۔"

وہ تو عرس، تیجہ، میلاد اور محرم شریف کا ختم شریف گھر میں دلائیں، بزرگوں کے نام کی نیاز وغیرہ بھی جائز قرار دیں، اور وہابی دیوبندیوں کے نزدیک یہ سب حرام اور ناجائز ہو، بلکہ ایسی تقاریب کا اہتمام کرنے والے اہلسنت وجماعت پر کفر و شرک اور بدعت کے فتووں کی بوچھاڑ کریں، انہیں اپنی ان خرافات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

۱؎ مولوی ابراہیم میر نے شاہ صاحب کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا حضوری لکھا ہے۔ (سراجاً منیرا ص۳۰)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے بعد شاہ ولی اللہ کے دوسرے صاحبزادے شاہ رفیع الدین کا فتویٰ پیشِ خدمت ہے:۔

شاہ رفیع الدین دہلوی کا فتویٰ

شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:۔

"در مجلسِ فاتحہ وختم برائے حاضراں مجلس باشد اگر ایں جماعت برسر قبر باشد آنجا تقسیم شود وثواب آں باموات برسد واگر درخانہا باشند بر حاضراں تقسیم شود ہم قباحتے ندارد"

(ترجمہ) مجلس میں فاتحہ وختم برائے حاضرین مجلس ہے، اگر یہ جماعت قبر پر ہے تو اُس جگہ تقسیم ہو اور ثواب اس کا ان مُردوں کو پہنچے، اور اگر گھر میں ہو تو حاضرین میں تقسیم کرے، اس قسم میں کوئی قباحت نہیں۔ (فتاویٰ شاہ رفیع الدین، فارسی ص ۹)

شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہما الرحمۃ دراصل اپنے آباؤاجداد اور اسلاف کے عقائد اور نظریات کے پابند تھے، چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا معمول تھا کہ ہر سال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ختم شریف دلاتے تھے۔ چنانچہ "انفاس العارفین" کی عبارت پیشِ خدمت ہے:۔

شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کا ہر سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیاز دلانا

"در ایام وفات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چیزے فتوح نہ شُد کہ نیاز آنحضرت طعامی پختہ شود، قدرے نخود بریاں وقند سیاہ نیاز کردم شبے درواقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت عرصہ میدارند ودراں میان آں نخود وقند نیز معروض داشتند بہ نہایت ابتہاج وبشاشت اقبال فرمودند وآنرا طلبیدند وچیزے ازاں تناول کردند وباقی دراصحاب قسمت فرمودہ اند"

(ترجمہ) ایک مرتبہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے دنوں میں مجھے کوئی چیز دستیاب نہ ہو سکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیاز پکائی جا سکے۔ کچھ بھُنے ہُوئے چنے اور گُڑ بطور نیاز تقسیم کیئے۔ رات کو خواب میں مَیں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انواع واقسام کے کھانے پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ چنے اور گُڑ بھی پیش کیا گیا۔ بڑی خوشی اور مسرت سے ان کی طرف متوجہ ہُوئے، انہیں طلب فرمایا۔ اُن میں سے کچھ تناول فرمائے اور باقی ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے۔

(انفاس العارفین فارسی ص ۴۱، ورثمین ص ۸ مطبوعہ دہلی)

اب دیوبندی حضرات کے اکابر کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا ارشاد اور نظریہ بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

حاجی امداد اللہ[1] مہاجر مکی کا ارشاد ——— مولانا روم علیہ الرحمۃ کی نیاز

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی ہی رقمطراز ہیں:۔

"جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہُوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی، گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہُوا۔ آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنے ہیں، ایک عجز و بندگی، اور وہ سوائے خدا

---

[1] دیوبندیوں کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے یہ القاب لکھے ہیں۔ حجۃ الاصفیاء۔ تاج الاولیاء زبدۃ المقربین۔ عمدۃ الواصلین۔ شمس الحقیقۃ والعرفان۔ بدر الطریقۃ والاحسان حجۃ اللہ تعالیٰ البالغہ۔ برہان الملۃ المستقیمہ۔ مرجع العالم منبع الفیض الاتم۔ بحر الحقائق والاسرار معدن العلوم والانوار صاحب المقامات العلیہ ذو الافضال والدرجات الرفیعہ الصدیق الاعظم والقطب الافخم مولانا وسیدنا الحاج شاہ امداد اللہ الفاروقی الچشتی (براہین قاطعہ ص ۲۷ مطبوعہ دیوبند) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے ملفوظات میں مرقوم ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب نے فن تصوف

کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے۔ دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں، اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے، ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے، جیسے قیام مولد شریف، اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر اس سردارِ عالم و عالمیاں روحی فداہ کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا "۔ (شمائم امدادیہ صہ ۶۸)

امام غزالی علیہ الرحمۃ کی نیاز

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ہی فرماتے ہیں کہ:۔ " منبلی کے نزدیک جمعرات کے دن کتاب احیاء العلوم تبرکاً ہوتی تھی، جب ختم ہوئی، تبرکاً دودھ لایا گیا اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے، طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے۔ اس زمانے میں لوگ انکار کرتے ہیں۔ (شمائم امدادیہ صہ ۷۰)

قارئین کرام! حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی (جو کہ دیوبندی اکابر قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی کے پیر و مرشد ہیں) کے مندرجہ بالا

(بقیہ حاشیہ صہ ۱۵۹)
کے امام تھے مجدد تھے مجتہد تھے محقق تھے۔ (افاضات الیومیہ صہ ۲۰۹ ج ۵ مطبوعہ تھانہ بھون) غیر مقلدین وہابی حضرات کے ترجمان الاعتصام لاہور میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو ان بزرگوں میں شمار کیا ہے جو آسمانِ ملت پر دینِ ہُدیٰ کے وہ درخشندہ ستارے تھے۔ جنہوں نے اپنی ضو فشانیوں سے فسق و فجور کے گھنے اندھیرے میں۔ انوارِ رحمت کا وہ اُجالا کیا کہ اس سے ہزاروں نہیں لاکھوں بندگانِ خدا نے راہِ مستقیم پائی۔ ہزاروں نے ان سے استفادہ کیا اور سینکڑوں نے ان سے شرفِ تلمذ حاصل کر کے دنیائے علم و ادب میں شاندار مقام پایا۔ (الاعتصام لاہور صہ ۔ ۹ مارچ ۱۹۵۶ء) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے حاجی امداد اللہ صاحب کو شیخ العرب والعجم لکھا ہے۔ (ارواح ثلاثہ صہ ۲۰۵)

ملفوظات کو بار بار پڑھنے سے غوث اعظم عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی نذر و نیاز، گیارہویں شریف کو حرام اور خنزیر سے بدتر کہنے والے دیوبندی وہابی ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ اُن کے فتوے کی زد سے ان کے اکابر کے پیر و مرشد بھی نہیں بچ سکتے، ذرا ہوش کے ناخن لو اپنے عقائد واہیہ اور نظریاتِ باطلہ سے اعلانِ توبہ کرو ؎

بے عذاب و عتاب حساب و کتاب
تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

حاجی صاحب خود نذر و نیاز کا اہتمام فرماتے تھے اور اپنے حلقہ بگوشوں کو کھلاتے تھے، اور اس پر فتوے لگانے والوں پر تعجب کا اظہار فرماتے تھے۔

حاجی صاحب کے دوسرے ملفوظ جو کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ کی نذر و نیاز کے متعلق ہے اس میں جمعرات کا تعین یوم بھی ہے، نذر و نیاز بھی ہے اور طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری بھی ہے، سب عیاں ہے، اور حالاتِ مصنف بیان کرنا، یہی سب کچھ گیارہویں شریف کی محافل میں ہوتا ہے، تو یہ کیسے حرام ہوگا۔ حاجی صاحب ایسی تقاریب اور محافل میں خود تشریف لے جاتے تھے، جیسا کہ ان کے ملفوظات شمائم امدادیہ سے عیاں ہے، پیشِ خدمت ہے:۔

حاجی امداد اللہ صاحب کا محافلِ عرس اور فاتحہ میں جانا

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔ حضرت خواجہ نور اللہ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا اور نیز اسی دن خدمت اشہر فقرائے زمان صاحب تمکین و عرفان مولانا سید قطب علی صاحب جلال آبادی قادری رحمۃ اللہ علیہ میں بتقریب فاتحہ والدہ ماجدہ حضرت ممدوح گیا تھا۔ (شمائم امدادیہ صہ ۱۲)

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی عرس مقدس کی تقریب میں جانے کا اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ:۔

ایک دفعہ میرا دہلی جانا ہوا، وہاں عبد اللہ مسند نشین درگاہ حضرت صابر بخش نے

تقریب عرس میں مجھ کو بلوایا، اور کسی اپنے مرید کا ہاتھی سواری کو بھیجا، جب میں اُن کے مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ لوگ بڑی شان و شوکت سے جمع ہیں، میں فقیرانہ حالت سے گیا تھا، مجھ کو دیکھتے ہی تمام لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دست بوسی کر کے مسند صدر پر بٹھایا۔ (شمائم امدادیہ ص۸۲)

قارئین کرام! حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا تقریب فاتحہ و عُرس میں جانا روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ اب وہابیوں دیوبندیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے کہ یہ بریلویوں کی ایجاد نہیں بلکہ اسلاف کا طریقہ ہے جو کہ مستحسن ہے۔ اہلسنت وجماعت انہیں کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں، اور دیوبندیوں نے نئی راہ نکالی ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی سے ثبوت

آخر میں دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کے متفقہ مجدد مولوی اسماعیل صاحب دہلوی قتیل کی کتاب "صراطِ مستقیم" کے حوالہ جات کی روشنی میں فاتحہ، عرس، نیاز اور ختم کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے تاکہ منکرین کو عبرت ہو اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہوں۔

فاتحہ بنام اکابرین

اوّل طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز بہ نشیند و فاتحہ بنام اکابرین طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگان نماید و بہ نیاز تمام و زاری بسیار از بسیار دُعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔

اب اس کا ترجمہ خود اہل حدیث حضرات کے محمد اکرم جامعی بی اے نے جو کیا ہے وہ پیش خدمت ہے:۔

طالب کو چاہیئے کہ پہلے باوضو دو زانو بطور نماز بیٹھ کر اس طریقہ کے بزرگوں حضرت معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ حضرات کے نام کا فاتحہ پڑھ کر بارگاہِ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا کرے اور بے انداز اور زاری بے شمار کے ساتھ اپنے کام کے فتح باب کے لیے دعا کر کے ذکر دو ضربی شروع کرے۔ (صراطِ مستقیم فارسی ص۱۱۱ مطبوعہ دہلی و صراط مستقیم اردو ص۲۲۱ مطبوعہ لاہور)

امورِ مرسومہ فاتحہ، عرس، نذر اور نیاز کی خوبی اور اچھائی میں کوئی شک وشبہ نہیں

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی رقمطراز ہیں کہ:۔

"ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود و ثواب آں بروح کسے از گذشتگان برساند و طریق رسانیدن آں دُعائے خیر بجناب الٰہی است پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است و اگر آنکس کہ صواب بروحش میرساند از اہل حقوق اوست بہ مقدار حق وے خوبی رسانیدن پس ثواب زیادہ تر خواہد شُد پس در خوبی ایں قدر امر از اُمورِ مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک وشبہ نیست"

(ترجمہ) پس جو عبادت کہ مسلمان سے ادا ہو اس کا ثواب کسی فوت شدہ کی روح کو پہنچائے اور جناب الٰہی میں دُعا کرنا اس کے پہنچانے کا طریق ہے، یہ بہتر اور مُستحسن طریقہ ہے۔ اور وہ شخص کہ جس کی روح کو ثواب پہنچا رہا ہے اگر اس کے حقداروں میں سے ہے اُس کے حق کے برابر اس ثواب پہنچانے کی خوبی بہت زیادہ ہوگی۔ پس امورِ مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عُرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک و شُبہ نہیں۔ (صراطِ مُستقیم فارسی ص۵۵، صراطِ مستقیم اُردو ص۱۱۰)

ناظرینِ کرام! مجدد الوہابیہ والدیابنہ دہلوی صاحب نے واضح الفاظ میں آخر اقرار کر ہی لیا ہے کہ فاتحہ، عرس، نذر و نیاز میں جو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اِن اُمور کے بہتر، مستحسن اور اچھے ہونے میں کوئی شک وشُبہ نہیں۔ اہلسنت وجماعت کے علماء کرام اور احباب ختم گیارہویں شریف میں ایصالِ ثواب ہی کرتے ہیں۔ گیارہویں شریف غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عُرس ہی تو ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی ہی رقمطراز ہیں کہ:۔

"ہر گاہ ایصال نفعی بمیت منظور دارد موقوف بر اطعام نگذارد اگر میسر باشد بہتر است و الّا صرف ثواب سورۃ فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب ہا است"

(ترجمہ) جب میت کو کچھ نفع پہنچانا مقصود ہو تو اُسے کھانا کھلانے پر ہی موقوف نہ سمجھنا چاہیئے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ صرف سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا ثواب بہت بہتر ہے۔ (صراطِ مستقیم فارسی ص۶۴ صراطِ مستقیم اُردو ص۱۲۷)

دوستو! منکرین اور مخالفین کے مجدد سے بھی اللہ تعالیٰ نے اہلسنت وجماعت کے مسلک کی حقانیت عیاں کر دی۔

مولوی رشید احمد گنگوہی

مجدد الوہابیہ والدیابنہ اسمٰعیل دہلوی کے بعد مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں جو کہ مسلک اہل سُنّت وجماعت کے عقیدہ کی ترجمانی کرتا ہے:۔

"جو اموات اولیاء کی نذر مانے تو اس کے اگر یہ معنے ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے، درست ہے۔ اور جو نذر بمعنے التقرب ان کے نام پر ہے تو حرام ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ج۱ ص۱۴۱ مطبوعہ دہلی، فتاویٰ رشیدیہ کراچی)

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی کے بعد غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں، کے مجدد اور مفسر نواب صدیق حسن بھوپالی کی تحریروں سے ختم شریف کا ثبوت درج کیا جاتا ہے:۔

نواب[1] صدیق حسن بھوپالی

اپنی کتاب "الروض الخصیب من تزکیۃ القلب المنیب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

---

[1] نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی کے متعلق وہابیہ نجدیہ خارجیہ کے مولوی اسماعیل آف گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ: دقتِ نظر، وسعتِ مطالعہ، زہد و تقوےٰ کے لحاظ سے ان کا مقام یقیناً بہت اُونچا ہے اور فہمِ قرآن میں ان کا ذہن بے حد صاف ہے۔ بہت سے اکابر قدما سے بھی ان کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے۔ (حیات النبی ص۴۶-۴۷) وہابیہ کے مولوی اشرف سندھو لکھتے ہیں کہ نواب صدیق حسن خاں اہلحدیث مسلک کے علمبردار ہیں اور وسیع النظر محقق ہیں۔ (تاریخ التقلید ص۱۲۹) مولوی داؤد غزنوی کی زیرِ نگرانی شائع ہونے والا الاعتصام، لاہور نے نواب صدیق حسن خاں، ثناء اللہ امرتسری، حافظ محمد لکھوی کو انیسویں صدی عیسوی کے اواخر اور بیسویں صدی (باقی اگلے صفحہ پر)

"ختم صحیح بخاری نزد آفات و حوادث و بر آں نیز علماء حدیث و مشائخ طریق اتفاق کردہ اند در حفظ از حرق و غارق و دفع دیگر بلیات و جلب منافع تریاق مجرب یافتہ۔" (الروض الخصیب فارسی ص۱۱۲ مطبوعہ اکبرآباد)

(ترجمہ) نواب صاحب کے نزدیک آفات و بلیات اور حوادثِ زمانہ، آگ لگنے اور ڈوبنے سے محفوظ رہنے کے لیے ختم صحیح بخاری شریف کو مجرب اور تریاق اور نفع بخش قرار دیا ہے اور اس پر علماء و مشائخ کا اتفاق تحریر فرمایا ہے۔

دیوبندی اور وہابی جو یہ کہتے ہیں کہ کیا گیارہویں شریف کا ختم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اور خلفاء راشدین علیہم الرضوان کے زمانہ میں تھا؟ انہیں یہ اپنے بڑے اور محدث نواب صدیق حسن بھوپالی کو بھی پوچھنا چاہیئے کہ ختم صحیح بخاری شریف جس پر آپ علماء حدیث اور مشائخ کا اتفاق بیان کر رہے ہیں اور مجرب قرار دے رہے ہیں، یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین علیہم الرضوان کے زمانہ میں تھا۔

(بقیہ صفحہ ۱۶۴) کے اوائل کے زمانہ کے اکابر اہلحدیث میں شمار کیا ہے۔ (الاعتصام ص۵ ۱۶ دسمبر ۱۹۵۹ء) نواب صدیق حسن خاں، آسمانِ ملت پر دینِ ہُدیٰ کے وُہ درخشندہ ستارے تھے۔ جنہوں نے اپنی ضو فشانیوں سے فسق و فجور کے گھنگھور اندھیرے میں انوارِ رحمت کا وُہ اُجالا کیا۔ کہ اس سے ہزاروں نہیں لاکھوں بندگانِ الٰہی نے راہِ مستقیم پائی۔ (الاعتصام ص۸ ۹ مارچ ۱۹۵۹ء) وہابیہ نجدیہ کے مشہور امام خلیل بن محمد الانصاری نے گوجرانوالہ میں وہابیوں کی کانفرنس میں کہا کہ ناصر و ناشر سنت سنیہ نواب صدیق حسن خاں ..... یہ وُہ ہستی ہے جو اپنے علم سے اتنی بلند پایہ ہے کہ نہ صرف پاکستان و ہند کے اہلحدیث ہی بلکہ عالمِ اسلامی کا ہر طالبِ علم اس ہستی کو علمی حیثیت سے جانتا اور مانتا ہے۔ اور آپ کی تصانیف کی تعداد دس بیس نہیں بلکہ صدہا ہے۔ (الاعتصام ص۳ ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۶ء) مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی پکے اہل حدیث تھے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص۲۸۳ ج۱)۔ ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے قدمائے اہلحدیث روساء میں نواب صدیق حسن خاں صاحب کے تذکار تو رہتی دُنیا تک تاریخ عالم فراموش نہ کر سکے گی۔ (اخبار محمدی دہلی ص۹ یکم مئی ۱۹۴۲ء) بھوپالوی کو سرِ اہلحدیث لکھا ہے۔ (اخبار محمدی دہلی ص۵ ۱۵ جنوری ۱۹۴۱ء)

معلوم ہوا کہ ان عقل کے اندھوں کو اصول کا ہی پتہ نہیں۔ جن علماء حدیث اور مشائخ نے ختم صحیح بخاری شریف پر اتفاق فرمایا ہے اُن کو اصول کا علم ہے، تب ہی تو متفق ہوئے ہیں۔

نواب صدیق حسن بھوپالی کی بیوی کے لیے شیخ حسین عرب وہابی کا ختم بخاری شریف کروانا

سردارِ اہلحدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار "اہلحدیث" امرتسر میں لکھا ہے کہ :-

"شاہجہان بیگم صاحبہ جب مرض الموت میں گرفتار ہوئیں تو اُن کی شفاء کے لیے شیخ صاحب نے بخاری شریف کا ختم تجویز کیا جو انہیں کے مکان پر شروع کیا گیا ہر مہینہ میں ختم خوانوں کے لیے جو روپیہ آتا تھا اس میں سے والد کا حصّہ جو منتظمین میں تھے میں جا کر لاتا تھا۔ اچھی خاصی رقم مل جاتی تھی۔ عام اہلحدیث کی طرح اس وقت میں بھی یہی سمجھتا تھا کہ یہ مال طیّب اور حلال ہے۔

بیگم صاحبہ کی علالت نے زیادہ طول کھینچا اور اس ختم کا سلسلہ تقریباً سال بھر جاری رہا، پڑھنے والے بہت خوش تھے۔ اس تمام مدّت میں صرف ایک دن میں نے اُن کو افسردہ خاطر دیکھا جس دن کہ انہوں نے یہ سُنا تھا کہ فلاں پیر صاحب کو بیگم نے دُعا کے لیے بیس ہزار روپے بھیجے ہیں ـــــــ"

(اخبار اہلحدیث امرتسر صـ ۱۲، ۱۸ جون ۱۹۳۷ء)

قارئینِ کرام! نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب "الداء والدواء" صـ ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۶۱، ۱۶۲ پر بھی ختم بخاری شریف، ختم خواجگان، ختم مجدد اور ختم قادریہ کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ ان کی کتاب "الداء والدواء" کے ان صفحات کے اصل فوٹو اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں :-

قال اللہ تعالیٰ ادعونی استجب لکم

کتاب التعویذات

المعروف

الداء والدواء

عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب سید محمد صدیق الحسن خانؒ

ناشر: بشیر احمد نعمانی

نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

قیمت: ۵۰/۶ روپے

کہ پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر سورہ فاتحہ کو مع بسم اللہ سات بار پڑھے پھر درود
سو بار پھر الم نشرح مع بسم اللہ مقتاد و نہ بار پھر سورہ اخلاص با بسم اللہ ہزار و یکبار پھر سورہ فاتحہ با
بسم اللہ سات بار پھر درود سو بار پھر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس ختم کا ارواح حضرات کو جن کی طرف
یہ ختم منسوب ہے پیش کرے ان بزرگوں کی تعیین نام میں اختلاف ہے پھر اللہ تعالیٰ سے حصول
مدعا بوسیلہ ان بزرگوں کے چاہے اور جب تک کام نہ ہو مداومت رکھے اللہ ہر مشکل کا آسان
کرنے والا ہے اس ختم کو خواہ ایک شخص تنہا پڑھے یا زیادہ لوگ پڑھیں بطور تقسیم لیکن رعایت عدد
وتر کی اولیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے خانقاہ شریف مظہری کا
دستور یہ تھا کہ بعد فاتحہ آخر کے دعا آواز بلند سے پڑھتے اور کہتے تھے کہ ہم نے ثواب ان
کلمات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے ہیں ارواح طیبات حضرات علیہ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم
کو پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم امداد و اعانت بواسطہ ان حضرات کے چاہتے ہیں مجدد الف ثانی
کے ختم میں بھی معمول دعا اسی طور پر تھا۔ میں کہتا ہوں کہ شیخ محمد بن علی نے خزینۃ الاسرار میں
لکھا ہے کہ امام جعفر صادق و ابویزید بسطامی و ابوالحسن خرقانی اور جو بعد ان کے ہوئے ان
سے تا شاہ نقشبند سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضا حاجات و حصول مرادات و دفع
بلا و قہر اعداء و حساد و رفع درجات و وصال قربات و ظہور تجلیات میں استعمال اس فائدہ جلیلہ و
اسرار غریبہ کا تریاق مجرب ہے طریقہ اس ختم کا یہ ہے کہ سو بار استغفار پڑھے اور سات بار فاتحہ
اور سو بار درود اور ننانوے بار الم نشرح اور ہزار اور ایک بار سورہ اخلاص پھر سات بار فاتحہ
پھر وقت تمام ہونے اس ختم کے سو بار درود پھر حاجت کا سوال کرے اور مقصود کا طالب
ہو باذن اللہ وہ حاجت پوری ہو گی اور چار دن سے زیادہ تجاوز نہ کرے گی اور سات دن
اس پر مداومت کرے وَقَالَ وَجَرَّبَهَا كَثِيْرٌ وَّلٰكِنْ اَوْصَوْا لِمَنْ وَصَلَ
اِلٰى مُرَادِهٖ اَنْ لَّا يَفْشِيَ سِرَّهٗ لِاَحَدٍ مِّنَ السُّفَهَاۤءِ لِئَلَّا يَسْتَعْمِلُوْا
فِيْمَا حُرِّمَ ثُمَّ كَانَ ذٰلِكَ التَّرْتِيْبُ عَادَةً لَّهُمْ يُدَاوِمُوْنَ نَهَارَ

يَعْمَلُوْنَ بِهَا كُلَّ يَوْمٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ صَبَاحًا وَّ مَسَاۤءً اَوْ دُبُرَ كُلِّ
الْمَكْتُوْبَاتِ الْخَمْسِ فَعَادَاتُ السَّادَاتِ سَادَاتُ الْعَادَاتِ وَمَنْ خَالَطَ
السَّادَاتِ يَنَالُ السِّيَادَةَ وَالسَّعَادَةَ وَهُوَ اَعْظَمُ الرُّكْنِ وَاَفْضَلُ الْوِرْدِ
الْمَخْصُوْصِ فِي الطَّرِيْقَةِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ بَعْدَ اسْمِ الذَّاتِ وَنَفْيِ الْاِثْبَاتِ
كَذَا ذَكَرَهٗ اَبُو السُّعُوْدِ انتہی۔ محرر سطور اگرچہ کسی شیخ کا مرید نہیں لیکن آباء و مشائخ
میرے سب نقشبندیہ گذرے ہیں اگرچہ ان کو اجازت جملہ سلاسل سلوک کی بھی حاصل تھی
اس لئے میں نے اس ختم کا اس جگہ ذکر کرنا مناسب جانا بابت اس ختم کے لاتقف عند
حد ہیں خزینۃ الاسرار میں تفصیل اس اجمال کی لکھی ہے اور طریقہ مجددیہ کو بھی بابت اس ترتیب
کے ذکر کیا ہے والد مرحوم میرے نقشبندی تھے اور قاضی محمد علی شوکانی بھی نقشبندی تھے اور
اہل خاندان شاہ ولی اللہ محدث اور مرزا مظہر جانجاناں بھی اسی طریقہ علیہ پر تھے وللہ الحمد۔
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ در اعمال مشائخ ختم خواجگان نیز مجرب است و طریقہ
او معروف و مشہور ختم يَا بَدِيْعَ الْعَجَاۤئِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ یک ہزار و دو صد
بار و در اول و آخر درود شریف صد بار نیز خواہ تنہا خواہ بجماعت نیز مجرب است انتہی۔
ایک طریقہ ختم خواجگان کا یہ ہے کہ سو اور درود کے ہر چیز کو مع تسمیہ پڑھے فاتحہ سات بار درود
ایک سو بار الم نشرح اناسی بار اخلاص ایک ہزار ایک بار پھر فاتحہ سات بار درود ایک سو بار
اور کسی قدر شیرینی پر فاتحہ حضرات مشائخ پڑھ کر تقسیم کر دے واللہ اعلم۔

ختم حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ

یہ ختم واسطے حصول جمیع مقاصد و حل مشکلات کے مجرب ہے پہلے سو بار درود پڑھے
پھر پانسو بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ بلاکم و بیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا
رہے یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو۔ مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ
مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان و ختم مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کر لو

ختم قادریہ

اس کو مشائخ نے واسطے برآمد امر مہم کے مجرب سمجھا ہے عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کرکے تین دن تک پڑھے بسم اللہ معہ فاتحہ و کلمہ تمجید و درود و سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر اور ثواب اس کا روح پرفتوح آنحضرت و مشائخ طریقت کو دے کر تقسیم کرے۔

دیگر ختم قادریہ

پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کر دے۔

ختم لایلاف

اس کا بہ نیت رفع شر گیارہ بار یا ایک سو ایک بار پڑھنا اور اول و آخر پانچ بار درود پڑھنا بعد نماز فجر کے مجرب ہے وللہ الحمد۔

ختم برائے میت

جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو اس سے کہے کہ دس بار قل ہو اللہ بسم اللہ پڑھے پھر دس بار درود پھر دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر دس بار اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ پھر ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن، تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا لوگ حلقے کے یوں کہیں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

تعویذ برائے ہر مرض و درد

اس تعویذ کو مریض و دردمند کے بازو یا گلے باندھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قارئین کرام! مندرجہ بالا عبارات جو کہ غیر مقلدین وہابی حضرات کے امام، پیشوا، مفسر، محدث، مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی کو بار بار پڑھیئے تو اس سے ختم شریف، سورتوں کا پڑھنا، شیرینی مٹھائی پر پڑھنا، ارواح کو ایصالِ ثواب کرنا، وقت کا تعین کرنا، اور ختم شریف کو لازم کر لینا، بزرگوں کا وسیلہ لینا، واضح اور ثابت ہے۔ ان پر اُن حضرات کا عمل انہوں نے لکھا ہے جو کہ اعلحضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ القوی سے پہلے تھے۔

ہر ذی شعور اس حقیقت کو تسلیم کرے گا کہ ختمات شریفہ کے قائل محدثین، مفسرین، اور اولیاء کاملین کے طریقہ پر چل رہے ہیں اور مانعین نئے طریقہ کو ایجاد کیے بیٹھے ہیں۔ نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ اعلحضرت امام شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کا طریقہ اور عقیدہ اسلاف کے عقیدہ اور نظریہ کے مطابق ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

میرے عبد المصطفیٰ احمد رضا تیرا قلم
دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے شمشیر ہے

ختم بخاری شریف کے متعلق رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

دیوبندی مکتب فکر کے بزرگ مولوی

رشید احمد صاحب گنگوہی کا ختم بخاری شریف کے متعلق فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:۔

سوال:۔ کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں، اور بدعت ہے یا نہیں؟

جواب:۔ قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی، مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے، اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۱ مطبوعہ دہلی، فتاویٰ رشیدیہ ص مطبوعہ کراچی)

عقیدہ ختم نبوت ختم شریف میں آپ نے دیکھا ہے کہ جو آیات طیبات پڑھی جاتی ہیں ان میں یہ آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ٥ بھی پڑھی جاتی ہے
اسلاف کی نگاہ ولایت یہ محسوس کر رہی تھی کہ منکرین ختم نبوت مختلف انداز میں سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کریں گے، تو انہوں نے ختم شریف میں یہ آیت بھی رکھ دی تاکہ جو بھی ختم شریف کا قائل ہے وہ ختم نبوت کے متعلق راسخ العقیدہ ہو جائے۔
آپ دیکھیں کہ کبھی کسی مرزائی نے ختم شریف نہ اپنی مسجد میں نہ ہی اپنے گھر میں دلایا اور نہ ہی ختم شریف کا کھانا کھاتے ہیں، مرزائیوں کے نزدیک ختم شریف کا کھانا حرام ہے نہ ہی یہ گیارہویں شریف کے قائل ہیں۔

دوستو! قصبوں، دیہاتوں اور شہروں ہر جگہ ختم شریف کی محافل قائم ہوتی ہیں اور وہاں یہ آیت تلاوت ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ ختم شریف بھی مرزائیت کی تردید کا ایک ذریعہ ہے۔ اور ختم نبوت کے عقیدہ کی تشہیر بزرگان دین شروع سے کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منکرین ختم شریف اکثر مرزائی اور قادیانی ہوئے ہیں۔ جس کی گواہی خود اہلحدیث مکتب فکر سے تعلق رکھنے والی ایک متعدد شخصیت مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔

مولوی ابراہیم میر کا بیان مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے ۹۴۹ء میں وہابیوں کی کانفرنس جو کہ لاہور میں منعقد ہوئی تھی، اس کے خطبہ صدارت میں فرمایا "جماعت اہلحدیث کے کثیر التعداد لوگ قادیانی ہو گئے ہیں۔" (احتفال الجمہور ص۲۳)

ثنائی فتویٰ! اسی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے سردار اہلحدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ہی مرزائی امام کے پیچھے نماز جائز قرار دی ہے۔
(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۱ کالم ۲ ۳۱ مئی ۱۹۱۲ء)

قرآنی آیات کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اب آپ کے سامنے درود شریف کے فضائل اور برکات پیش کیے جاتے ہیں۔

فضائلِ درود شریف

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥
(پ۲۲، ع ۴)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت احکامات فرمائے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ اور خیرات وغیرہم اور انبیاء کرام علیہم السلام کی بہت سی تعریفات اور توصیفیں فرمائیں، لیکن کسی حکم اور اعزاز و اکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی یہ کام کرو۔ یہ اعزاز و اکرام صرف اور صرف سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ہی کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کی نسبت اولاً اپنی طرف سے، اس کے بعد اپنے ملائکہ کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ مومنین کی شرکت ہے۔

حدیث شریف نمبر ۱ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔ (صحیح مسلم شریف ص۱۷۵ ج۱) (نسائی ص۱۹۱)

جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔

حدیث شریف نمبر۲ سیدنا انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ۔

جس کے سامنے میرا ذکر ہو اس کو چاہیئے کہ مجھ پر درود پڑھے اور جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالےٰ اُس پر دس دفعہ رحمتیں بھیجے گا اور اُس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اُس کے دس درجے بلند کرے گا۔

(مسند امام احمد ، القول البدیع ص۱۰۳ ، الترغیب والترہیب للمنذری)

حدیث شریف نمبر۳ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً

بے شک قیامت میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے۔

(جامع ترمذی ص۶۴/۱ ، القول البدیع ص)

حدیث شریف نمبر۴ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ حِيْنَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَحِيْنَ يُمْسِيْ عَشْرًا اَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

جو دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام مجھ پر درود شریف پڑھے اس کو قیامت کے دن میری شفاعت پہنچکر رہے گی۔

(طبرانی شریف ص ، القول البدیع للسخاوی ص)

حدیث شریف نمبر۵ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلصَّلٰوةُ عَلَيَّ نُوْرٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِيْنَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُ ثَمَانِيْنَ عَامًا۔

مجھ پر درود شریف پڑھنا پلصراط سے گذرنے کے وقت نور ہے اور جو شخص جمعہ کے روز اسی مرتبہ مجھ پر درود بھیجے اُس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(القول البدیع ص۱۹۵ ، فضائل درود شریف ص۴۱ مطبوعہ دہلی)

حدیث شریف نمبر۶ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ (ترمذی ص۶۴)

بے شک دعائیں آسمان وزمین میں معلق رہتی ہیں ان میں سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتیں جب تک تمہارے نبی پر درود نہ بھیجا جائے۔

حدیث شریف نمبر۷ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهُمْ

کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھے اس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اور انہوں نے اپنے نبی پر درود شریف نہیں پڑھا تو ان پر اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے اگر چاہے تو عذاب کرے اُن کو اور اگر چاہے تو اُن کو بخشے۔

(ترمذی شریف ج۲ ص۱۷۴)

حدیث شریف نمبر۸ سید المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:۔

مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ۔ (ابن ماجہ ص۶۵)

جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا پس وہ جنت کا راستہ بھلایا جائے گا۔ (القول البدیع ص۱۳۵)

حدیث شریف نمبر۹ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ (طبرانی شریف)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ جہاں کہیں بھی رہو مجھ پر درود بھیجو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔

اب ایک حدیث درج کی جاتی ہے جو دیوبندی، غیر مقلد اہلحدیث، جماعت اسلامی، اور تبلیغی جماعت کے متفقہ مجدد ابن قیم نے اپنی کتاب "جلاء الافہام" میں درج کی ہے۔ نیز غیر مقلدین حضرات جو کہ اپنے تئیں اہلحدیث کہلاتے ہیں، اُن کے متفقہ جید عالم قاضی سلیمان منصور پوری کی کتاب "الصلوٰۃ والسلام" میں بھی موجود ہے:۔

حدیث شریف نمبر ۱۰ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ۔

أَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُّصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ۔

جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ وہ حاضری والا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی ایسا آدمی نہیں جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا آپ کے وصال کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کیا ہے۔

(جلاء الافہام ص۶۳، الصلوٰۃ والسلام ص)

حدیث شریف نمبر ۱۱ دلائل الخیرات[1] شریف میں سلیمان جزولی نے حدیث شریف درج کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

اَسْمَعُ صَلٰوةَ اَهْلِ مَحَبَّتِيْ وَاَعْرِفُهُمْ۔

اہل محبت کا درود خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔

(دلائل الخیرات ص، مطالع المسرات ص۴۵ مطبوعہ مصر)

---

[1] دلائل الخیرات شریف وہ کتاب ہے جس کا وظیفہ اکابر دیوبند بھی کرتے رہے ہیں، مولوی اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاء میں ان کے وصال کے ستتر سال بعد ان کا جسم بالکل ٹھیک رہنا درج کیا ہے۔ نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی اس کتاب کی تعریف کی ہے۔ (فقیر قادری غفرلہٗ)

قارئین کرام! فضائلِ درود شریف پر احادیث کثیر تعداد میں محدثین نے جمع فرمائی ہیں اور اسلاف نے مستقل کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ کی "افضل الصلوٰۃ"[1] علامہ محدث سخاوی علیہ الرحمۃ کی کتاب "القول البدیع"[2] دیوبندی مکتب فکر کے ابن قیم کی کتاب "جلاء الافہام"[3]، اور غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے قاضی سلیمان منصور پوری کی کتاب "الصلوٰۃ والسلام"[4]، تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا صاحب سہارن پوری کی "فضائل درود شریف" کا مطالعہ کرنے سے اہلسنت وجماعت کے مسلک کی حقانیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ برکت حاصل کرنے اور اپنے دعوے کی دلیل کے لیے چند احادیث شریف درج کی ہیں۔ اب علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ کی کتاب مستطاب "القول البدیع" سے دو حکایات درج کی جاتی ہیں جس سے بعد از وصال درود شریف کی برکت واضح ہے۔ یہ دونوں حکایات تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا صاحب سہارنپوری نے "فضائل درود شریف" میں درج کی ہیں، انہیں کے الفاظ میں درج کی جاتی ہیں۔

درود شریف کی برکت کے دو واقعات

(۱) ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا، میری یہ تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نماز نفل پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھتی رہ۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اُس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے، تارکول کا لباس اُس پر ہے، دونوں ہاتھ اُس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اُس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ صبح کو اُٹھ کر پھر حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کے پاس

---

[1] اس کا اردو ترجمہ بازار سے ملتا ہے [2] اس کا اردو ترجمہ قادری کتب خانہ سیالکوٹ نے شائع کیا ہے۔

[3][4] یہ دونوں کتابیں بھی قادری کتب خانہ سیالکوٹ سے مل سکتی ہیں۔ (فقیر قادری غفرلہٗ)

گئی۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اس کی طرف سے صدقہ کر، شاید اللہ جل شانہ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف کر دے۔ اگلے دن حضرت حسن (علیہ الرحمۃ) نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے، اور اُس میں ایک بہت اونچا تخت ہے، اور اُس پر ایک بہت نہایت حسین و جمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے، اس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے۔ وہ کہنے لگی حسنؒ! تم نے مجھے بھی پہچانا؟ میں نے کہا نہیں میں نے تو نہیں پہچانا۔ کہنے لگی میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا (عشاء کے بعد سونے تک) حضرت حسن (علیہ الرحمۃ) نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا حال اس کے برعکس بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے کہا میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی۔ میں نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوگیا۔ اُس نے کہا کہ ہم ستر ہزار آدمی اسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا گذر ہمارے قبرستان پر ہوا، انہوں نے ایک دفعہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا، ان کا درود اللہ تعالٰے کے یہاں ایسا قبول ہوا کہ اس کی برکت سے ہم سب اس عذاب سے آزاد کر دیئے گئے اور ان بزرگ کی برکت سے یہ رُتبہ نصیب ہوا۔

(فضائل درود شریف ص۱۰۰، ۱۰۱ حکایت نمبر ۳۶ ۔ القول البدیع ص۱۳۱)

② "روض الفائق" میں ہے ایک عورت تھی اس کا لڑکا بہت ہی گنہگار تھا۔ اس کی ماں اس کو بار بار نصیحت کرتی مگر وہ بالکل نہیں مانتا تھا۔ اسی حال میں وہ مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت ہی رنج تھا کہ وہ بغیر توبہ کے مرا، اس کو بڑی تمنا تھی کہ کسی طرح اس کو خواب میں دیکھے۔ اس کو خواب میں دیکھا تو وہ عذاب میں مبتلا تھا۔ اس کی وجہ سے اس کی ماں کو اور بھی زیادہ صدمہ ہوا۔ ایک زمانہ کے بعد اس نے دوبارہ خواب میں دیکھا تو بہت اچھی حالت میں تھا، نہایت خوش و خُرم۔ ماں نے پوچھا کہ یہ کیا ہوگیا۔ اُس نے کہا کہ ایک بہت بڑا گنہگار شخص اس قبرستان سے گذرا۔ قبروں کو دیکھ کر اس کو کچھ عبرت ہوئی۔ وہ اپنی حالت پر رونے لگا اور سچے دل سے توبہ کی اور کچھ قرآن شریف اور بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس قبرستان والوں کو بخشا جس میں میں تھا، اس میں سے جو حصہ مجھے

اس کا یہ اثر ہے جو تم دیکھ رہی ہو۔ میری اماں حضور پر درود کا نور ہے۔ گناہوں کا کفارہ ہے اور زندہ اور مُردہ دونوں کے لیے رحمت ہے۔ (فضائل درود شریف ص۱۰۱، ۱۰۲ مطبوعہ دہلی)

درود شریف کی برکات اور اس کی برکت سے گنہگاروں کی بخشش اور درجات کی بلندی کے واقعات بھی آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اور یہ احادیث اور واقعات دیوبندی، غیر مقلدین اہلحدیث، جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کے متفقہ عالم مولوی زکریا صاحب سہارنپوری نے درج کیے ہیں۔

اہلسنت وجماعت گیارہویں شریف کا ختم ہو یا تیجہ، دسواں، چالیسواں یا سالانہ ختم شریف ہو یہی چیزیں پڑھتے ہیں۔ قرآن حکیم یا قرآن حکیم میں سے قل یا ایہا الکفرون، سورۃ اخلاص، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس، سورۃ فاتحہ، سورۃ البقرہ کی پہلی آیاتِ طیبات اور درود شریف، یہ پڑھ کر اللہ تعالٰے کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے پڑھا ہے تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، قبول فرما اور اس کا ثواب سرور عالم نورِ مجسّم، شفیع معظم، رسولِ معظم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی بارگاہ میں ہدیۃً تحفۃً ہماری طرف سے پیش فرما۔ پھر ان کا ثواب جمیع انبیاء کرام مرسلین عظام علیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی بارگاہ میں پیش فرما۔ پھر ان کا ثواب خلفاء راشدین، اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور اولیاء الرحمٰن کی بارگاہ میں پیش فرما، بالخصوص سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں پیش فرما۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے تمام مومنین اور مسلمین کی رُوح کو ایصالِ ثواب فرما۔

اب کوئی یہ بتائے کہ اس میں حرام اور ناجائز کون سی چیز ہے۔ دعا اللہ تعالٰے کی بارگاہ میں کی جاتی ہے کہ یہ سب کچھ تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اس کا ثواب جو مولا کریم تو نے عطا فرمایا ہے وہ ان کی بارگاہ میں پیش فرما کیونکہ ثواب دینے والا اللہ تعالٰے ہے۔ اور یہ قرآن خوانی، درود خوانی، کھانا کھلانا یہ سب نیک کام ہیں بُرے کام تو نہیں۔ اور نیک کام کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالٰے کا فرمان ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ بے شک اللہ نیکوں کا نیک ضائع نہیں کرتا۔

(پ۱۱، رکوع ۴)

گیارہویں شریف کا ثبوت

اب اکابر محدثین اور اولیاء کاملین سے عرس غوثِ اعظم یا گیارہویں شریف کا ثبوت واضح الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے، اور ان اکابر کی کتب کے حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں، جو دیوبندی اور اہل حدیث غیر مقلدین کے نزدیک بھی مسلمہ ہیں:۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ[1]

سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ پیش کیا جاتا ہے:۔

وَقَدِ اشْتَهَرَ فِي دِيَارِنَا هٰذَا الْيَوْمُ الْحَادِيْ عَشَرَ وَهُوَ الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنْ اَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ اَوْلَادِهٖ۔

بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کے ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے۔

(ماثبت بالسنۃ، عربی ص ۶۸)

---

[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے متعلق غیر مقلدین حضرات کے نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ "شیخ کی مساعی جمیلہ سے ہندوستان میں حدیث کی بڑی اشاعت ہوئی۔ حدیث اور ترویج سنت میں شیخ موصوف کو جو شرف و فضیلت حاصل ہے اس میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہیں"۔ نواب بھوپالی ہی لکھتے ہیں کہ:۔ "حق ایں است کہ شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ در ترجمہ بخاری یکے از افراد ایں امت است مثل او دریں کار و بار خصوصاً دریں روزگار واحدے معلوم نیست واللہ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ بندہ عاجز دریں بر تربت شریف او رسیدہ می تواند گفتن کہ کلام روح و ریحانے بر کاتش مشاہدہ نمود رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً" (تقصار ص ۱۱۲ عجالۂ نافعہ ص ۳۵) نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی دوسری کتاب میں رقمطراز ہیں کہ:۔ "تو الیف ایشاں در بلادِ ہند قبول و شہرت تمام دارد ہم نافع و مفید افتادہ۔ کاتب حروف بزیارت مرقد شریف مکرر فیضیاب شدہ و کشفے عجیب و بستگی غریب در آں مقام یافتہ۔

(اتحاف النبلاء ص ۳۰۴ عجالۂ نافعہ ص ۳۹)

شیخ عبدالوہاب مکی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ[2]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے شیخ اور مرشد شیخ عبدالوہاب قادری متقی مکی علیہ الرحمۃ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے قمطراز ہیں کہ:۔

قُلْتُ فَبِهٰذِهِ الرِّوَايَةِ يَكُوْنُ عُرْسُهٗ تَاسِعَ الرَّبِيْعِ الْاٰخِرِ وَهٰذَا هُوَ الَّذِيْ اَدْرَكْنَا عَلَيْهِ سَيِّدَنَا الشَّيْخَ الْاِمَامَ الْعَارِفَ الْكَامِلَ الشَّيْخَ عَبْدَ الْوَهَّابِ الْقَادِرِيَّ الْمُتَّقِيَّ الْمَكِّيَّ فَاِنَّهٗ قُدِّسَ سِرُّهٗ كَانَ يُحَافِظُ يَوْمَ عُرْسِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا التَّارِيْخَ اِمَّا اِعْتِمَادًا عَلٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةِ اَوْ عَلٰى مَا رَاٰى مِنْ شَيْخِهٖ الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ عَلِيِّ الْمُتَّقِيِّ اَوْ مِنْ غَيْرِهٖ مِنَ الْمَشَائِخِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

ہم کہتے ہیں کہ اس روایت کے مطابق حضرت غوث اعظم کا عرس مبارک ۹ ربیع الآخر کو ہونا چاہیے۔ ہم نے اپنے پیر و مرشد سیدنا امام عارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی مکی قدس سرہ کو پایا ہے کہ شیخ قدس سرہ العزیز آپ (غوثِ اعظم) کے عرس کے دن کے لیے یہی تاریخ یاد رکھتے تھے لیکن اس روایت پر اعتماد کرتے ہوئے یا اس سبب سے کہ اپنے پیر و مرشد شیخ کبیر علی متقی قدس سرہ یا اور کسی بزرگ کو دیکھا ہو۔

(ماثبت بالسنۃ عربی ص ۶۸)

شیخ امان اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

ساڑھے پانچ سو سال قبل کی شخصیت حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کے حالات میں شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔

یازدہم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کردہ۔

ماہ ربیع الآخر شریف کی گیارہ تاریخ کو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک کیا کرتے تھے۔

(اخبار الاخیار شریف ص ۲۴۲ مطبوعہ دیوبند)

---

[2] شیخ عبدالوہاب متقی کے متعلق مولوی زکریا سہارن پوری دیوبندی رقمطراز ہیں۔ کہ شیخ علی متقی کی خدمت میں رہ کر کمالات ظاہریہ و باطنیہ حاصل کئے۔ (مقدمہ اکمال الشیم ص ۷)

مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ کا عقیدہ[1]

ملفوظات مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ میں وہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں جو کہ شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ کی تصنیفِ لطیف "کلماتِ طیبات" میں ہے۔ پڑھیئے اور اہل سنت وجماعت کے مسلک کی حقانیت پر پختہ ایمان رکھیئے۔

"در منامے دیدم کہ در صحرائے وسیع چبوترہ الیست کلاں و اولیاء بسیار در آنجا حلقہ مراقبہ دارند و در وسط حلقہ حضرت خواجہ نقشبند دو زانو حضرت جنید قدس اللہ اسرارہما مجتبے نشستہ اند و آثار استغنا از ماسوا و کیفیات حالات فنا بر سید الطائفہ ظاہر ست ہمہ کس از انجا برخاستند گفتم کجا میروند کسی گفت باستقبال امیر المومنین علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس حضرت امیر تشریف فرما شدند۔ شخصے گلیم پوش سر و پا برہنہ ژولیدہ مو ہمراہ حضرت امیر نمودار گشت آنحضرت دستش در دست خود بکمال تواضع و تعظیم گرفتہ اند گفتم ایں کیست کے گفت خیر التابعین اویس قرنی است آنجا حجرہ مصفا در کمال نورانیت ظاہر شد ہمہ عزیزان دراں حجرہ در آمدند گفتم کجا رفتند کسے گفت امروز عرس حضرت غوث الثقلین ست بتقریب عرس تشریف بروند"۔

(ترجمہ) میں نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں۔ اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند دو زانو اور حضرت جنید تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ استغناء ماسوا اللہ اور کیفیاتِ فنا آپ میں جلوہ نما ہیں۔ پھر یہ سب حضرات کھڑے ہو گئے اور چل دیئے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کیلئے جا رہے ہیں۔

---

[1] مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ کے متعلق اہل حدیث حضرات کے ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی رقمطراز ہیں کہ: "دہلی میں حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید المتوفی ۱۱۹۰ھ اسی طریقہ (اہلحدیث) کے عامل تھے"۔ (ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۲)۔ فقیر قادری غفرلہٗ

پس حضرت علی المرتضٰی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ گلیم پوش سر اور پاؤں سے برہنہ ژولیدہ بال ہیں۔ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت اور عظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ تو جواب ملا کہ یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر ایک حجرہ شریف ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی۔ یہ تمام باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک شخص نے کہا آج حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عرس (گیارہویں شریف) ہے۔ عرس پاک کی تقریب پر تشریف لے گئے ہیں۔ (کلماتِ طیبات فارسی ص ۸۰ مطبوعہ دہلی)

قارئینِ کرام! مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ کا ملفوظ مبارک آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی جو کہ اہلحدیث مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب "ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات" میں یونہی اُن کو "اہلحدیث" لکھا ہے۔ ہم اُن کے ہم مکتب بھائیوں کو کہتے ہیں کہ واقعی اُن کو آپ "اہلحدیث" سمجھتے ہیں تو پھر آپ حضرات بھی عرسِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھیں کہ ان کی اس محفلِ گیارہویں شریف جو کہ ان کا عرس ہے، میں اولیاء کبار تشریف لاتے ہیں اور یہ عمل محبوب اور پیارا عمل ہے۔ لیکن ان حضرات کی اُلٹی منطق کی سمجھ نہیں آتی، ایک طرف تو اُن کو اہلحدیث کہیں اور دوسری طرف اُن کے نظریات اور اعتقادات کو کفر و شرک سے تعبیر کریں ؎

اُلٹی سمجھ خدا کسی کو نہ دے

دے موت آدمی کو یہ بدادا نہ دے

یہ بھی مقام غور طلب ہے کہ شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ نے مرزا مظہر جانجاں علیہ الرحمۃ کے ملفوظات اپنی تصنیفِ لطیف "کلماتِ طیبات" میں جمع فرمائے ہیں۔ اور شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ کو بھی یہ غیر مقلدین اہلحدیث حضرات "اہلحدیث" شمار کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں اگر واقعی ان کو اپنا آدمی سمجھتے ہو تو پھر اُن کے عقائد اور نظریات

کو ہی کم از کم اپنالو تاکہ کچھ تو تفرقہ اور مذہبی انتشار کم ہو۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا عقیدہ

مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ کے بعد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے "ملفوظاتِ عزیزی" کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ کیونکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کو بھی یہ اپنا پیشوا اقرار دیتے ہیں۔ اور "ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات" ص۱۱ پر ان کو بھی اہلحدیث قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"شاہ عبدالعزیز صاحب کی علمی و روحانی سرگرمیاں محفل قال و حال تک ہی محدود نہیں بلکہ مسلمانوں کی عام رفاہ کا خیال بھی ہر وقت دامن گیر ہے"۔

یاد رہے کہ اس کتاب کے پچھلے صفحات پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی کتابوں مثلاً فتاوٰی عزیزی، تحفہ اثنا عشریہ، تفسیر عزیزی نام آپ نے پڑھے ہیں۔ اور ان کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائے ہیں۔ ان کتب کو بھی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی نے "اہلحدیث کی علمی خدمات" قرار دے کر اپنے مسلک کی ہی کتابیں تسلیم کی ہیں۔

اب اگر اہلحدیث حضرات میں کچھ غیرت اور اپنی تحریروں کا پاس ہے تو پھر ان میں درج کردہ عقائد پر ایمان رکھیں بلکہ اپنی مساجد میں بھی انہی عقائد کا پرچار کریں۔ لیکن یہ وہابیوں اور دیوبندیوں سے ہرگز نہ ہو گا۔ کیونکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے وہی عقائد ہیں جو اہلسنّت وجماعت کے ہیں، اور اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہلسنّت مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے انہی عقائد کی ترجمانی اور اشاعت فرمائی ہے۔

ملفوظاتِ عزیزی

آیئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات کا حوالہ ملاحظہ فرمایئے جس میں سرکاری طور پر گیارہویں شریف منانے کا ذکر ہے:۔

"روضہ حضرت غوث الاعظم را کہ کافی گویند تاریخ یازدہم بادشاہ وغیرہ اکابران شہر جمع گشتہ بعد نماز عصر کلام اللہ و قصائد مدحیہ و آنچہ حضرت غوث در وقت غلبہ

حالات فرمودہ اند و شوق انگیز بے مزامیر تا مغرب میخوانند بعد ازاں صاحب سجادہ درمیان و گرداگرد او مریدان نشستہ و صاحب حلقہ استادہ ذکرِ جہر میگویند دریں اثنا بعضے را وجد و سوزش ہم میشود باز چیزے از قبیل سابق خوانده آنچہ تیار می باشد از مثل طعام و شیرینی نیاز کردہ تقسیم کردہ نماز عشاء خوانده رخصت میشوند"۔

(ترجمہ) حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارکہ پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابر جمع ہوتے۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوث اعظم کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے۔ مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے اردگرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے۔ اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔ (ملفوظات عزیزی فارسی ص۶۲ مطبوعہ میرٹھ)

گیارہویں تاریخ کو غوث پاک کی نذر و نیاز جائز ہے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے کسی نے سوال کیا:۔

"**سوال**، در مقدمہ مہندی ہا کہ شب یازدہم ربیع الثانی روشن میکنند و منسوب بجناب سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز مے نمایند و نذر و نیاز مے آرند و فاتحہ مے خوانند۔

جواب:۔ روشن کردن مہندی حضرت سید عبدالقادر را ہم بدعت سیئہ است زیرا کہ ہمچو مفسدہ و قباحت در تعزیہ ساختن است ہمیں قسم در مہندی متصور است و فاتحہ خواندن و ثواب آں بارواح طیبہ رسانیدن فی نفسہ جائز و درست است"۔

اب سوال اور جواب کا اردو میں ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جو کہ حاجی محمد ذکی دیوبندی نے کیا ہے۔

سوال:۔ اس مسئلہ میں کیا حکم ہے کہ مہندی شب یازدہم ربیع الآخر میں روشن کرتے ہیں۔ اور اس کو منسوب ساتھ جناب عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کرتے ہیں اور نذر و نیاز و فاتحہ کرتے ہیں۔

جواب:۔ روشن کرنا مہندی حضرت سید عبدالقادر قدس سرہٗ کا یہ بھی بدعت سیئہ ہے اس واسطے کہ جو قباحت تعزیہ داری میں ہے وہی قباحت مہندی میں بھی ہے اور فاتحہ پڑھنا ثواب اس کا ارواح طیبہ کو پہنچانا فی نفسہٖ جائز ہے۔ (فتاوی عزیزی فارسی ج ۱ ص ۱۷۲ مطبوعہ دہلی۔ فتاوی عزیزی اردو ص ۱۶۶ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے واضح الفاظ میں گیارہ ربیع الثانی کو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مقدس کو فاتحہ کا ثواب پہنچانا فی نفسہٖ جائز قرار دیا ہے۔ اہل سنت و جماعت حضرات بھی گیارہویں شریف میں فاتحہ کا ایصالِ ثواب ہی کرتے ہیں۔ ملفوظاتِ عزیزی میں تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے رمضان شریف کے ماہ مقدس میں بڑے عرس بیان فرمائے ہیں۔ ۳ رمضان کو سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا عرس مبارک اور ۸ ارمضان کو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عرس مقدس ۲۱ رمضان کو علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا عرس مبارک اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے عرس مبارک بھی بیان فرمائے ہیں۔ اصل فارسی کی عبارت پیش خدمت ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ، ام المومنین عائشہ صدیقہ اور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہم الرضوان کے اعراس ــــــ	عرس کلاں دریں ماہ (رمضان) مبارک اند تاریخ سوم عرس حضرت فاطمہ و در شانزدہم عرس حضرت عائشہ و حضرت علی بتاریخ نوزدہم زخمی شدند و در شب بست یکم رحلت فرمودند و

عرس نصیر الدین چراغ دہلی۔ (ملفوظات عزیزی فارسی ص ۵ مطبوعہ میرٹھ)

صاحب عقل و دانش اب ذرا غور فرمائیں کہ عرس کرنے والے بدعتی ہیں یا کہ عرسوں سے منع کرنے والے اور ان پر فتوے لگانے والے حضرات غلط راہ پر ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین! اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے روشن کی تائید کس طرح واضح براہین سے ثابت ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے بعد اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ بادشاہ کے استاذ ملا جیون علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے علامہ فیض عالم علیہ الرحمۃ کی کتاب "وجیز الصراط" کا حوالہ پیش خدمت ہے:۔

علامہ فیض عالم بن ملا جیون علیہ الرحمۃ کا عقیدہ	"لمعا میکہ روز عاشورہ بر و حانیت حضرت امامین شہیدین سیدی

شباب اہل جنت ابی محمد الحسن و ابی عبداللہ الحسین تیار میکنند و ثواب آں برائے خدا نیاز آنحضرت میکنند و از ہمیں جنس است طعام یازدہم کہ عرس حضرت غوث الثقلین کریم الطرفین قرۃ العین الحسنین محبوب سبحانی، قطب الربانی سیدنا و مولانا فرد الافراد ابی محمد الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی است چوں مشائخ دیگر را عرس بعد سال معین میکردند آنجناب را ہر در ماہے قرار دادہ اند"۔

(ترجمہ) عاشورہ کے روز امامین شہیدین سیدنا شباب اہل الجنۃ ابو محمد حسن اور ابو عبداللہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے کھانا تیار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی نیاز کا ثواب ان کی روح پُر فتوح کو پہنچاتے ہیں۔ اور اسی قسم میں سے گیارہویں شریف کا کھانا ہے جو کہ حضرت غوث الثقلین، کریم الطرفین، قرۃ العین الحسنین محبوب سبحانی، قطب ربانی سیدنا و مولانا فرد الافراد ابو محمد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک ہے۔ دیگر مشائخ کا عرس سال کے بعد ہوتا ہے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک ہر ماہ ہوتا ہے۔ (وجیز الصراط فارسی ص ۹۲)

شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ	شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری علیہ الرحمۃ نے تحفہ قادریہ ص ۹۰ پر سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ

کے عرس مبارک کے متعلق تحریر فرمایا ہے:۔

علامہ برخوردار علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ برخوردار محشی نبراس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :-

ممالک ہند و سندھ وغیرہ میں آپ کا عرس ۱۱ ربیع الثانی کو ہوا کرتا ہے۔ اس میں انواع و اقسام کے طعام و فواکہ حاضرین علماء و اہل تصوف فقراء درویشاں کے پیش کیے جاتے ہیں۔ وعظ اور بعض نعتیہ نظمیں بھی بیان ہوتی ہیں۔ اس عرس شریف میں ارواح کاملین کا بھی حضور ہوتا ہے خصوصاً آپ کے جد امجد حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا ابو الائمۃ الاتقیاء بھی تشریف لاتے ہیں۔ کما ثبت عند ارباب المکاشفۃ۔ (سیرت غوث اعظم ص ۲۷۵)

علامہ برخوردار محشی نبراس علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف "سیرت غوث اعظم" کے ص ۲۷۶ کے حاشیہ پر گیارہویں شریف کی ابتداء اس طرح لکھی ہے کہ :-

"پیر عبدالرحمٰن نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ پیران پیر حضرت غوث الاعظم ہر گیارہویں کو حضرت سید الانبیاء کا عرس کیا کرتے تھے۔ اس لیے غوث الاعظم علیٰ نبینا و علیہ السلام کے چونکہ شیدائی بتقلید و اطاعت آنجناب گیارہویں کرتے ہیں۔ چونکہ یہ انتساب باں عالی جناب تھا۔ فلہٰذا بطریق (تسبیح فاطمہ) گیارہویں حضرت پیران پیر مشہور ہوئی۔" (حاشیہ سیرت غوث الاعظم ص ۲۷۶)

دارا شکوہ اور علامہ مفتی غلام سرور علیہما الرحمۃ کا عقیدہ

دارا شکوہ نے "سفینۃ الاولیاء ص ۲۲" میں اور مفتی غلام سرور لاہوری علیہ الرحمۃ نے "خزینۃ الاصفیاء فارسی جلد اول ص ۹۹" میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس اور گیارہویں شریف کے جواز کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا عقیدہ

اب دیوبندی اکابر کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا بھی عقیدہ گیارہویں شریف اور بزرگان دین کے عرس مبارک کے متعلق پیش خدمت ہے :-

"پس بہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دسویں، بیسویں، چہلم، ششماہی، سالانہ وغیرہ اور

توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندری رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔" (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸ مطبوعہ دیوبند)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو اہلحدیث حضرات کے ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور میں آسمان ملت پر دین ہدیٰ کے درخشندہ ستارے، دنیائے علم و ادب میں شاندار مقام حاصل کرنے والا لکھا ہے۔ ("الاعتصام" لاہور ص ۹ مارچ ۱۹۵۶ء)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

اب آخر میں دیوبندی حضرات کے قطب الاقطاب اور غیر مقلدین حضرات کے ممدوح مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ درج کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے واضح الفاظ میں گیارہویں کو درست قرار دیا ہے۔ ان کی تحریر ملاحظہ ہو :-

"ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا درست ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۵ جلد اول مطبوعہ دہلی۔ فتاویٰ رشیدیہ ص مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! گیارہویں شریف کے تمام پہلوؤں پر نہایت شرح و بسط سے قرآن و حدیث اور مستند اکابر محدثین اور مفسرین کی مستند کتب کے حوالہ جات سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ حوالہ جات کو درج کرنے میں بہت ہی احتیاط اور سنجیدگی سے کام لیا ہے۔ بلکہ جگہ جگہ مخالفین اور مانعین کے اکابر کی تحریریں بھی اپنے عقیدہ اور مسلک کی تائید میں پیش کی گئی ہیں تاکہ مخالفین کے نظریہ کا بطلان ان کے اکابر سے ہی واضح ہو جائے۔

اب آخر میں گیارہویں شریف، شب برات کا حلوہ، تیجہ، دسواں، چالیسواں، عرس اور میلاد شریف کی تقاریب میں جن اشیاء پر قرآن پاک پڑھ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین، اہلبیت اطہار، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ کی ارواح طیبات کو ایصال ثواب کیا جاوے وہ اشیاء کھانا حرام ہیں۔ انکی مرغوب غذائیں جو ان کے اکابر نے اپنی کتب میں درج کی ہیں۔ وہ ملاحظہ فرمائیں۔

وہابیوں کی مرغوب غذائیں

کتا، خنزیر اور سانپ حلال ہیں!

وہابیوں کے مجتہد قاضی شوکانی نے لکھا ہے کہ:

"حَلَّ جَمِیْعُ حَیْوَانَاتِ الْبَحْرِ حَتّٰی کَلْبُہٗ وَخِنْزِیْرُہٗ وَثُعْبَانُہٗ"

"سب دریائی جانور حلال ہیں۔ یہاں تک کہ کتا، خنزیر اور سانپ بھی حلال ہیں" (نیل الاوطار ص ۲۷ ج ۸ مطبوعہ مصر)

قارئین کرام! خزائن الادویہ میں حکیم مولوی محمد نجم الغنی رامپوری نے کتا کی قسمیں اہلی، جنگلی اور دریائی لکھی ہیں۔ نیز سگ دریائی اور جنگلی کے افعال و خواص قریب قریب ویسی ہی ہیں جیسے سگ اہلی کے۔ (خزائن الادویہ ص ۳۸۵-۳۸۶ ج ۵)

قارئین حضرات! وہابیوں کے نزدیک گیارہویں شریف اور عرس مبارک کا تبرک اور کھانا حرام ہے۔ مگر ان کے نزدیک بنک کا سود جائز ہے۔ اور سود خور کی اقتدا میں نماز بھی جائز ہے۔ وہابیوں کے فتوے ملاحظہ ہوں۔

بنک کا سود جائز ہے

اخبار اہلِ حدیث امرتسر میں خود اقرار کیا ہے کہ:

"مولوی عبدالواحد غزنوی کے نزدیک بنک کا سود جائز ہے۔" (اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص ۱۲، ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء)

"منافع بنک وغیرہ منع نہیں" (اہل حدیث امرتسر ص ۹، ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء)

سود خور کی اقتدا میں نماز

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو سود خور اگر نماز کرا رہا ہو تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھنی جائز قرار دے دی ہے۔ فتوائے ملاحظہ ہو۔

س نمبر ۱۲۱: جو شخص بیاج لیتا ہو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کہلا سکتا ہے تو اس کی نماز جائز ہے یا نہیں۔ اگر نماز جائز ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

ج ۱۲۱: سود خور سود کو اگر حرام جانتا ہے۔ تو مسلمان کہلا سکتا ہے۔ اور اگر لباس اس کا سود کی آمدنی کے سوا حلال کمائی کا ہے۔ تو نماز بھی جائز ہے۔ اگر محض سود کی کمائی سے ہے تو جائز نہیں۔ حدیث میں ہے کہ ناپاک کمائی کے کپڑے سے نماز قبول نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیئے۔ لیکن اگر نماز پڑھا رہا ہو تو اس کے پیچھے اقتداء درست ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۵، ربیع الاول ۱۳۴۶ھ)

کنجری کی وہ کمائی جو اس نے بے حیائی اور کنجر بازی سے حاصل کی ہے۔ اکابر وہابیہ نے اس کے جواز کا فتوے بھی دے دیا ہے۔

زانیہ کا مال حلال ہے

اخبار اہلِ حدیث امرتسر میں لکھا ہے کہ:

"حافظ عبداللہ غازی پوری کے نزدیک مسلمہ زانیہ کا مال توبہ کے بعد حلال ہے" (اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۹، ۲۷ اگست ۱۹۱۵ء)

کلمہ گو مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ

سوال: کلمہ گو مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے یا مُردار۔ اور ایسے شخص کے ہاتھ سے ذبح کیے ہوتے جانور کا گوشت مسلمان کو کھانا شرعاً کیسا ہے؟

جواب:۔ کلمہ گو مسلمان جو شرک کرے وہ عنداللہ تو مشرک ہی ہو گا۔ مگر احکام دُنیاویہ میں وہ مسلمانوں ہی کے حکم میں ہو گا۔ لہٰذا اس کا ذبیحہ مثل اُس مشرک کے نہ ہو گا۔ جو کلمہ گو نہیں۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۳ ۲۱ر جنوری ۱۹۱۶ء)

وہابیوں کے امام مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے تو کافر کا ذبیحہ بھی حلال قرار دے دیا ہے۔

کافر کا ذبیحہ حلال ہے!

وہابی مولوی وحید الزماں نے لکھا ہے:

"وَكَذٰلِكَ ذَبِيحَةُ الْكَافِرِ اَيْضاً حَلَالٌ"۔ اور اسی طرح کافر کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حلال ہے۔

(نزل الابرار ص۳۰ ج ۳ مطبوعہ بنارس)

کوّا کھانا ثواب ہے

مسئلہ:۔ جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو بُرا کہتے ہوں۔ تو ایسی جگہ اس کوّا کھانے والے کو کچھ ثواب ہو گا یا نہ ثواب ہو گا۔ نہ عذاب۔

الجواب:۔ ثواب ہو گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۳۵ ج ۲)

بجّو کھانا مباح ہے

وہابی مولویوں کے نزدیک بجو کھانا جائز ہے۔

وہابیہ کے امام نواب صدیق حسن بھوپالوی کے لڑکے نور الحسن نے اپنی کتاب عرف الجادی میں لکھا ہے کہ:

"بجو صید است"۔ بجو شکار ہے۔ (عرف الجادی ص۲۴۳)۔

"مباح ہے کھانا بجو کا"۔ (فقہ محمدیہ ص۱۲۳ ج ۵)

وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی نے بھی اپنے فتاویٰ میں ایک استفتاء اور جواب لکھا ہے۔ جو کہ درج ہے۔

سوال:۔ ایک شخص بنام مفتی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجو کے متعلق فرمایا ہے کہ بجو حلال ہے۔ جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے وہ منافق بے دین ہے۔ اس کی امامت ہرگز جائز نہیں۔ دوسرا شخص بنام محمد کہتا ہے کہ بجو کا کھانا حلال نہیں ہاں شکار جائز ہے۔ اور بجو کے حلال نہ جاننے والے کو منافق و بے دین کہنا جائز نہیں بلکہ تشدد ہے۔ دونوں میں کس کا قول صحیح ہے؟

جواب:۔ مفتی کا قول صحیح اور موافق حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بجو گو طبعاً مکروہ ممنوع ہے مگر شرعاً ممنوع نہیں۔ (فتاویٰ ستاریہ ص۲۱ ج ۲)

گورخر (جنگلی گدھا) حلال ہے!

وہابیوں کی فقہ کی کتاب فقہ محمدیہ میں ہے۔

"حلال ہے کھانا گورخر (جنگلی گدھے) کا"۔ (فقہ محمدیہ ص۱۲۳ ج ۵)

کچھوا۔ کوکرا۔ گھونگا حلال ہیں !

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے تو کچھوا، کوکرا اور گھونگا کو بھی حلال قرار دے دیا۔۔

استفتاء اور جواب دونوں پیشِ خدمت ہیں۔

(س) کچھوا۔ کوکرا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال ہیں۔ از روئے قرآن و حدیث جواب ہو؟

(ج) قرآن و حدیث جو چیزیں حرام ہیں ان میں یہ تینوں نہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ ذرونی ما ترکتم جب تک شرع تم کو بند نہ کرے۔ تم سوال نہ کیا کرو۔ ان تینوں سے شرع شریف نے بند نہیں کیا۔ لہٰذا حلال ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۵ ج ا مطبوعہ بمبئی ص مطبوعہ لاہور)

"کچھوا حلال ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۹ ج ا مطبوعہ بمبئی)

کچھوا اور سانڈا حلال ہے

س:۔ کچھوا (سنگ پُشت) اور سانڈا (سانڈہ) شریعتِ محمدی میں کھانا جائز ہے؟ یا نہیں۔ جواب با دلیل ہو۔ (از دفتر انجمن اسلامیہ اہلحدیث تیجہ کلاں ضلع گورداسپور)

ج:۔ بحکم لا اجد فیما اوحی الی محرما سانہہ اور سنگ پشت اس آیت کے ماتحت نہیں۔ نہ کوئی حدیث اُن کی حرمت کی مجھے یاد ہے۔ اس لیے حلال ہے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۳، ۲۰ نومبر ۱۹۳۴ء)

(اہلحدیث امرتسر ص ۱، ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء)

وہابیوں کے مولوی اور امام عبدالستار دہلوی کی تفسیر کے ضمیمہ میں بھی ہے کہ کچھوا حلال ہے۔ (تفسیر ستاری ص ۴۲۶)

قارئین! اکابر وہابیہ نے اپنے معتقدین کے لیے کیسی لذیذ اور عجیب قسم کے جانوروں کو حلال قرار دے کر کھانے کی ترغیب دی ہے۔ اور خصوصاً اس دور کے وہابیوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ مہنگائی کے دور میں جب کہ گوشت بہت ہی زیادہ مہنگا ہے۔ اور ان جانوروں کی تعداد کا خوب اضافہ ہے۔ کیونکہ ان کو کوئی بھی نہیں کھاتا۔ اکابر وہابیہ نے یہ سوچا جس کو کوئی بھی نہیں کھاتا۔ وہابیوں کے لیے حلال قرار دے کر کھلانا شروع کر دیتے ہیں۔

یہ تو گوہ۔ بجو۔ کچھوا۔ کوکرا۔ گھونگا اور جنگلی گدھے اور سانڈے کے حلال کے فتوے تھے۔ وہابیوں کے مجتہد قاضی شوکانی نے تو وہابیوں کے لیے کُتا اور خنزیر بھی حلال قرار دے دیا ہے۔ تاکہ وہابیوں کو گوشت کی کمی ہی نہ رہے۔

گوہ حلال ہے

وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی نے لکھا ہے کہ:

"ضب یعنی گوہ حلال ہے۔" (تفسیر ستاری ص ۴۲۶)

"مباح ہے کھانا سوسمار یعنی گوہ کا۔" (فقہ محمدیہ ص ۱۲۳ ج ۵)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ

"گوہ تو ماکول اللحم حلال ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ ص ۱۶۲ ج ۲ مطبوعہ بمبئی)

وہابیوں کے مولوی ابو سعید شرف الدین دہلوی فتوے دیتے ہیں کہ:

"یہ صحیح ہے کہ ضب حلال ہے۔ اور اُس کا بیچنا بھی جائز ہے۔ مگر ضب کا ترجمہ جو (گوہ) مشہور ہے۔ وہ کتب لغت عرب سے ثابت نہیں ہوتا۔ منجد میں جو لکھا ہے اس سے تو سانڈھا معلوم ہوتا ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ ص ۱۶۲ ج ۲)

وہابیوں کے مولوی داؤد راز لکھتے ہیں کہ

"عام اہلِ لغت ضب کا ترجمہ سوسمار (گوہ) ہی لکھتے ہیں۔"

(فتاویٰ ثنائیہ ص ۱۷۲ ج ۲)

ناظرین حضرات! وہابی اکابر ضب کو حلال قرار دے رہے ہیں۔ اور اس کا کھانا مباح قرار دے رہے ہیں۔ مگر سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے کھانے کو ممنوع قرار دے رہے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

نَهٰى عَنْ اَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ — نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۳۶۱، ابوداؤد ص ۱۷۶ ج ۲)

ابنِ ماجہ شریف میں بھی ایک روایت ہے کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسولِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا۔

مَا تَقُوْلُ فِي الضَّبِّ وَمَنْ يَّاكُلُ الضَّبَّ — گوہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ (ابنِ ماجہ شریف ص ۲۴۰) تو فرمایا گوہ کو کون کھاتا ہے۔

نسائی شریف میں حدیث ہے کہ

رسولِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے گوہ کھانے کے لیے پیش کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا اُمَّةٌ مُسِخَتْ یہ پہلی اُمتوں سے ایک مسخ شدہ اُمت ہے۔ (نسائی شریف ص ۱۹۸ ج ۲)

کنز العمال شریف میں ہے کہ سرکار سیدہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَّاكُلَ الضَّبَّ — نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم گوہ کے کھانے کو بُرا سمجھتے تھے۔

(کنز العمال ص ۲۱ ج ۴)

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم گوہ کھانے سے بیزاری کا اظہار فرمائیں اور وہابی اکابر اس کو مباح جانیں۔ یہ ہے نام نہاد اہلِ حدیث حضرات کا حال۔ ؎ اُف اے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری۔

غیر مسلموں کا صدقہ اور چندہ جائز ہے

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتویٰ دیا ہے کہ:

"ہنود کا دیا ہوا صدقہ یا قرآن مجید یا چندہ جائز ہے۔"

(اخبار اہلِ حدیث امرتسر ص ۱۲، ۷ نومبر ۱۹۱۳ء)

"مسجد کی امداد میں مشرکین کی اعانت قبول کرنا منع نہیں ہے۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۳، ۲۱ مئی ۱۹۳۷ء)

"غیر مسلم کی جائز کمائی سے حاصل کیا ہوا مال مسجد پر لگانا جائز ہے۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسری ص ۵، ۵ مارچ ۱۹۴۳ء)

جواب: ہندو کا دیا ہوا چندہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ جبکہ وہ بہ نیت ثواب دیتا ہو۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۸ ج ۳ مطبوعہ دہلی)

نسلی مرزائی کا ذبیحہ جائز ہے

مفتی کفایت اللہ دہلوی نے فتویٰ دیا ہے کہ

نسلی مرزائی اہل کتاب ہیں۔ ان کا ذبیحہ جائز ہے۔

(کفایت المفتی ص ۳۱۱-۳۱۷ ج ۱ مطبوعہ کراچی)

ناظرین کرام! گیارہویں شریف کو حرام کہنے والوں کا حال دیکھا کہ حلال اور طیب کھانے کو حرام کہنے کی پاداش میں ان کو کیسی کیسی اشیاء کو حلال قرار دینا پڑا۔

قارئینِ کرام! الحمد للہ رب العالمین رسالہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا جواب باصواب بفضل اللہ و رسولہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جس سے مخالف کا بطلان اور مسلک حق اہلسنّت والجماعت کی حقانیت عیاں ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کرم اور غوث الاعظم شہنشاہِ بغداد سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے فیضان اور سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم خواجہ پیر محمد شفیع قادری علیہ الرحمۃ کے تصرّف کا نتیجہ ہے۔

اللہ کریم شرف قبولیت بخشتے ہوئے عامۃ المسلمین کے لیے نافع بنائے۔
آمین! وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝